کتاب الفقہ

1

روزمرہ کے بنیادی مسائل

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

E-MARKAZ
YOUR ONLINE MADRASA

کتاب الفقہ

1

روزمرہ کے بنیادی مسائل

مولانا محمد الیاس گھمن دامت برکاتہم
متکلم اسلام

E-MARKAZ
YOUR ONLINE MADRASA
emarkaz.org

جملہ حقوق بحق ای مرکز eMarkaz محفوظ ہیں

نام کتاب	کتاب الفقہ – حصہ اول
تالیف	متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
تاریخ اشاعت	رمضان المبارک 1447ھ – مارچ 2026ء
بار اشاعت	دوم
تعداد	1100
ناشر	مکتبہ دار الایمان

کتاب منگوانے کا پتہ:

مکتبہ دار الایمان، مرکز اھل السنۃ والجماعۃ، 87 جنوبی، مال روڈ، سرگودھا

0321-6353540

www.emarkaz.org

فہرست

پیش لفظ 15

باب اول: طہارت کے احکام و مسائل 16

طہارت کی اہمیت اور اقسام 17

طہارت کا معنی: 17

1: طہارتِ حکمی 17

2: طہارتِ حقیقی 17

نجاست کی اقسام اور احکام 18

نجاست کی تعریف: 18

نجاست کی اقسام: 18

نجاست حقیقیہ کی اقسام: 19

1: نجاست غلیظہ: 19

2: نجاست خفیفہ: 20

نجاستِ غلیظہ اور خفیفہ کی کچھ تفصیل: 20

نجاستِ حقیقیہ دور کرنے کے طریقے: 21

نجاست حکمیہ کی اقسام: 24

1:حدثِ اصغر 24
2:حدثِ اکبر 24
پانی کی اقسام اور احکام 25
[1]: مطلق پانی (عام پانی) 25
باعتبار حکم پانی کی اقسام: 25
مطلق پانی کے متعلق چند مسائل: 27
[2]:مقیَّد پانی 27
مقید پانی کے متعلق چند مسائل: 29
بہاؤ یا ٹھہراؤ کے اعتبار سے پانی کی اقسام اور حکم: 29
جوٹھے پانی کے احکام و مسائل 31
قضائے حاجت کے آداب و مسائل 32
استنجا کی تعریف اور اقسام: 32
چند آداب و مسائل: 33
وضو کے احکام و مسائل 36
وضو کی اقسام: 36
وضو کے فرائض: 38
وضو کی سنتیں: 38
وضو کے مُستَحبّات و آداب: 39

مکروہاتِ وضو: 40

وضو کرنے کا طریقہ: 41

نواقضِ وضو: 41

ان چیزوں سے وضو نہیں ٹوٹتا: 43

غسل کے احکام و مسائل 44

غسل کی اقسام: 44

غسل کے فرائض: 46

غسل کی سنتیں: 46

غسل کے مستحبات: 47

غسل کے مکروہات: 47

غسل کرنے کا طریقہ: 47

تیمم کے احکام و مسائل 49

تیمم کا لغوی و شرعی معنی: 49

تیمم کے فرائض: 50

تیمم کی سنتیں: 50

تیمم کرنے کا طریقہ: 50

تیمم کے صحیح ہونے کی شرائط: 50

نواقضِ تیمم: 54

تیمم سے متعلقہ چند مسائل: 54

موزوں پر مسح کے احکام و مسائل 55
موزے کی تعریف اور مسح کی شرائط: 55
موزوں پر مسح کرنے کا طریقہ: 55
مسح کی مدت: 56
جرابوں پر مسح کی شرائط: 57
معذور کے احکام و مسائل 58
حیض، استحاضہ اور نفاس کے احکام و مسائل 60
حیض کی تعریف: 60
استحاضہ کا حکم: 60
حیض کا رنگ: 61
حیض کی ابتدائی اور انتہائی عمر: 61
حیض کی مدت: 61
طہر کی مدت: 62
1: زمانے کے اعتبار سے حیض اور طہر کی اقسام 62
2: میعاد کے اعتبار سے طہر کی اقسام 62
3: صحیح و فاسد ہونے کے اعتبار سے طہر کی اقسام 63
حائضہ کی اقسام اور احکام: 63
1: حائضہ مُبْتَدِاَہ 63
2: حائضہ معتادہ 63

معتادہ کی عادت کی تبدیلی؛چند صورتیں 63
مسائل: 66
نفاس کی تعریف: 68
مسائل: 68
حیض و نفاس کے مشترک احکام: 69
مشق نمبر1 70
باب دوم: نماز کے احکام و مسائل 74
نماز کی اہمیت و اقسام 75
صلوٰۃ (نماز) کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ: 75
نماز کی اقسام: 76
نماز کی فرضیت کی شرائط: 76
نمازوں کی رکعات اور اوقات 77
اذان و اقامت کے احکام و مسائل 80
اذان و اقامت کا حکم: 80
اذان و اقامت کے کلمات: 80
اذان و اقامت کی شرائط: 81
اذان کے سنن و مستحبات: 82
نماز کے فرائض 84

شرائطِ نماز: 84
ارکانِ نماز: 84
نماز کے واجبات 85
نماز کی سنتیں 86
نماز کے مستحبات 87
نماز کے مکروہات 88
نماز کے مفسدات 89
نماز پڑھنے کا طریقہ 91
جماعت کے فضائل واحکام 97
جماعت کا حکم اور واجب ہونے کی شرائط: 97
امامت کی شرائط: 99
اقتداء کے صحیح ہونے کی شرائط: 99
مقتدیوں کے کھڑے ہونے اور صفوں کی ترتیب: 101
سُترہ کے مسائل 102
نمازِ وتر کے احکام ومسائل 103
وتر کا حکم، رکعات اور ادائیگی کا طریقہ: 103
دعائے قنوت: 103

نفل نمازیں 105

نمازِ تہجد: 105

نمازِ اشراق: 105

نمازِ چاشت: 105

نمازِ اَوّابینْ: 106

نمازِ استخارہ: 106

صلاۃ التسبیح: 107

نمازِ توبہ: 108

نمازِ حاجت: 108

مریض کی نماز کے احکام 109

کرسی پر بیٹھ کر نماز ادا کرنے کی مختلف صورتیں اور ان کا حکم: 110

مسافر کے احکام 111

قضا نمازوں کے احکام و مسائل 112

سجدۂ سہو کا بیان 114

سجدہ سہو واجب ہونے کے ضوابط: 114

سجدۂ سہو کرنے کا طریقہ: 118

سجدۂ تلاوت کے مسائل 118

سجدہ تلاوت کا طریقہ: 118

سجود تلاوت کی تعداد: 121

جمعۃ المبارک کے احکام و مسائل 122

نمازِ جمعہ کا حکم: 122

تعدادِ رکعات اور ترتیبِ ادائیگی: 123

نمازِ جمعہ کے فرض ہونے کی شرائط: 123

نمازِ جمعہ کے صحیح ہونے کی شرائط: 124

خطبہ جمعہ کے آداب و مسائل: 125

جمعہ کے دن کی سنن و آداب: 127

جمعہ کے متعلق چند مسائل: 128

تراویح کے احکام و مسائل 130

عیدین کے احکام و مسائل 134

نمازِ عید کی ادائیگی کا طریقہ: 134

عیدین کے سنن و آداب اور معمولات: 136

میت کے احکام و مسائل 139

میت کو غسل دینا: 139

میت کو کفن دینا: 142

نمازِ جنازہ پڑھنا: 144

نمازِ جنازہ کے فرائض: 144

نمازِ جنازہ کی شرائط: 144

نماز جنازہ کی سنتیں: 145

میت کو دفن کرنا: 147

مشق نمبر2 149

باب سوم: زکوٰۃ کے احکام و مسائل 153

زکوٰۃ کے فضائل و اہمیت 154

زکوٰۃ کے چند اہم فوائد: 155

زکوٰۃ کی تعریف اور شرائطِ فرضیت 155

صاحبِ نصاب کی تعریف 158

زکوٰۃ کا حساب کرنے کا طریقہ 159

زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے مددگار فارم 161

استعمالی و غیر استعمالی زیورات پر زکوٰۃ کا حکم 162

زکوٰۃ کی صحیح ادائیگی کی شرائط 164

مصارفِ زکوٰۃ 165

زکوٰۃ کے چند اہم مسائل 167

زکوٰۃ کے چند جدید مسائل 172

بینک کا زکوٰۃ کاٹنا: 172
طویل المیعادی قرضے: 172
پراپرٹی پر زکوٰۃ کے احکام: 172
زکوٰۃ کی رقم کسی دوسری جگہ بھجوانے پر سروس چارجز کا حکم: 173
جانوروں کی زکوٰۃ کے احکام 174
سائمہ بننے کی شرائط: 174
اونٹوں کا نصاب اور زکوٰۃ: 174
گائے کا نصاب اور زکوٰۃ: 176
بکری، بھیڑ کا نصاب اور زکوٰۃ: 176
مشق نمبر 3 178
باب چہارم: روزہ 182
روزے کی فضیلت واہمیت 183
روزہ کا معنی اور اقسام 184
روزہ کی فرضیت اور صحتِ ادا کی شرائط 185
شرائطِ فرضیت: 185
صحتِ ادا کی شرائط: 185
روزہ کی نیت کے مسائل 186

[1]جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا 187
[2]روزہ ٹوٹ جاتا ہے لیکن صرف قضالازم ہے، کفارہ نہیں 188
[3]روزہ ٹوٹ جاتا ہے، قضاو کفارہ دونوں لازم ہیں 190
قضااور کفارہ کے روزوں کے مسائل: 191
روزہ کے متعلق چند جدید مسائل 192
صدقۃ الفطر کے احکام و مسائل 194
صدقۃ الفطر کا وجوب: 194
صدقۃ الفطر کے وجوب کا نصاب: 195
نصاب کا اعتبار کب ہو گا؟ 196
صدقۃ الفطر کی ادائیگی کا وقت: 196
صدقہ فطر کی مقدار: 197
صدقۃ الفطر کن کی طرف سے ادا کرنا واجب ہے؟ 198
صدقۃ الفطر کا مصرف: 198
مشق نمبر4 199
باب پنجم: حج 203
حج کی فضیلت و اہمیت 204
حج کا معنی، شرائطِ فرضیت اور شرائطِ صحتِ ادا 204
شرائطِ فرضیتِ حج: 204

حج کی ادائیگی کے صحیح ہونے کی شرائط: 205

حج کے متعلق بعض اصطلاحات 206

حج کے فرائض، واجبات، سنن اور اقسام 209

فرائضِ حج: 209

واجباتِ حج: 209

سننِ حج: 209

حج کی اقسام: 210

احرام میں ممنوع، مکروہ اور جائز کام 211

حج کرنے کا طریقہ 213

حجِ اِفراد کا طریقہ: 213

حجِ قران کا طریقہ: 216

حجِ تمتع کا طریقہ: 216

مدینہ منورہ کی حاضری 217

روضہ مبارک پر سلام عرض کرنا: 218

کسی کا سلام پیش کرنا: 219

مشق نمبر 5 220

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ أَمَّا بَعْدُ!

دینِ اسلام پانچ چیزوں کا نام ہے: اعتقادات، عبادات، اخلاقیات، معاشرات اور معاملات

"علم الکلام" میں اعتقادات سے، "علم التصوف" میں اخلاقیات سے اور "علم الفقہ" میں دین اسلام کے بقیہ تین شعبہ جات؛ عبادات، معاشرات اور معاملات سے بحث کی جاتی ہے۔

اس تقسیم سے "فقہ" کی تعریف اور دائرہ کار واضح ہو جاتا ہے کہ علم الفقہ؛ دراصل انسانی زندگی کے ان عملی پہلوؤں سے بحث کرتا ہے جن کا تعلق عبادات، معاملات اور معاشرات سے ہے۔ انسان؛ دینِ اسلام پر صحیح معنوں میں اسی صورت میں عمل پیرا ہو سکتا ہے جب اسے ہر شعبہ سے متعلق رہنمائی میسر ہوتی رہے۔

زیرِ نظر "کتاب الفقہ" میں ہم نے ان مسائل کو ذکر کیا ہے جن کا تعلق روزمرہ کی عملی زندگی سے ہے۔ کتاب کے تین حصے ہیں؛ پہلے حصے میں عبادات، دوسرے میں معاشرات اور تیسرے میں معاملات کا ذکر ہے۔ ہر عنوان کے ذیل میں اس سے متعلقہ بنیادی معلومات اور چند اصول وضوابط کا ذکر کر کے مسائل وجزئیات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ قارئین اگر توجہ سے پڑھیں تو امید ہے کہ عملی زندگی میں بہترین رہنمائی مل سکے گی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ "کتاب الفقہ" کو طلبہ کرام اور قارئین کے لیے نافع بنائے اور مسائلِ فقہ اچھی طرح سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ اجمعین۔

محتاجِ دعا

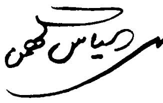

حال مقیم خانقاہ حنفیہ؛ استنبول، ترکیہ

جمعرات؛ 17-رمضان 1445ھ، 27-مارچ 2024ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب اول: طہارت کے احکام و مسائل

اس باب میں درج ذیل عنوانات کا بیان ہو گا:

1: طہارت کی اہمیت اور اقسام

2: نجاست کی اقسام اور احکام

3: پانی کی اقسام اور احکام

4: جوٹھے پانی کے احکام و مسائل

5: قضائے حاجت کے آداب و مسائل

6: وضو کے احکام و مسائل

7: غسل کے احکام و مسائل

8: تیمم کے احکام و مسائل

9: موزوں پر مسح کے احکام و مسائل

10: معذور کے احکام و مسائل

11: حیض، استحاضہ اور نِفاس کے احکام و مسائل

طہارت کی اہمیت اور اقسام

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیۡنَ وَ یُحِبُّ الۡمُتَطَہِّرِیۡنَ﴾

سورۃ البقرۃ:222

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ کثرت سے توبہ کرنے والوں اور خوب پاک صاف رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

حضرت ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلطُّھُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ.

صحیح مسلم: رقم الحدیث 223

ترجمہ: پاکیزگی؛ ایمان کا حصہ ہے۔

طہارت کا معنی:

طہارت کا لغوی معنی نظافت اور صفائی ستھرائی ہے۔

طہارت کا شرعی معنی ایسی پاکیزگی حاصل کرنا ہے جس کے ذریعے انسان عبادات (جیسے نماز وغیرہ) ادا کرنے کے قابل ہو جائے۔ طہارت کی دو قسمیں ہیں:

1: طہارتِ حکمی

ایسی ناپاکی کو دور کرنا جو نظر نہ آنے والی ہو۔ مثلاً انسان کا بے وضو یا بے غسل ہونا۔ ایسی ناپاکی کو "حدث" کہا جاتا ہے، جس میں بے وضو ہونے کی حالت کو حدثِ اصغر اور بے غسل ہونے کی حالت کو حدثِ اکبر کہتے ہیں۔ طہارتِ حکمی کا مطلب یہ ہے کہ انسان ان دونوں قسم کی ناپاکیوں سے پاک ہو جائے۔

2: طہارتِ حقیقی

ایسی ناپاکی کو دور کرنا جو ظاہر اور نظر آنے والی ہو۔ مثلاً خون، پیشاب اور شراب۔ ایسی ناپاکی کو "خَبَث" کہا جاتا ہے۔ طہارتِ حقیقی کا مطلب یہ ہے کہ بدن، کپڑے یا جگہ کو اس ظاہری ناپاکی سے پاک کیا جائے۔

نجاست کی اقسام اور احکام

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ﴾

سورۃ المدثر:4

ترجمہ: اور اپنے کپڑوں کو پاک کیجیے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طُهُورٍ

سنن الترمذی: رقم الحدیث 1

ترجمہ: کوئی نماز بغیر پاکی کے قبول نہیں۔

پاکی کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی۔ نماز کی ادائیگی کے لیے نجاسات اور گندگیوں سے پاک ہونا ضروری ہے۔ اس لیے ذیل میں ہم نجاسات کی اقسام اور اس کے احکام ذکر کر رہے ہیں تاکہ ان سے پاک ہو کر عبادات سر انجام دی جائیں۔

نجاست کی تعریف:

کپڑا، بدن یا جگہ وغیرہ کا ایسی حالت میں ہونا کہ شریعت اسے ناپاک اور گندہ قرار دے کر اس سے پاکی حاصل کرنے کا حکم دے ”نجاست“ کہلاتا ہے۔

نجاست کی اقسام:

نجاست کی دو قسمیں ہیں:

1: نجاست حقیقیہ 2: نجاست حکمیہ

1: نجاست حقیقیہ

وہ نجاست جو نظر آنے والی ہو۔ جیسے انسان کا پیشاب پاخانہ، خون، گائے کا پیشاب۔

2: نجاست حکمیہ

وہ نجاست جو بظاہر نظر نہ آنے والی ہو لیکن شریعت نے اس پر ناپاکی کا حکم لگایا ہو۔ جیسے آدمی کا بے وضو یا جُنبی ہونا۔

نجاست حقیقیہ کی اقسام:

اس کی دو قسمیں ہیں:

1: نجاست غلیظہ 2: نجاست خفیفہ

1: نجاست غلیظہ:

ایسی نجاست کو کہتے ہیں جس کے ناپاک ہونے پر دلیل قطعی موجود ہو (یعنی دلائل ایک دوسرے سے ٹکراتے نہ ہوں بلکہ اس چیز کی نجاست پر متفق ہوں) اس لیے اس کی ناپاکی سخت ہوتی ہے اور اس کی بہت تھوڑی مقدار معاف ہوتی ہے۔

مثال: انسان کا پیشاب، پاخانہ، مَنی، مرغی، مرغابی اور بطخ کی بیٹ۔

حکم: نجاست غلیظہ بدن یا کپڑوں پر لگ جائے تو دیکھا جائے گا کہ

☼ نجاست غلیظہ اگر پتلی اور بہنے والی ہو جیسے پیشاب اور خون، اور ایک درہم یعنی ہتھیلی کی گہرائی (2.75 سینٹی میٹر قطر کے دائرہ کی مقدار) کے برابر یا اس سے کم حصہ پر لگی ہو تو معاف ہے۔ یعنی اسے دھوئے بغیر نماز پڑھ لی تو ادا ہو جائے گی لیکن جان بوجھ کر اس نجاست کے ساتھ نماز پڑھنا مکروہ ہو گا۔ اگر یہ نجاست ایک درہم کی مقدار سے زیادہ حصہ پر لگی ہو تو اب معاف نہیں ہو گی۔ اب اس کا دھونا ضروری ہو گا۔ دھوئے بغیر نماز پڑھی تو نماز نہیں ہو گی۔

☼ نجاست غلیظہ اگر گاڑھی ہو جیسے پاخانہ اور مرغی کی بیٹ تو اس وقت اس کے وزن کے اعتبار سے اس کا حکم ہو گا، اس کے پھیلاؤ کا اعتبار نہیں ہو گا۔ چنانچہ اگر اس کی مقدار ساڑھے چار ماشہ (یعنی 4.35 گرام) یا اس سے کم وزن ہو تو معاف ہے۔ اگر اس سے زیادہ ہو تو معاف نہیں۔ اب اس کا دھونا ضروری ہو گا۔ دھوئے بغیر نماز پڑھی تو نماز نہیں ہو گی۔

2: نجاست خفیفہ:

ایسی نجاست کو کہتے ہیں جس کے متعلقہ دلائل باہم متعارض ہوں (یعنی بعض دلائل سے اس کا ناپاک ہونا ثابت ہو رہا ہو اور بعض دلائل سے اس کا پاک ہونا ثابت ہو رہا ہو) اس لیے اس کی ناپاکی؛ نجاستِ غلیظہ کے مقابلے میں کم اور ہلکی ہوتی ہے اور اس کی زیادہ مقدار معاف ہوتی ہے۔

مثال: تمام حرام پرندوں کی بیٹ، تمام حلال جانوروں کا پیشاب۔

حکم: نجاست خفیفہ کپڑے یا بدن کے چوتھائی حصے کے برابر یا اس سے زیادہ لگی ہو تو معاف نہیں ہے۔ اگر چوتھائی حصے سے کم ہو تو معاف ہے۔ مثلاً اگر انگلی پر لگی ہو تو اس کا چوتھائی حصہ اور اگر بازو پر لگی ہو تو اس کا چوتھائی حصہ معاف ہو گا۔ کپڑوں میں اس کا اندازہ یوں کیا جائے گا کہ کپڑوں کے جس حصہ پر لگی ہو تو اُسی کا چوتھائی حصہ مراد ہو گا۔ چنانچہ جیب، آستین، دامن، کلی وغیرہ سب الگ الگ شمار ہوں گے۔ خلاصہ یہ کہ جس عضو یا کپڑے کے جس حصہ پر نجاست خفیفہ لگی ہو تو خاص اسی حصہ کا چوتھائی مراد ہے، مکمل جسم یا مکمل کپڑوں کا چوتھائی مراد نہیں۔

نجاستِ غلیظہ اور خفیفہ کی کچھ تفصیل:

1: انسان کا پیشاب، پاخانہ، خون، منی، مذی، ودی سب نجاستِ غلیظہ ہیں۔ دودھ پیتے بچے یا بچی کا پیشاب پاخانہ بھی نجاستِ غلیظہ ہے۔ خنزیر کے سارے اجزاء؛ گوشت، بال، ہڈی وغیرہ نجاستِ غلیظہ ہیں چاہے خنزیر زندہ ہو یا مردہ۔ کتے، بلی، شیر، چیتے کا پیشاب پاخانہ، حلال جانوروں؛ گائے، بیل، بھینس کا گوبر، بکری، بھیڑ کی مینگنی، مرغی، مرغابی اور بطخ کی بیٹ، چیل اور گدھ کی بیٹ، گھوڑے، گدھے، خچر کی لید اور گدھے، خچر کا پیشاب، جانوروں کا بہتا ہوا خون، شراب یہ تمام چیزیں نجاستِ غلیظہ ہیں۔

2: حلال جانوروں (گائے، بیل، بھینس، بکری، بھیڑ) کا پیشاب، گھوڑے کا پیشاب، حرام پرندوں (الو، شکرا، باز وغیرہ) کی بیٹ نجاست خفیفہ ہیں۔

3: الکوحل اگر انگور، کھجور، چھوہارے، کشمش سے بنایا گیا ہو تو یہ بھی نجاست غلیظہ میں داخل ہے۔ اگر ان چیزوں کے علاوہ کسی اور چیز مثلاً لکڑی، شہد، نمک، آلو، گیہوں، اَنناس کے پانی، جَو، سالفور، سالفیٹ، دال وغیرہ سے بنایا گیا ہو تو پاک ہے۔

4: حلال پرندوں (کبوتر، چڑیا، مینا وغیرہ) کی بیٹ، چمگادڑ کا پیشاب اور بیٹ، مچھلی، مکھی، کھٹمل، مچھر کا خون پاک ہیں۔ اگر کپڑے یا بدن پر لگی ہوں اور انسان نماز پڑھ لے تو نماز ہو جائے گی البتہ کپڑا اور بدن دھو کر ان چیزوں کو دور کر کے نماز پڑھی جائے تو بہت اچھا ہے۔

نجاستِ حقیقیہ دور کرنے کے طریقے:

(1): دھونا

1: اگر نجاست ایسی ہے جو جسم یا کپڑے پر لگ جائے تو اس کا وجود اور جسم نظر آتا ہو۔ جسے نجاستِ مرئی کہتے ہیں، مثلاً خون، پاخانہ۔ تو اس سے پاکی حاصل کرنے کے لیے اس نجاست کا وجود اور جسم ختم کرنا ضروری ہے۔ اگر ایک ہی مرتبہ دھونے سے اس نجاست کا وجود ختم ہو جاتا ہے تو وہ چیز پاک سمجھی جائے گی اور اگر ایک بار دھونے سے اس کا وجود ختم نہیں ہوتا تو اسے بار بار دھونا ضروری ہے اگرچہ تین بار سے زائد ہی کیوں نہ ہو۔ واضح رہے کہ اس نجاست کا وجود اور جسم ختم ہو جانا کافی ہے، اس کا داغ اور بو خوب دھونے کے باوجود باقی رہے تب بھی وہ چیز پاک سمجھی جائے گی۔

2: اگر نجاست ایسی ہے جس کا وجود اور جسم نظر نہ آتا ہو۔ جسے نجاستِ غیر مرئی کہتے ہیں، جیسے پیشاب جب خشک ہو جائے۔ تو اس سے پاکی حاصل کرنے کے لیے اسے تین بار دھویا جائے۔ ہر مرتبہ نیا پانی استعمال کیا جائے اور ہر مرتبہ ہی اچھی طرح نچوڑا جائے کہ قطرے ٹپکنا بند ہو جائیں (پوری طرح سوکھنا ضروری نہیں) خصوصاً تیسری مرتبہ خوب زور سے نچوڑا جائے۔

غیر مرئی نجاست سے پاکی حاصل کرنے میں تین بار پانی سے دھونا اور ہر مرتبہ نچوڑنا اس وقت ضروری ہے جب پانی جاری نہ ہو۔ اگر پانی جاری ہو مثلاً کپڑا نہر میں ڈال کر دھویا جائے یا کھلے نل کے نیچے رکھا جائے اور اس پر اتنا پانی بہا دیا جائے جس سے دل کو اطمینان ہو جائے کہ اب نجاست دور ہو چکی ہو گی تو اب نچوڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب یہ کپڑا پاک سمجھا جائے گا۔

3: جس چیز پر نجاست لگی ہے اگر وہ ایسی ہے جو نجاست کو جذب کر لیتی ہے اور اسے نچوڑا بھی نہ جا سکتا ہو جیسے بڑی چٹائی، دریاں، ٹاٹ، قالین وغیرہ تو اگر نجاست نظر آنے والی ہے تو اس کے جسم کو زائل کرنے سے وہ چیز

پاک ہو جائے گی اور اگر نجاست غیر مرئی ہے تو اسے تین بار دھونا لازم ہے۔ ایک مرتبہ دھو کر اتنا وقفہ کیا جائے کہ قطرے ٹپکنا بند ہو جائیں۔ اس طرح یہ چیزیں تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جائیں گی۔

4: نجاستِ حقیقیہ دور کرنے کے لیے جس طرح پانی کا استعمال جائز ہے اسی طرح ہر وہ مائع جو پانی کی طرح بہنے والا ہو اور اس سے نجاست کا ازالہ بھی ممکن ہو تو اس سے بھی نجاستِ حقیقیہ کو دور کیا جا سکتا ہے جیسے سرکہ، عرقِ گلاب وغیرہ۔ اگر وہ مائع ایسا ہو جو پاک اور بہنے والا تو ہے لیکن اس سے نجاست کو زائل کرنا ممکن نہیں ہے تو اس سے نجاستِ حقیقیہ کو دور کرنا جائز نہیں۔ جیسے گھی، تیل، دودھ۔

(2): پونچھنا

بعض چیزیں ایسی ہیں جن میں مسام نہیں ہوتے اور وہ اشیاء نجاست کو جذب بھی نہیں کرتیں جیسے آئینہ، چھری، چاقو، پتھر سے بنے برتن، پلاسٹک کی اشیاء، سونے چاندی کے زیورات، پیتل، لوہے، شیشے سے بنی چیزیں۔ اگر انہیں نجاست لگ جائے تو درج ذیل تفصیل کے مطابق پاک کی جا سکتی ہیں:

1: اگر پتلی نجاست لگی ہو جو خشک ہونے کے بعد نظر نہیں آتی جیسے پیشاب وغیرہ اور یہ اشیاء چاہے ملائم ہوں جیسے آئینہ یا کھردری اور نقش و نگار والی ہوں جیسے زیورات اور نقش والے برتن تو انہیں پاک کرنے کے لیے تین بار پانی سے دھونا لازم ہے اور ہر مرتبہ اتنا وقفہ کیا جائے کہ قطرات ٹپکنا بند ہو جائیں۔

2: اگر گاڑھی نجاست لگی ہو جو خشک ہونے کے بعد نظر آتی ہے جیسے پاخانہ، خون وغیرہ اور اشیاء ملائم ہوں، کھردری نہ ہوں جیسے آئینہ، چھری، چاقو تو کپڑے، ٹشو پیپر وغیرہ سے پونچھنے اور مٹی پر رگڑنے سے پاک ہو جاتی ہیں۔

3: اگر گاڑھی نجاست لگی ہو جو خشک ہونے کے بعد نظر آتی ہے اور اشیاء ملائم نہ ہوں بلکہ کھردری اور نقش و نگار والی ہوں جیسے سونے چاندی کے زیورات اور منقش اور بیلدار برتن وغیرہ تو انہیں پاک کرنے کے لیے پانی سے دھونا لازم ہے۔ صرف پونچھنے اور رگڑنے سے پاک نہیں ہوں گی۔

(3): خشک ہو کر نجاست کا اثر زائل ہونا

اگر زمین پر نجاست گر جائے خواہ مرئی ہو یا غیر مرئی تو زمین درج ذیل طریقوں سے پاک ہو جاتی ہے:

1: اگر زمین سخت نہ ہو بلکہ کچی ہو جس میں پانی جذب ہو جاتا ہو اگر ایسی زمین پر بہنے والی نجاست لگ جائے تو زمین کے خشک ہونے سے (یعنی اس حصہ کی نمی اور تری کے ختم ہونے سے) وہ زمین پاک ہو جاتی ہے۔ زمین کا خشک ہونا خواہ دھوپ سے ہو، ہوا سے ہو یا وہاں آگ جلانے سے ہو تمام صورتوں میں خشک ہونے سے پاک ہو جائے گی۔

2: ناپاک مٹی پر پاک مٹی اس طرح ڈال دی جائے کہ ناپاک مٹی چھپ جائے اور بدبو وغیرہ بھی نہ آئے تو وہ جگہ بھی پاک ہو جائے گی۔

3: زمین سخت ہو جس میں پانی جذب نہ ہوتا ہو جیسے سیمنٹ کا فرش، ٹائل لگا فرش وغیرہ اگر ایسے فرش پر بہنے والی نجاست لگ جائے تو اسے تین بار پانی سے دھو لیا جائے، پھر ہر مرتبہ خشک کپڑے سے پانی جذب کر لیا جائے، یا اس فرش پر اتنی مقدار میں پانی بہایا جائے جس سے نجاست کا اثر باقی نہ رہے اور پھر وہ فرش خشک ہو جائے تو بھی وہ جگہ پاک ہو جائے گی۔ اگر فرش پر نجاست لگ کر خشک ہو جائے اور اس کا اثر اور بو وغیرہ بھی زائل ہو جائے تو فرش پاک سمجھا جائے گا۔ البتہ احتیاط اسی میں ہے کہ اسے بھی پانی سے دھو لیا جائے۔

(4): جلانا

آگ بھی نجاست کو جلا کر پاکی کا ذریعہ بنتی ہے۔ چنانچہ بعض چیزوں پر نجاست لگی ہو اور انہیں آگ میں ڈال دیا جائے اور آگ نجاست کے ذرات کو جلا کر ختم کر دے تو وہ چیزیں پاک سمجھی جائیں گی۔ چنانچہ:

1: چاقو، چھری، اسی طرح تانبے، لوہے یا سٹیل کے برتنوں پر نجاست لگی ہو اور انہیں دہکتی آگ میں ڈال دیا جائے تو وہ پاک ہو جاتے ہیں۔

2: ناپاک مٹی سے اینٹ بنائی گئی، پھر اسے بھٹی میں پکایا گیا تو پکنے کے بعد وہ پاک ہو جائے گی۔

(5): دباغت

اگر کسی جانور کو شرعی طور پر ذبح نہیں کیا گیا یا کوئی جانور خود بخود مر گیا تو اس کی کھال نجس ہو جاتی ہے۔ اسے پاک کرنے کا ذریعہ "دباغت" ہے۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ کھال کو دھوپ میں ڈال کر اس کی رطوبات خشک کر لی جائیں یا کھال پر نمک یا کوئی کیمیکل لگا کر اس کی رطوبات کو دور کر کے اسے خشک کر لیا جائے تو وہ کھال

پاک ہو جائے گی۔

نجاست حکمیہ کی اقسام:

اس کی دو قسمیں ہیں:

1: حدث اصغر

2: حدث اکبر

1: حدثِ اصغر

بے وضو ہونے کی حالت کو "حدثِ اصغر" کہتے ہیں۔ اسے چھوٹی نجاستِ حکمیہ بھی کہہ سکتے ہیں۔

حدثِ اصغر کو دور کرنے کے دو طریقے ہیں:

1: وضو کرنا

2: پانی کے استعمال کرنے پر قدرت نہ ہونے کی صورت میں تیمم کرنا۔

2: حدثِ اکبر

بے غسل ہونے کی حالت کو "حدثِ اکبر" کہتے ہیں۔ اسے بڑی نجاستِ حکمیہ بھی کہہ سکتے ہیں۔

حدثِ اکبر کو دور کرنے کے دو طریقے ہیں:

1: غسل کرنا۔

2: پانی کے استعمال کرنے پر قدرت نہ ہونے کی صورت میں تیمم کرنا۔

حدثِ اصغر اور حدثِ اکبر کی مزید تفصیل آگے آ رہی ہے۔

طہارت کا سب سے بڑا ذریعہ چونکہ پانی ہے اس لیے آئندہ صفحات میں پانی کی اقسام اور احکام کو ذکر کیا جاتا ہے۔

پانی کی اقسام اور احکام

پانی کی دو قسمیں ہیں:

1: مطلق پانی　　2: مقید پانی

[1]: مطلق پانی (عام پانی)

وہ پانی ہے کہ جب "پانی" کا لفظ بولا جائے تو فوراً وہی پانی ذہن میں آئے۔

مطلق پانی میں درج ذیل قسم کے پانی شامل ہیں:

1: بارش کا پانی　　2: کنویں / بورنگ کا پانی

3: دریا کا پانی　　4: سمندر کا پانی

5: چشمے کا پانی　　6: برف پگھلنے والا پانی

7: اَولوں کا پانی

باعتبار حکم پانی کی اقسام:

حکم کے اعتبار سے یعنی اس اعتبار سے کہ کس قسم کے پانی سے طہارت حاصل کرنا جائز ہے اور کس قسم کے پانی سے طہارت حاصل کرنا جائز نہیں؛ پانی کی پانچ قسمیں ہیں:

1: طاہِر مُطَہِّر غیر مکروہ

وہ پانی ہے جو خود پاک ہو اور دوسروں کو بلا کراہت پاک کرنے والا ہو۔ جیسے بارش، دریا، ندی، سمندر، چشمہ، کنویں کا پانی۔

حکم: اس پانی سے وضو کرنا، غسل کرنا اور ہر طرح کی نجاست دور کرنا جائز ہے۔

2: طاہِر مُطَہِّر مکروہ

وہ پانی ہے جو خود پاک ہو اور دوسروں کو پاک کرنے والا ہو لیکن اس سے وضو اور غسل کرنے میں کراہت ہو۔ جیسے بلی کا جوٹھا پانی یا وہ قلیل پانی جس میں آدمی کا تھوک یا ناک کی رینٹ مل گئی ہو۔

حکم: اگر پہلی قسم کا پانی موجود ہو تو اس دوسری قسم کے پانی سے طہارت حاصل کرنا مکروہِ تنزیہی ہے اور اگر پہلی قسم کا پانی موجود نہ ہو بلکہ صرف یہی پانی ہو تو اب اس سے طہارت حاصل کرنا بلا کراہت جائز ہے۔ نیز اس سے نجاست دور کرنا بھی جائز ہے۔

3: طاہر مشکوک

وہ پانی ہے جو خود تو پاک ہو لیکن دلائل شرعیہ کی روشنی میں اس کے مطہر ہونے میں شک ہو۔ جیسے گدھے یا خچر کا جوٹھا۔

حکم: اگر اس پانی کے علاوہ کوئی اور پانی موجود ہو تو اب اِس پانی سے وضو یا غسل کرنا درست نہیں ہے اور اگر اس کے علاوہ کوئی اور پانی موجود نہ ہو تو اب اِسی سے وضو اور غسل کر لیں اور تیمم بھی کر لیں۔ پھر اس میں اختیار ہے کہ پہلے وضو یا غسل کر لیں اور بعد میں تیمم کر لیں یا پہلے تیمم کر لیں اور بعد میں وضو یا غسل کر لیں۔ نیز اس سے نجاست دور کرنا بھی جائز ہے کیونکہ یہ پانی پاک ہوتا ہے۔

4: طاہِر غیر مُطَہِّر

وہ پانی ہے جو خود تو پاک ہو لیکن اس سے وضو یا غسل کرنا جائز نہ ہو۔ جیسے مُسْتَعْمَل پانی۔

فائدہ: "مستعمل پانی" اس پانی کو کہتے ہیں جس سے طہارت حاصل کرنے کی نیت سے وضو یا غسل کیا گیا ہو یا ثواب کی نیت سے بدن پر استعمال کیا گیا ہو (یعنی اس سے وضو پر وضو کیا گیا ہو) لہٰذا اگر کوئی شخص محض وضو سکھانے کے لیے کسی کو وضو کر کے دکھائے تو یہ استعمال شدہ پانی؛ مستعمل نہیں کہلائے گا بلکہ یہ بدستور طاہر و مطہر رہے گا۔

حکم: اس پانی سے طہارت حاصل کرنا یعنی وضو یا غسل کرنا جائز نہیں ہے، لیکن خود یہ پانی پاک ہے۔ اس لیے بدن یا کپڑے پر لگ جائے اور انسان نماز پڑھ لے تو نماز ہو جائے گی۔ اسی طرح اس پانی سے نجاست کو بھی دور کیا جا سکتا ہے۔

5: نَجِس

وہ پانی ہے جس میں کوئی ناپاک چیز شامل ہو جائے۔ جیسے پانی میں شراب، پیشاب، پاخانہ گر جائے۔

حکم: اس پانی سے وضو اور غسل کرنا جائز نہیں۔ اسی طرح ناپاک چیزوں کو اس پانی سے دھویا جائے تو وہ بھی پاک نہیں ہوتیں۔

مطلق پانی کے متعلق چند مسائل:

1: اوپر ذکر کردہ مطلق پانی کی پانچ اقسام میں سے چوتھی قسم جس میں پانی خود پاک ہوتا ہے اور دوسرے کو پاک نہیں کر سکتا تو اس پانی سے نجاستِ حقیقیہ کو دور کیا جاسکتا ہے البتہ نجاستِ حکمیہ اس سے دور نہیں ہوتی۔

2: سمندر کے کھارے پانی سے وضو اور غسل دونوں درست ہیں۔

3: مطلق پانی میں اگر کوئی خوشبو مل جائے تب بھی وہ مطلق پانی ہی کے حکم میں باقی رہتا ہے؛ چاہے خوشبو تیز ہی کیوں نہ ہو۔

4: زمزم کے پانی سے وضو اور غسل کرنا درست ہے البتہ استنجا کرنا یا کسی نجاست کو دور کرنا مکروہ ہے۔

5: "مستعمل پانی" کو پینا یا کھانے کی چیزوں میں استعمال کرنا مکروہ ہے البتہ اس سے نجاست حقیقیہ دور کرنا درست ہے۔

6: اگر کہیں پانی ملا ہے لیکن اس کے نجس ہونے کا یقین نہیں ہے تو اس سے وضو اور غسل کر لیا جائے۔ محض اس شک کی بنا پر اسے نہ چھوڑا جائے کہ شاید یہ نجس ہو۔

7: کسی ناسمجھ بچے یا پاگل نے وضو کیا تو وہ پانی مستعمل نہیں ہوتا بشرطیکہ اس میں کوئی نجس چیز نہ شامل کر دی ہو۔ اس سے وضو اور غسل کرنا درست ہے۔

[2]: مقیَّد پانی

وہ پانی ہے جس کی ذاتی خصوصیت (رِقت یعنی پتلا پن اور سیلان یعنی بہنا) ختم ہو جائے اور جب "پانی" کا لفظ بولا جائے تو فوراً یہ پانی ذہن میں نہ آئے۔ جیسے عرقِ گلاب، ناریل کا پانی۔

چند صورتوں میں پانی "مقید" بنتا ہے۔ اس کی تفصیل اور حکم درج ذیل ہے:

(1): درختوں، نباتات، پھلوں وغیرہ سے نکالا ہوا یا نکلا ہوا پانی؛ مقید پانی ہے۔ اس سے وضو اور غسل جائز نہیں۔

(2): پانی میں کوئی چیز مل گئی یا پانی میں کوئی چیز پکائی گئی جس سے پانی کی طبعی خصوصیات؛ رقت (پتلا ہونا) اور سیلان (بہنا) ختم ہو جائیں۔ جیسے پانی میں چینی ملا کر اسے اتنا پکایا جائے کہ وہ شیرہ بن جائے۔ اس اعتبار سے شربت، شوربہ، یخنی، سرکہ، عرق گاؤزبان وغیرہ بھی مقید پانی کہلاتے ہیں۔ ان سے وضو اور غسل جائز نہیں۔

(3): پانی میں جب کوئی پاک چیز مل جائے اور پانی کے تینوں اوصاف؛ رنگ، بو اور ذائقہ یا بعض اوصاف تبدیل ہو جائیں تو وہ پانی کب مقید بنے گا اور کب نہیں؟ اس میں درج ذیل تفصیل ہے:

الف: اگر پانی میں کوئی ٹھوس چیز مل جائے لیکن پانی کی طبعی حالت (پتلا پن اور بہنا) برقرار رہے تو پانی "مقید" نہیں بنتا اگرچہ پانی کے تینوں اوصاف (رنگ، بو، ذائقہ) بھی تبدیل ہو جائیں۔ جیسے پانی میں پتے گر جائیں، صابن یا زعفران مل جائے۔ اگر یہ چیزیں پانی پر یوں غالب آ جائیں کہ پانی کا پتلا پن اور سیلان ہی ختم ہو جائے تو اب پانی مقید بن جائے گا اور اس سے وضو اور غسل درست نہ ہو گا۔

ب: اگر پانی میں کوئی ایسی مائع چیز مل جائے جس کے تین وصف (رنگ، بو، ذائقہ) ہوں جیسے سرکہ، تو دیکھا جائے گا کہ اگر اس چیز کے دو وصف پانی پر ظاہر ہو جائیں تو اس صورت میں پانی مغلوب ہو جائے گا۔ اب اس سے وضو اور غسل کرنا جائز نہ ہو گا۔ ہاں اگر اس چیز کا صرف ایک وصف پانی پر ظاہر ہو جائے تو اس پانی سے وضو اور غسل کرنا جائز ہو گا۔

ج: اگر پانی میں کوئی ایسی مائع چیز مل جائے جس کے دو وصف ہوں جیسے دودھ (کہ اس میں رنگ اور ذائقہ تو ہوتا ہے لیکن بو نہیں ہوتی) تو دیکھا جائے گا کہ اگر اس کا ایک وصف بھی پانی پر ظاہر ہو جائے تو اس صورت میں پانی مغلوب ہو جائے گا۔ اب اس پانی سے وضو اور غسل کرنا جائز نہیں ہو گا۔

د: اگر پانی میں کوئی ایسی مائع چیز مل جائے جس کا کوئی وصف نہ ہو (یعنی اس کے اوصاف پانی کی طرح کے ہوں) جیسے مستعمل پانی اور وہ عرقِ گلاب جس کی خوشبو ختم ہو چکی ہو، تو اَب دیکھا جائے گا کہ دونوں میں سے جو چیز وزن اور مقدار میں دوسری چیز پر غالب ہو رہی ہو اسی کا اعتبار ہو گا۔ مثلاً دو لٹر مطلق پانی میں ایک لٹر مستعمل پانی مل جائے تو چونکہ اس میں مطلق پانی غالب ہے اس لیے اسی کا اعتبار کریں گے۔ اب اس پانی سے وضو اور غسل کرنا جائز ہو گا۔

مقید پانی کے متعلق چند مسائل:

1: اگر پانی دیر تک ایک جگہ ٹھہرا رہا جس سے اس کا رنگ، بو اور ذائقہ تینوں اوصاف تبدیل ہو گئے تب بھی یہ پانی طاہر مطہر ہے۔ اس سے وضو اور غسل کرنا جائز ہو گا۔

2: سوڈا واٹر کی بوتلوں (پیپسی، کوکا کولا، سپرائٹ) سے نہ وضو درست ہے نہ غسل۔

3: بعض چیزیں ایسی ہیں جن سے پانی کو بچانا عام طور پر مشکل ہوتا ہے جیسے نہری پانی میں مٹی کے اجزاء، درختوں کے پتے اور کائی، ان چیزوں کی وجہ سے پانی طاہر مطہر ہی رہتا ہے، مقید نہیں بنتا۔

4: بعض چیزیں پانی میں ملائی جاتی ہیں جن سے مقصود نظافت اور صفائی ستھرائی ہوتی ہے جیسے پانی میں بیری کے پتوں کو جوش دینا، صابن، شیمپو وغیرہ، ان کے مل جانے سے بھی پانی طاہر مطہر ہی رہتا ہے۔ ہاں البتہ یہ چیزیں اتنی زیادہ مقدار میں مل جائیں جس سے پانی کی خصوصیات: رقت (پتلا ہونا) اور سیلان (بہنا) ختم ہو جائیں تو اس پانی سے وضو اور غسل کرنا درست نہ ہو گا۔

5: کپڑا رنگنے کے لیے زعفران کو پانی میں گھول دیا گیا تو اس سے وضو اور غسل درست نہیں۔

بہاؤ یا ٹھہراؤ کے اعتبار سے پانی کی اقسام اور حکم:

بہاؤ یا ٹھہراؤ کے اعتبار سے پانی کی دو قسمیں ہیں:

1: ماء جاری (جاری اور بہنے والا پانی)

2: ماء راکد (ٹھہرا ہوا پانی)

1: ماء جاری

ماء جاری کی دو تعریفیں کی گئی ہیں:

☼ ایسا پانی جسے عرف میں جاری سمجھا جائے۔

☼ ایسا پانی جو تنکے کو بہا کر لے جائے۔

مثال: دریا، چشمے، بہتے ہوئے نل کا پانی۔

ماء جاری کے لیے گہرائی کی مقدار شرط نہیں۔ ہاں البتہ جو پانی ماء جاری کے حکم میں ہو جیسے بڑے تالاب وغیرہ ان کے لیے دیگر شرائط کے ساتھ اتنی گہرائی شرط ہے کہ چُلّو بھر پانی لینے سے سطحِ زمین ظاہر نہ ہو۔ چنانچہ ایک بڑا حوض جس کی لمبائی دس ہاتھ اور چوڑائی بھی دس ہاتھ ہو۔ جسے اصطلاح میں "دَہ دَر دَہ" کہتے ہیں۔ اور وہ اتنا گہرا ہو کہ چلو بھر پانی لینے سے سطحِ زمین ظاہر نہ ہوتی ہو تو وہ بھی ماء جاری کے حکم میں ہے۔ اگر یہ حوض طول و عرض میں ہو تو "دَہ دَر دَہ" حوض کا رقبہ 225 مربع فٹ یا 20.9 مربع میٹر کے برابر ہوتا ہے اور اگر یہ حوض گول ہو اور اس کا قطر 16.93 فٹ یا 5.16 میٹر ہو تو یہ حوض بھی دہ دردہ ہو گا۔

حکم: ماء جاری؛ مطلق پانی کی پہلی قسم طاہر مطہر غیر مکروہ میں داخل ہے۔ اگر اس میں نجاست گر جائے اور نجاست کا اثر ظاہر نہ ہو تو اس سے ہر قسم کی طہارت حاصل کرنا جائز ہے۔ ہاں اگر اس پانی کا رنگ یا بو یا ذائقہ تبدیل ہو جائے تو اب یہ نجس ہو گا۔ اب اس سے کسی قسم کی طہارت حاصل کرنا جائز نہ ہو گا۔

دَہ دَر دَہ حوض یا اس کی مقدار کے برابر یا زائد پانی جو ماء جاری کے حکم میں ہے اگر اس میں ایسی نجاست گر جائے جو گرنے کے بعد نظر نہیں آتی جیسے پیشاب، خون، شراب تو اس حوض کے چاروں اطراف سے وضو کرنا درست ہے۔ اس نجاست کی وجہ سے پانی کو نجس قرار نہیں دیا جائے گا، اور اگر ایسی نجاست گر جائے جو گرنے کے بعد نظر آتی ہے جیسے مردہ جانور، تو جس طرف وہ نجاست پڑی ہو اس طرف سے وضو کرنا جائز نہیں، اس کے علاوہ دوسری اطراف سے وضو کرنا درست ہے۔ ہاں اگر اس قدر بڑے حوض میں اتنی نجاست گر جائے جس سے پانی کے تین اوصاف میں سے کوئی وصف تبدیل ہو جائے تو اب وہ پانی نجس ہو جائے گا۔

2: ماء راکد

ایسا پانی جو ٹھہرا ہوا ہو اور مقدار میں دَہ دَر دَہ (جس کی مقدار اوپر بیان ہو چکی ہے) سے چھوٹا ہو۔

حکم: ماء راکد میں نجاست گر جائے تو وہ نجس ہو جائے گا خواہ نجاست کم ہو یا زیادہ، اس کے گرنے سے پانی کا کوئی وصف تبدیل ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔ اس پانی سے کسی قسم کی طہارت حاصل کرنا جائز نہیں ہے۔

جوٹھے پانی کے احکام ومسائل

تعریف: انسان یا جانور کے پینے کے بعد برتن وغیرہ میں جو پانی بچ جاتا ہے اسے "جوٹھا پانی" کہتے ہیں۔

جوٹھے پانی کے بارے میں اصول یہ ہے کہ جو حکم جان دار کے گوشت کا ہے وہی حکم اس کے پسینے، لعاب اور جوٹھے کا ہے۔ البتہ چند جانوروں کا حکم اس اصول سے مستثنیٰ ہے۔ تفصیل ذیل میں پیش کی جاتی ہے:

1: انسان کا جوٹھا پاک ہے؛ چاہے مرد ہو یا عورت، مسلمان ہو یا کافر، پاک ہو یا ناپاک (یعنی جنبی، حائضہ، نفاس والی)۔ ہاں اگر کسی انسان کے منہ میں کوئی نجس چیز لگی ہو جیسے شراب تو اَب اس کا جوٹھا ناپاک ہو گا۔

2: ایسے جانور جن کا گوشت حلال ہے ان کا جوٹھا بھی بلا کراہت پاک ہے جیسے اونٹ، گائے اور بکری۔

3: گھوڑے کا پسینہ، لعاب اور جوٹھا بھی بلا کراہت پاک ہے۔

4: بلی کا جوٹھا پاک ہے لیکن اس سے طہارت حاصل کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ اگر بلی کے منہ میں کوئی نجاست لگی ہو تو اس کا جوٹھا نجس ہو گا۔

5: ایسے جانور جو عام طور پر گھروں میں پائے جاتے ہیں جیسے چوہا، سانپ، چھپکلی تو ان کا جوٹھا مکروہ ہے۔

6: گدھے اور خچر کا جوٹھا مشکوک ہے یعنی پاک تو ہے لیکن اس بات میں شک ہے کہ اس سے طہارت حاصل ہوتی ہے یا نہیں۔ اگر اس پانی کے علاوہ کوئی اور پانی موجود ہو تو اب اِس پانی سے وضو اور غسل کرنا درست نہیں ہے۔ اگر اس پانی کے علاوہ کوئی اور پانی موجود نہ ہو تو اب اِسی سے وضو اور غسل کر لیں اور تیمم بھی کر لیں۔ پھر اس میں اختیار ہے کہ پہلے وضو یا غسل کر لیں اور بعد میں تیمم کر لیں یا اس کا برعکس۔

7: خنزیر کا جوٹھا نجس ہے۔

8: تمام درندوں؛ شیر، چیتا، بھیڑیا وغیرہ کا جوٹھا نجس ہے۔

9: ایسی مرغی جو کھلی رہتی ہے اور ادھر ادھر سے گندگی اور ناپاک چیزیں کھاتی رہتی ہے تو اس کا جوٹھا مکروہ ہے اور جو مرغی ڈربے میں بند رہتی ہے اس کا جوٹھا پاک ہے۔

10: حلال پرندوں؛ مینا، طوطا، فاختہ کا جوٹھا پاک ہے جبکہ شکاری پرندوں؛ شکرا باز کا جوٹھا مکروہ ہے۔

قضائے حاجت کے آداب و مسائل

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ بِمَنْزِلَةِ الْوَالِدِ أُعَلِّمُكُمْ فَإِذَا أَتَى أَحَدُكُمُ الْغَائِطَ فَلَا يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا يَسْتَدْبِرْهَا وَلَا يَسْتَطِبْ بِيَمِينِهِ". وَكَانَ يَأْمُرُ بِثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ وَيَنْهَى عَنِ الرَّوْثِ وَالرِّمَّةِ.

سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 8

ترجمہ: میں تمہارے لیے والد کے قائم مقام ہوں۔ تمہیں (دین کے تمام شعبوں کی) تعلیم دیتا ہوں۔ تو (دین کے شعبوں میں ایک شعبہ ادب ہے جس کا ایک پہلو یہ ہے کہ) جب تم میں سے کوئی شخص قضائے حاجت کے لیے جائے تو نہ قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے اور نہ پیٹھ، اور نہ ہی اپنے دائیں ہاتھ سے استنجا کرے۔ (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم (استنجا کے لیے) تین پتھر لینے کا حکم فرماتے اور گوبر اور ہڈی سے استنجا کرنے سے منع فرماتے تھے۔

استنجا کی تعریف اور اقسام:

پیشاب پاخانہ کرنے کے بعد مخرج (پیشاب پاخانہ نکلنے کی جگہ) کو پانی، ڈھیلے، ٹشو پیپر یا پتھر وغیرہ سے پاک کرنے کو "استنجاء" کہتے ہیں۔

استنجا کی پانچ قسمیں ہیں:

1: فرض

جب پیشاب یا پاخانہ اپنے مخرج سے بڑھ جائے اور بڑھی ہوئی یہ مقدار ایک درہم (2.75 سینٹی میٹر قطر کے دائرہ کی مقدار) سے زائد ہو تو اب پانی سے استنجا کرنا فرض ہے۔ اس صورت میں ڈھیلے، ٹشو پیپر یا پتھر وغیرہ استعمال کرنے سے پاکی حاصل نہیں ہو گی۔ اگر پانی سے استنجا کیے بغیر نماز پڑھ لی تو نماز نہیں ہو گی۔

2: واجب

جب پیشاب یا پاخانہ اپنے مخرج سے بڑھ جائے اور بڑھی ہوئی یہ مقدار ایک درہم سے کم یا ایک درہم کے

برابر ہو جائے تو اب پانی سے استنجا کرنا واجب ہے۔ اگر اس صورت میں ڈھیلا، ٹشو پیپر یا پتھر وغیرہ استعمال کر کے نجاست کو دور کیا گیا اور پانی سے استنجا نہیں کیا گیا تو نماز مکروہ ہو گی۔ اگر کسی نے اس حالت میں نماز پڑھ لی تو بعد میں پانی سے استنجاء کر کے اس نماز کا اعادہ لازم ہے۔

3: سنت

جب پیشاب یا پاخانہ اپنے مخرج سے نہ بڑھے بلکہ مخرج ہی پر اس کا اثر رہے تو پانی سے استنجا کرنا سنت ہے۔ اگر اس صورت میں ڈھیلے، ٹشو پیپر یا پتھر وغیرہ سے استنجا کیا تب بھی درست ہے البتہ ان چیزوں کے استعمال کے بعد پانی کا استعمال کرنا افضل ہے۔

4: مستحب

اگر کسی نے صرف پیشاب کیا ہو، پاخانہ نہ کیا ہو تو استنجا کرنا مستحب ہے۔ اس صورت میں ڈھیلے، ٹشو پیپر یا پتھر وغیرہ پر اکتفاء کرنا جائز ہے تاہم ان کے استعمال کے بعد پانی کا استعمال افضل ہے۔

نوٹ: یہ حکم اس وقت ہے جب پیشاب کے قطرے اپنی جگہ سے پھیلے نہ ہوں۔ اگر پیشاب کے قطرے اپنے مخرج سے ایک درہم (2.75 سینٹی میٹر قطر کے دائرہ کی مقدار) یا اس سے زیادہ بڑھ جائیں تو ڈھیلے، ٹشو پیپر یا پتھر کے استعمال کے بعد پانی استعمال کرنا لازم ہے۔

5: بدعت

بغیر کسی وجہ کے استنجا کرنا بدعت ہے۔ جیسے ہوا خارج ہونے پر استنجا کرنا۔

نوٹ: اوپر ذکر کی گئی پہلی چار صورتوں میں بھی بہتر یہی ہے کہ پہلے ڈھیلے، پتھر، ٹشو پیپر وغیرہ سے نجاست کو صاف کر لیا جائے، اس کے بعد پانی کا استعمال کیا جائے۔

چند آداب و مسائل:

قضائے حاجت کرنے والے شخص کو چند آداب کی رعایت رکھنی چاہیے۔

1: بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے یہ دعا پڑھ لینی چاہیے۔

بِسۡمِ اللهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِكَ مِنَ الۡخُبُثِ وَ الۡخَبَآئِثِ.

کتاب الدعاء للطبرانی: ص132

ترجمہ: اللہ کا نام لے کر (میں بیت الخلاء میں داخل ہو رہا ہوں)، اے اللہ! میں شریر جنوں اور جنیوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

2: بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت پہلے بایاں پاؤں اندر رکھا جائے اور باہر نکلتے وقت پہلے دایاں پاؤں باہر رکھا جائے۔

3: اگر بیت الخلاء کے بجائے کسی کھلی جگہ میں قضائے حاجت کرنی ہو تو ایسی جگہ کا انتخاب کیا جائے جو لوگوں کی نگاہ سے پوشیدہ ہو۔

4: بیت الخلاء یا کھلی فضا میں قضائے حاجت کے دوران قبلہ کی طرف نہ رخ کیا جائے، نہ ہی پشت۔

5: پیشاب ایسی جگہ کیا جائے جہاں چھینٹے اڑ کر اس کے جسم یا کپڑوں پر نہ پڑیں۔

6: قضائے حاجت کے وقت بلا ضرورت بات نہ کی جائے۔

7: راستے پر، کسی چھاؤں میں، لوگوں کے بیٹھنے کی جگہ کے قریب، قبرستان میں، کسی پھل دار درخت کے نیچے، ٹھہرے ہوئے پانی میں، کسی کنویں، نہر اور حوض کے قریب قضائے حاجت نہیں کرنی چاہیے۔

8: کھانے کی چیزوں، ہڈی، لید، ناپاک چیزوں، شیشے، لوہے وغیرہ سے استنجاء کرنا مکروہ ہے۔

9: استنجا بائیں ہاتھ سے کیا جائے اِلّا یہ کہ کوئی عذر ہو۔

10: کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ ہے۔ ایسا فعل اسلامی تہذیب و آداب اور مُرُوَّت کے خلاف ہے۔ تاہم اگر کسی کا کوئی معقول عذر ہو کہ وہ بیٹھ کر پیشاب کر ہی نہ سکتا ہو تو اب مجبوری اور عذر کی وجہ سے کھڑے ہو کر پیشاب کرنا جائز ہو گا۔

11: پیشاب سے فارغ ہونے کے بعد اطمینان کر لیا جائے کہ اب کوئی قطرہ خارج نہیں ہو گا۔ ایسے اطمینان حاصل کرنے کو "استبراء" کہتے ہیں۔ اس مقصد کے لیے انسان کچھ کھانس لے، چند قدم ٹہل لے، نرمی سے اپنے عضو کو دبا لے تاکہ اطمینان ہو جائے کہ اب کوئی قطرہ خارج نہیں ہو گا۔ اس اطمینان کے بعد استنجا کر لے۔

12: بیت الخلاء سے باہر نکلتے وقت یہ دعا پڑھی جائے:

غُفْرَانَكَ! اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ أَذْهَبَ عَنِّي الْأَذٰى وَ عَافَانِيْ.

سنن ابن ماجۃ: رقم الحدیث 301

ترجمہ: اے اللہ! میں تیری بخشش کا سوال کرتا ہوں، تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھ سے گندگی کو دور کر کے مجھے عافیت بخشی۔

13: استنجا کے بعد اپنے ہاتھوں کو صابن وغیرہ سے دھو لینا چاہیے تا کہ بدبو زائل ہو جائے اور ہاتھ خوب اچھی طرح صاف ہو جائیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّ اٰلَ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَرَحِمْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

وضو کے احکام و مسائل

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَیْدِیَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَیْنِ﴾

سورۃ المائدۃ:6

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے اٹھو تو اپنے چہروں کو اور کہنیوں سمیت ہاتھوں کو دھولو، اپنے سروں کا مسح کرلو اور اپنے پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھولو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَقْبَلُ اللهُ صَلَاةَ أَحَدِكُمْ إِذَا أَحْدَثَ حَتّٰى يَتَوَضَّأَ.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 6954

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی بے وضو شخص کی نماز کو قبول نہیں فرماتے جب تک کہ وہ وضو نہ کرلے۔

نماز کی ادائیگی کے لیے وضو کرنا ضروری ہے، اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ اس لیے وضو کے مسائل کا جاننا ضروری ہے۔

وضو کی اقسام:

وضو کی تین قسمیں ہیں:

[1]: فرض

درج ذیل مواقع پر وضو کرنا فرض ہے:

1: نماز کی ادائیگی کے لیے، نماز فرض ہو، واجب ہو، سنت ہو یا نفل۔

2: نمازِ جنازہ کے لیے۔

3: سجدہ تلاوت کے لیے۔

4: قرآن مجید کو چھونے کے لیے۔

[2]: واجب

بیت اللہ کے طواف کے لیے وضو کرنا واجب ہے۔

[3]: مستحب

درج ذیل مواقع پر وضو کرنا مستحب ہے:

1: ہمیشہ باوضو رہنے کے لیے

2: سونے سے پہلے

3: نیند سے بیدار ہونے پر

4: اذان دینے کے لیے

5: وقوفِ عرفہ کے لیے

6: صفا و مروہ کے درمیان سعی کے لیے

7: غسلِ جنابت سے پہلے

8: قرآن کریم زبانی تلاوت کرنے کے لیے

9: علمِ دین پڑھنے کے لیے

10: میت کو غسل دینے سے پہلے غسل دینے والوں کے لیے

11: جھوٹ، چغلی، غیبت جیسے گناہوں کے ارتکاب کے بعد

12: جنبی آدمی کے لیے کھانے، پینے اور سونے سے پہلے

13: غصہ کے وقت

14: روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے وقت

15: برے اور فحش اشعار پڑھنے کے بعد

وضو کے فرائض:

وضو کے چار فرائض ہیں:

[1]: ایک بار چہرہ دھونا۔

چہرے کی حدود یہ ہیں: پیشانی پر بال اگنے کی جگہ سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لَو سے دوسرے کان کی لَو تک۔

[2]: ایک بار کہنیوں سمیت بازوؤں کو دھونا

[3]: ایک بار چوتھائی سر کا مسح کرنا

[4]: ایک بار ٹخنوں سمیت پاؤں دھونا

یہ چیزیں وضو میں کرنا ضروری ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی ایک بھی رہ جائے تو وضو نہیں ہوتا۔

نوٹ: وضو کے فرائض پورے ہونے کی دو شرطیں ہیں:

1: اعضاء پر اتنا پانی بہانا کہ قطرات گرنے لگیں، اعضاء کو صرف تر کرلینا کافی نہیں۔

2: پانی کے جسم پر پہنچنے میں کوئی چیز رکاوٹ نہ ہو۔ اگر کسی کے ہاتھوں پر ناخن پالش یا پینٹ لگا رہے تو وضو نہیں ہوگا۔

وضو کی سنتیں:

وضو کی تیرہ سنتیں ہیں:

1: نیت کرنا

2: شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا

3: دونوں ہاتھ گٹوں تک دھونا

4: مسواک کرنا

5: کلی کرنا

6: ناک میں پانی ڈالنا

7:　ڈاڑھی کا خلال کرنا

8:　ہر عضو (چہرہ، بازو، پاؤں) کو تین بار دھونا

9:　ایک بار پورے سر کا مسح کرنا

10:　کانوں کا مسح کرنا

11:　ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا

12:　ترتیب سے وضو کرنا

13:　پے درپے وضو کرنا یعنی ایک عضو کے خشک ہونے سے پہلے دوسرا عضو دھولینا

وضو میں ان چیزوں کو سرانجام دینے کی احادیث مبارکہ میں بہت ترغیب آئی ہے۔ اگر ان میں سے کوئی چیز کبھی کبھار چھوٹ جائے تو وضو تو ہو جاتا ہے لیکن ثواب میں کمی آتی ہے اور اگر کوئی شخص ان چیزوں کو چھوڑ دینے کی عادت بنالے تو ثواب میں تو اَب بھی کمی آئے گی لیکن یہ آدمی اس سے گنہگار بھی ہو گا۔ اس لیے وضو کرتے وقت سنن کا بھی اہتمام کرنا چاہیے۔

وضو کے مُستَحبّات و آداب:

1:　وقت سے پہلے وضو کر کے نماز کے لیے تیار ہو جانا (بشرطیکہ یہ شخص معذور شرعی نہ ہو۔ مزید تفصیل آگے آرہی ہے۔)

2:　قبلہ رخ بیٹھنا

3:　ہر عضو دھوتے ہوئے کلمہ شہادت "أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ" پڑھنا

4:　اعضاء کو دائیں جانب سے دھونا

5:　اعضائے وضو کو مَل کر دھونا

6:　اگر انگوٹھی پہنی ہو اور وہ تنگ نہ ہو تو اسے حرکت دے کر نیچے تک پانی پہنچانا (اگر تنگ ہو تو اسے حرکت دینا لازم ہے)

7: اعضائے وضو کو مبالغہ سے دھونا یعنی مقررہ حدود سے کچھ زیادہ دھونا

8: تر چھنگلیا (بھیگی ہوئی چھوٹی انگلی) کان میں داخل کرنا

9: گردن کا مسح کرنا

10: بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا

11: وضو کے بعد یہ دعا پڑھنا:

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. أَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ.

سنن الترمذی: رقم الحدیث 55

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اے اللہ! تو مجھے بہت توبہ کرنے والوں اور خوب پاکی حاصل کرنے والوں میں سے بنادے۔

12: کسی سے مدد لیے بغیر وضو کے کام خود سرانجام دینا

13: پانی ضائع نہ کرنا

ان مستحبات اور آداب کا اہتمام کرنا باعثِ ثواب ہے، لیکن انہیں ترک کرنے سے گناہ نہیں ہوتا۔

مکروہاتِ وضو:

وضو کرتے ہوئے درج ذیل باتیں ناپسندیدہ ہیں۔ اس لیے ان سے اجتناب کرنا چاہیے۔

1: وضو کے دوران دنیاوی باتیں کرنا۔

2: چہرہ دھوتے ہوئے زور سے منہ پر چھینٹیں مارنا۔

3: چہرہ دھوتے ہوئے زور سے آنکھیں بند کرنا۔

4: پانی استعمال کرنے میں کنجوسی کرنا۔

5: پانی ضرورت سے زیادہ استعمال کرنا۔

6: بلاوجہ وضو کے لیے کسی سے مدد لینا۔ اگر کوئی عذر یا مجبوری ہو تو مدد لینے میں کوئی حرج نہیں۔

وضو کرنے کا طریقہ:

کسی برتن میں پانی لے کر کسی اونچی جگہ بیٹھیں۔ اگر قبلہ رو ہو جائیں تو اچھا ہے۔ اگر واش بیسن یا کسی نہر پر بیٹھ کر وضو کر رہے ہوں اور قبلہ رخ نہ ہو سکیں تب بھی درست ہے۔ دونوں آستینیں کہنیوں سے اوپر چڑھالیں۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر دونوں ہاتھ گٹوں تک تین بار دھولیں۔ تین مرتبہ کلی کریں۔ پھر مسواک کریں۔ اگر مسواک نہ ہو تو شہادت کی انگلی یا کسی موٹے کپڑے سے دانت مل لیں۔ پھر تین بار ناک میں پانی ڈال کر بائیں ہاتھ کی چھنگلیا سے ناک کو صاف کریں۔ پھر تین بار منہ دھوئیں۔ منہ دھوتے وقت خیال کریں کہ پیشانی کے بالوں سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لو سے لے کر دوسرے کان کی لو تک کا حصہ دھل جائے۔ پھر کہنیوں سمیت دونوں بازو تین بار دھوئیں۔ پہلے دایاں بازو، پھر بایاں بازو۔ پھر دونوں ہاتھ تر کر کے سر کا مسح کریں، پھر کانوں کا اور پھر گردن کا۔ پھر تین تین بار دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھوئیں۔ پہلے دایاں پاؤں دھوئیں، پھر بایاں پاؤں۔

نواقضِ وضو:

درج ذیل چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے:

[1]: پیشاب یا پاخانے کے مقام سے کسی چیز کا نکلنا۔ جیسے پیشاب، پاخانہ، ہوا، منی، مذی، ودی، حیض، نفاس، خونِ استحاضہ۔

[2]: خون یا پیپ کا جسم سے نکل کر ایسے حصے کی طرف بہنا جسے وضو یا غسل میں دھونا فرض ہو۔ (لہٰذا اگر کان یا آنکھ کے اندرونی حصہ میں خون یا پیپ نکل کر بہہ جائے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا کیونکہ ان حصوں کو وضو یا غسل میں دھونا فرض نہیں۔)

[3]: قے یعنی الٹی کرنا۔

اس کی مختلف صورتیں ہیں۔ بعض صورتوں میں وضو ٹوٹ جاتا ہے اور بعض میں نہیں۔ تفصیل یہ ہے:

☼ قے میں کھانا، پانی یا پِت (زرد رنگ کا پانی جو پتّے میں ہوتا ہے اور روغنی خوراک کے ہضم کرنے میں معاون ہوتا ہے) نکلے اور قے منہ بھر کر ہو تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اگر منہ بھر کر نہ ہو تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ منہ بھر کر

قے ہونے سے مراد یہ ہے کہ قے مشکل سے منہ میں رکے۔

☼　قے میں بلغم نکلے تو وضو نہیں ٹوٹتا چاہے کم نکلے یا زیادہ، قے منہ بھر کر ہو یا منہ بھر کر نہ ہو۔

☼　قے میں پتلا خون نکلے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے چاہے کم نکلے یا زیادہ، خون منہ بھر کر نکلے یا منہ بھر کر نہ نکلے۔

☼　قے میں جما ہوا خون (ٹکڑوں کی صورت میں) نکلے تو دیکھا جائے گا کہ اگر منہ بھر کر ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر منہ بھر کر نہ ہو تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔

[4]:　پاگل ہو جانا

[5]:　بے ہوش ہو جانا

[6]:　نشہ آور چیز کھانا جس سے انسان کی چال ڈھال اپنی اصلی حالت پر برقرار نہ رہے اور اس کے منہ سے بہکی بہکی باتیں نکلنے لگیں۔

[7]:　سو جانا

اس کی مختلف صورتیں ہیں۔ بعض صورتوں میں وضو ٹوٹ جاتا ہے اور بعض میں نہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے:

☼　اگر کوئی شخص پہلو کے بل سو جائے، ایک کولہے پر سو جائے، چہرے کے بل یا چت لیٹ کر سو جائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

☼　اگر کوئی شخص ہاتھ یا دیوار کے ساتھ اس طرح ٹیک لگا کر سویا کہ اس چیز کو ہٹایا جائے تو وہ گر جائے، ایسی صورت میں بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

☼　اگر کوئی شخص مسنون طریقہ سے نماز پڑھ رہا ہو اور نماز کی کسی ہیئت میں سو جائے تو وضو نہیں ٹوٹتا؛ چاہے حالتِ قیام ہو، حالتِ رکوع ہو، حالت سجدہ ہو یا حالتِ جلسہ۔ البتہ عورت اگر سجدے میں سو جائے تو اس کا وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

☼　صرف اونگھ آنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

[8]:　بالغ مرد یا عورت کا رکوع اور سجدے والی نماز میں بیداری کی حالت میں قہقہہ لگا کر ہنسنا۔

واضح رہے کہ ہنسی کی تین قسمیں ہیں:

1: تبسم.... بغیر آواز کے مسکرانا

2: ضحک.... ایسی آواز سے ہنسنا کہ ساتھ والے کو آواز نہ سنائی دے۔

3: قہقہہ.... ایسی آواز سے ہنسنا کہ ساتھ والا بھی سن لے۔

ان کا حکم یہ ہے کہ......

"تبسم" سے وضو بھی نہیں ٹوٹتا اور نماز بھی نہیں ٹوٹتی۔

"ضحک" سے وضو نہیں ٹوٹتا البتہ نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

"قہقہہ" سے وضو بھی ٹوٹ جاتا ہے اور نماز بھی۔

ان چیزوں سے وضو نہیں ٹوٹتا:

1: خون یا پیپ جسم سے نکلے لیکن بہے نہیں بلکہ اپنی جگہ پر ہی قائم رہے۔

2: کھانا، پانی، پِت یا جمے ہوئے خون کی قے ہوئی لیکن منہ بھر کر نہیں ہوئی۔

3: بلغم کی قے آئے چاہے منہ بھر کر ہو یا منہ بھر کر نہ ہو۔

4: بیوی کو چھونے سے۔

5: اپنی شرم گاہ کو چھونے سے۔

6: آنکھ میں دانہ تھا اور پھٹ گیا لیکن اس کا پانی آنکھ سے باہر نہیں آیا۔

7: آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے۔

8: اونٹ کا گوشت کھانے سے۔

9: جنازہ اٹھانے سے۔

10: شرم گاہ کے کھل جانے سے۔

11: دودھ پینے سے۔ البتہ دودھ پینے کے بعد کلی کر لینا اچھا ضرور ہے۔

غسل کے احکام و مسائل

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا﴾

سورۃ المائدۃ:6

ترجمہ: اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو سارے جسم کو (غسل کے ذریعے) خوب اچھی طرح پاک کرو۔

نماز کی ادائیگی کے لیے حدثِ اکبر سے پاک ہونا بھی ضروری ہے۔ یہ پاکی غسل سے حاصل ہو گی۔ اس لیے غسل کے احکام و مسائل کا جاننا ضروری ہے۔

غسل کی اقسام:

غسل کی تین قسمیں ہیں:

[1]: فرض

درج ذیل مواقع پر غسل کرنا فرض ہے:

(1): جنابت کی حالت ہو۔

شرعاً "جنابت" سے مراد وہ حالت ہے جس میں غسل کیے بغیر نماز وغیرہ کی ادائیگی جائز نہیں ہوتی۔ جیسے احتلام ہو جانا، شہوت کے ساتھ منی کا اپنے مقام سے نکل کر عضو تناسل سے باہر آنا، ہمبستری کرنا (انزال ہو یا نہ ہو)

(2): عورت جب حیض سے پاک ہو۔

(3): عورت جب نفاس سے پاک ہو۔

(4): زندوں کا مسلمان میت کو غسل دینا۔

فائدہ:

مَنی: شہوت کے ساتھ شرم گاہ سے جو پانی نکلے اور اس سے شہوت کا زور ٹوٹ جائے اسے "منی" کہتے ہیں۔ اس کے نکلنے سے غسل فرض ہوتا ہے۔

مَذی: شہوت کے ساتھ شرم گاہ سے جو پانی نکلے اور اس سے شہوت کا زور مزید بڑھ جائے اسے "مذی" کہتے ہیں۔ اس کے نکلنے سے وضو ٹوٹتا ہے، غسل فرض نہیں ہوتا۔

وَدی: وہ سفید مادہ جو کسی بیماری یا کوئی وزنی چیز اٹھانے کی وجہ سے یا پیشاب کرنے کے بعد بغیر کسی وجہ کے نکلے اسے "ودی" کہتے ہیں۔ اس کے نکلنے سے بھی صرف وضو ٹوٹتا ہے، غسل فرض نہیں ہوتا۔

[2]: سنت

درج ذیل مواقع پر غسل کرنا مسنون ہے:

1: نماز جمعہ کے لیے

2: عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے لیے

3: احرام باندھتے وقت

4: حجاج کے لیے عرفہ (نو ذوالحجہ) کے دن زوال کے بعد

[3]: مستحب

درج ذیل مواقع پر غسل کرنا مستحب اور اچھا ہے:

1: لیلۃ القدر میں (اس شخص کے لیے جسے لیلۃ القدر کے آثار معلوم ہو جائیں)

2: شب بِراءت (شعبان کی پندرھویں رات) میں

3: خوف کے وقت

4: سفر سے واپسی پر

5: آندھی چلنے کے وقت اس کے اختتام پر

6: سورج گرہن اور چاند گرہن کے وقت

7: نئے کپڑے پہنتے وقت

8: حجامہ یعنی پچھنے لگوانے کے بعد

9: گناہوں سے توبہ کے وقت

10: دس ذوالحجہ کی صبح وقوفِ مزدلفہ کے وقت

11: طوافِ زیارت کے وقت

12: میت کو غسل دینے کے بعد غسل دینے والے کے لیے

13: جنون سے افاقہ ہونے پر

14: اسلام لانے کے بعد (بشرطیکہ حالتِ جنابت میں نہ ہو۔ اگر جنابت کی حالت ہو تو غسل کرنا فرض ہو گا)

15: مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں داخلہ کے وقت

غسل کے فرائض:

غسل کے تین فرائض ہیں۔ اگر ان میں سے ایک بھی رہ جائے تو غسل نہیں ہوتا۔

1: اچھی طرح کلی کرنا تاکہ پانی پورے منہ میں پہنچ جائے۔ (اگر روزہ نہ ہو تو غرارہ کر لینا چاہیے۔ غسل میں غرارہ کرنا فرض نہیں بلکہ مسنون ہے۔)

2: ناک کی نرم ہڈی تک پانی پہنچانا جہاں تک آلائش رہتی ہے۔ (اگر روزہ نہ ہو تو سانس کے ذریعے ناک کی نرم ہڈی سے اوپر تک پانی چڑھا لیا جائے۔ ناک میں پانی ڈالنے کے لیے مبالغہ کرنا یعنی سانس کے ذریعے پانی نرم ہڈی سے اوپر تک چڑھانا مسنون ہے، فرض نہیں)

3: تمام بدن پر ایک مرتبہ اس طرح پانی بہانا کہ بال برابر جگہ بھی خشک نہ رہے۔

غسل کی سنتیں:

غسل میں درج ذیل چیزیں مسنون ہیں:

1: شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا۔ (بسم اللہ غسل خانہ میں داخل ہونے سے پہلے پڑھی جائے)

2: نیت کرنا

3: دونوں ہاتھ گٹوں تک دھونا

3: بدن کے جس حصے پر نجاست لگی ہو اس کو دھونا

5: استنجا کرنا

6: مکمل وضو کرنا

7: پہلے سر پر، پھر دائیں اور پھر بائیں کندھے پر پانی بہانا

8: پے درپے غسل کرنا یعنی ایک عضو خشک ہونے سے پہلے دوسرا عضو دھولینا۔

9: جسم کو مَل کر دھونا

10: سارا بدن تین بار دھونا

غسل کے مستحبات:

غسل کرتے وقت ان باتوں کا خیال رکھنا اچھا ہے۔

1: برہنہ ہونے کی صورت میں قبلہ کی طرف رخ نہ کرنا

2: پانی کا استعمال اعتدال سے کرنا؛ نہ ضرورت سے کم استعمال کرنا نہ ضرورت سے زیادہ

3: ایسی جگہ غسل کرنا جہاں کوئی دیکھ نہ رہا ہو ورنہ تہبند باندھ کر غسل کرنا

4: بلاضرورت کسی سے باتیں نہ کرنا

5: غسل کے بعد جسم کو پاک کپڑے سے پونچھ لینا

6: اگر انگوٹھی، بالیاں، چھلے پہنے ہوں اور وہ تنگ نہ ہوں تو انہیں حرکت دے کر نیچے تک پانی پہنچانا (اگر تنگ ہوں تو انہیں حرکت دینا لازم ہے)

غسل کے مکروہات:

1: برہنہ ہونے کی صورت میں قبلہ رخ ہونا

2: برہنہ حالت میں بلاضرورت باتیں کرنا

3: پانی کا استعمال ضرورت سے کم یا ضرورت سے زیادہ کرنا

غسل کرنے کا طریقہ:

غسل کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے دونوں ہاتھ گٹوں تک تین مرتبہ دھوئیں۔ پھر استنجا کریں۔

اگر بدن کے کسی حصہ پر نجاست لگی ہو تو اسے دور کر لیں۔ اس کے بعد نماز والا وضو کریں۔ اگر ایسی جگہ غسل کر رہے ہوں جہاں پانی جمع ہو تا رہتا ہو تو وضو کرتے ہوئے پاؤں نہ دھوئیں، بقیہ وضو کر لیں اور پاؤں اس جگہ سے ہٹ کر پاک جگہ آکر دھوئیں اور اگر جگہ ایسی ہو جہاں پانی جمع نہ ہو تا ہو بلکہ بہہ جاتا ہو تو پاؤں بھی ساتھ ہی دھو لیں۔ اس کے بعد پہلے سر پر پانی ڈالیں، پھر دائیں کندھے پر اور پھر بائیں کندھے پر۔ پانی اتنا ڈالیں کہ سر سے پاؤں تک پہنچ جائے۔ اپنے پورے جسم کو خوب مَلیں تاکہ کوئی جگہ خشک نہ رہ جائے۔ یہ ایک مرتبہ دھونا ہوا۔ پھر دوبارہ اسی طرح پانی ڈالیں کہ پہلے سر پر، پھر دائیں کندھے پر اور پھر بائیں کندھے پر۔ ساتھ ساتھ اپنے جسم کو اچھی طرح مَل لیا کریں۔ اسی طرح تیسری مرتبہ بھی جسم پر پانی ڈال کر مل لیا کریں۔ اسی دوران اگر شیمپو اور صابن کی ضرورت ہو تو وہ بھی لگا لیں۔

چند مسائل:

1: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم غسل خانہ میں جانے سے پہلے پڑھ لیں، اگر پہلے پڑھنا یاد نہ رہے تو اندر جا کر زبان سے نہ پڑھیں۔ ہاں دل میں پڑھ سکتے ہیں۔

2: بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ کلمہ طیبہ چونکہ انسان کو پاک کرتا ہے اس لیے غسل جنابت کرتے ہوئے جب تک کلمہ طیبہ کا ورد نہ کیا جائے تب تک انسان پاک نہیں ہوتا۔ شرعی طور پر اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ بلکہ ایسے موقع پر زبان سے کلمہ پڑھنا انتہائی بے ادبی ہے۔

3: غسل کرنے کے بعد دیکھا کہ کوئی جگہ خشک رہ گئی ہے تو دوبارہ غسل کرنے کی ضرورت نہیں اتنی جگہ پر پانی بہادیا جائے تو غسل درست ہو جائے گا۔

4: جنبی مرد و عورت اور حیض و نفاس والی عورت کے لیے قرآن مجید کو ہاتھ لگانا اور زبانی پڑھنا منع ہے۔

5: غسل میں کلی کرنا یا ناک میں پانی ڈالنا یاد نہ رہے تو یاد آنے پر صرف کلی کر لی جائے اور ناک میں پانی ڈال لیا جائے، دوبارہ غسل کرنا ضروری نہیں۔

تیمم کے احکام و مسائل

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاِنۡ كُنۡتُمۡ مَّرۡضٰۤى اَوۡ عَلٰى سَفَرٍ اَوۡ جَآءَ اَحَدٌ مِّنۡكُمۡ مِّنَ الۡغَآئِطِ اَوۡ لٰمَسۡتُمُ النِّسَآءَ فَلَمۡ تَجِدُوۡا مَآءً فَتَيَمَّمُوۡا صَعِيۡدًا طَيِّبًا فَامۡسَحُوۡا بِوُجُوۡهِكُمۡ وَاَيۡدِيۡكُمۡ﴾

سورۃ النساء:43

ترجمہ: اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی بیت الخلا سے ہو کر آیا ہو یا تم نے بیویوں سے ہم بستری کی ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے منہ اور ہاتھ کا مسح کر کے تیمم کر لو۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فُضِّلْنَا عَلَى النَّاسِ بِثَلَاثٍ؛ جُعِلَتْ صُفُوْفُنَا كَصُفُوْفِ الْمَلَائِكَةِ وَجُعِلَتْ لَنَا الْأَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدًا وَجُعِلَتْ تُرْبَتُهَا لَنَا طَهُوْرًا إِذَا لَمْ نَجِدِ الْمَاءَ وَذَكَرَ خَصْلَةً أُخْرٰى.

صحیح مسلم: رقم الحدیث 522

ترجمہ: ہمیں باقی لوگوں (یعنی امتوں) پر تین چیزوں کے ذریعے سے فضیلت دی گئی ہے: ہماری صفیں اس طرح بنائی گئی ہیں جس طرح فرشتوں کی صفیں ہیں، پوری زمین کو ہمارے لیے سجدہ گاہ بنا دیا گیا ہے اور جب ہمیں (طہارت کے حصول کے لیے) پانی نہ ملے تو زمین کی مٹی کو ہمارے لیے پاک کرنے کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس طرح کی) ایک خصوصیت اور بھی بیان فرمائی تھی۔

اگر کسی شخص کو وضو یا غسل کی ضرورت ہو اور وہ بیماری یا کسی اور وجہ سے پانی استعمال نہ کر سکتا ہو تو شریعت میں مٹی یا مٹی کی جنس سے طہارت حاصل کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔

تیمم کا لغوی و شرعی معنی:

تیمم کا لغوی معنی ہے: ارادہ کرنا

تیمم کا شرعی معنی ہے: طہارت کے حصول کی نیت کرتے ہوئے مٹی یا مٹی کی جنس پر ہاتھ مار کر چہرہ اور بازوؤں پر مسح کرنا۔

تیمم کے فرائض:

تیمم کے دو فرض ہیں:

1: مٹی پر ہاتھ مار کر چہرے پر اس طرح ہاتھ ملنا کہ کوئی جگہ چھوٹ نہ پائے۔

2: مٹی پر ہاتھ مار کر بازوؤں پر اس طرح ہاتھ ملنا کہ کوئی جگہ چھوٹ نہ پائے۔

تیمم کی سنتیں:

1: شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا۔

2: پے درپے تیمم کرنا یعنی چہرے اور بازوؤں پر مسح کرنے کے درمیان کوئی اور کام نہ کرنا جیسے کھانا پینا۔

3: ترتیب سے تیمم کرنا یعنی پہلے چہرے کا مسح، پھر دائیں بازو کا، پھر بائیں بازو کا۔

4: مٹی پر ہاتھوں کو آگے پیچھے حرکت دینا۔

5: مٹی پر ہاتھ مارتے ہوئے دونوں ہاتھ کھلے رکھنا۔

6: مٹی پر ہاتھ مار کر دونوں ہاتھ جھاڑ لینا۔

7: انگلیوں کا خلال کرنا۔

تیمم کرنے کا طریقہ:

سب سے پہلے حدث سے پاک ہونے کی نیت کریں۔ پھر دونوں ہاتھ پاک مٹی پر مار کر جھاڑ لیں اور پورے چہرے پر اس طرح پھیریں کہ کوئی جگہ خالی نہ رہے۔ پھر دوسری مرتبہ دونوں ہاتھ مٹی پر مار کر جھاڑ لیں اور دونوں بازوؤں پر اچھی طرح پھیر لیں۔ آخر میں انگلیوں کا خلال کر لیں۔

تیمم کے صحیح ہونے کی شرائط:

درج ذیل سات شرائط پائی جائیں تو تیمم صحیح ہوتا ہے ورنہ نہیں۔ ذیل میں تفصیلاً پیش کی جاتی ہیں:

پہلی شرط:

نیت کرنا۔ یعنی دل میں پاک ہونے کا ارادہ کرنا یا اس کام کے جائز ہونے کا ارادہ کرنا جو وضو یا غسل کے بغیر

نہیں ہوتا۔ زبان سے بھی اگر اس نیت کا اظہار کیا جائے تو اچھا ہے۔

تیمم کر کے نماز پڑھنا اس وقت صحیح ہو گا جب درج ذیل چیزوں میں سے کسی ایک چیز کی نیت کی جائے:

[1]:　حدث سے پاک ہونے کی نیت کی جائے۔ تاہم حدث کی تعیین لازم نہیں کہ حدثِ اکبر سے پاکی مقصود ہے یا حدثِ اصغر سے۔

[2]:　نماز پڑھنے کے جواز کی نیت کی جائے۔ یعنی انسان یوں نیت کرے کہ میں اپنے لیے نماز کے جائز ہونے کی نیت کرتا ہوں۔

[3]:　ایسی عبادتِ مقصودہ کی نیت کی جائے جو طہارت کے بغیر جائز نہیں ہوتی۔ عبادتِ مقصودہ سے مراد وہ عبادت ہے جو بذاتِ خود مقصود ہو، کسی اور عبادت کا ذریعہ اور وسیلہ نہ ہو۔

اس تیسری شرط سے معلوم ہوا کہ

☼　اگر کسی جنبی شخص نے تلاوتِ قرآن کے لیے تیمم کیا تو اس سے نماز پڑھنا درست ہے کیونکہ تلاوتِ قرآن مقصودی عبادت بھی ہے اور جنبی کے تلاوت کرنے کے لیے طہارت بھی شرط ہے۔

☼　اگر کسی بے وضو شخص نے تلاوتِ قرآن کے لیے تیمم کیا تو اس سے نماز پڑھنا درست نہیں کیونکہ تلاوتِ قرآن اگرچہ مقصودی عبادت ہے لیکن بے وضو شخص کے تلاوت کرنے کے لیے طہارت شرط نہیں ہے۔

☼　اگر کسی جنبی شخص نے قرآن کریم چھونے یا مسجد میں داخل ہونے کے لیے تیمم کیا تو اس سے نماز پڑھنا درست نہیں ہے کیونکہ قرآن مجید کو چھونے اور مسجد میں داخل ہونے کے لیے اگرچہ طہارت شرط ہے لیکن یہ عباداتِ مقصودہ نہیں ہیں۔

☼　اگر ایک نے کسی دوسرے کو محض سکھانے کی غرض سے تیمم کیا تو اس سے نماز درست نہیں۔ ہاں اگر اس نے تیمم کا طریقہ سکھانے کے ساتھ ساتھ اوپر ذکر کی گئی تین شرائط میں سے کسی ایک کی نیت بھی کر لی تو اب اس تیمم کے ساتھ نماز پڑھنا جائز ہو گا۔

دوسری شرط:

تیمم کی صحت کے لیے ضروری ہے کہ جن مجبوریوں کی وجہ سے تیمم کرنا جائز ہوتا ہے ان میں سے کوئی

مجبوری پائی جائے۔ وہ مجبوریاں یہ ہیں:

1: پانی چاروں طرف سے کم از کم ایک میل (یعنی 1.609 کلو میٹر) دور ہو۔

2: پانی تو موجود ہو لیکن اس شخص کا غالب گمان ہو یا کسی ماہر ڈاکٹر نے بتایا ہو کہ اگر پانی استعمال کر لیا تو بیمار ہو جائے گا یا بیماری بڑھ جائے گی یا جو بیماری لاحق ہے اس سے صحت یابی کافی دیر سے ہو گی۔

3: غالب گمان ہو کہ اگر پانی استعمال کر لیا تو معذور ہو جائے گا یا مر جائے گا۔

4: پانی تو موجود ہو لیکن خطرہ ہو کہ وضو یا غسل کر لیا تو بعد میں سخت پیاس لگنے کی صورت میں مزید پانی نہیں ملے گا۔

5: پانی تو موجود ہو لیکن اسے حاصل کرنا ممکن نہ ہو۔ جیسے کنویں کے کنارے کھڑا ہو لیکن ڈول یا رسی نہ ہو یا الیکٹرک پمپ لگا ہو لیکن بجلی نہ ہو۔

6: پانی تو موجود ہو لیکن اس تک پہنچنے میں جان کا خطرہ ہو۔ مثلاً کنویں یا تالاب کے قریب کوئی دشمن یا کوئی درندہ موجود ہے جس سے جان کا خطرہ ہے۔

7: ایسی نماز کے ضائع ہونے کا خطرہ ہو جس کی قضا نہیں ہوتی تو پانی کے پائے جانے کے باوجود تیمم کرنا جائز ہے۔ مثلاً مرد نماز جنازہ یا نماز عید کے لیے جائیں اور دیکھیں کہ نماز ہو رہی ہے اور اگر ہم وضو کرنے چلے گئے تو نماز ختم ہو جائے گی تو یہ لوگ وضو کے بجائے تیمم کر سکتے ہیں۔ ہاں اگر نمازِ جمعہ کے لیے گئے لیکن وہاں جمعہ کی نماز کھڑی تھی۔ ان لوگوں کا وضو نہیں تھا تو اب وضو کر کے نماز پڑھنا لازم ہے کیونکہ اگر جمعہ فوت ہو گیا تو اس کا بدل ظہر کی نماز ہے یا اس علاقے میں کوئی دوسرا جمعہ ہے۔ اس لیے اس صورت میں تیمم جائز نہیں ہو گا۔

تیسری شرط:

مٹی یا جو چیزیں مٹی کی جنس میں شمار ہوتی ہیں ان پر تیمم درست ہے اور جو چیزیں مٹی کی جنس سے شمار نہیں ہوتیں ان پر تیمم درست نہیں ہے۔ درج ذیل چیزیں مٹی کی جنس سے ہوتی ہیں:

1: ایسی چیزیں جو جلانے سے نہ جلیں۔

2: ایسی چیزیں جو پگھلانے سے نہ پگھلیں۔

3: ایسی چیزیں جو زمین میں دفن کرنے سے نہ گلیں، نہ سڑیں۔

چنانچہ ریت، چونا، عام پتھر، سنگ مرمر وغیرہ مٹی کی جنس سے شمار ہوتے ہیں اس لیے ان پر تیمم کرنا درست ہے۔ سونا، چاندی، تانبے کے برتن، گندم، لکڑی، اناج، کپڑا وغیرہ جیسی چیزیں مٹی کی جنس سے شمار نہیں ہوتیں اس لیے ان پر تیمم درست نہیں۔ ہاں اگر کپڑے، تکیے، تانبے کے برتن وغیرہ پر اتنی گرد لگی ہو کہ اگر ان پر ہاتھ پھیریں تو ہاتھ پر اچھی طرح لگ جاتی ہو تو اب ان پر تیمم درست ہو گا۔

چوتھی شرط:

اپنے چہرے اور کہنیوں سمیت بازؤوں پر اس طرح مسح کرنا کہ بال برابر جگہ بھی نہ چھوٹے۔ اس لیے اگر بھوؤں کے نیچے، آنکھوں کے اوپر یا ان جیسی جگہوں پر مسح نہیں کیا جو چہرے اور بازؤوں کی حدود میں آتی ہیں تو تیمم صحیح نہیں ہوا۔ اسی طرح اگر جسم پر کوئی چیز مثلاً ناخن پالش، رنگ، آٹا وغیرہ لگا ہو جس کی وجہ سے جلد پر مسح نہ ہوا تو بھی تیمم صحیح نہیں ہو گا۔ اس لیے تیمم کرنے سے پہلے ان چیزوں کو اتار لینا چاہیے۔

پانچویں شرط:

تیمم کرنے والا شخص مسح کرتے وقت اپنا مکمل ہاتھ یا ہاتھ کا اکثر حصہ استعمال کرے۔ ہاتھ کی تین انگلیاں ہاتھ کا اکثر حصہ شمار ہوتی ہیں۔ اس لیے اگر کسی نے صرف ایک یا دو انگلیوں سے مسح کیا تو تیمم صحیح نہیں ہو گا۔

چھٹی شرط:

تیمم کے لیے دو ضربیں لگانا ضروری ہے۔ یعنی دونوں ہاتھوں کا اندرونی حصہ زمین پر دو مرتبہ مارا جائے؛ ایک بار چہرہ پر مسح کرنے کے لیے اور دوسری بار دونوں ہاتھوں پر مسح کرنے کے لیے۔

ساتویں شرط:

تیمم کے صحیح ہونے میں رکاوٹ اور مانع نہ ہونا۔ یعنی ایسی کوئی چیز نہ پائی جائے جو تیمم کے صحیح ہونے میں رکاوٹ بنتی ہو۔ مثلاً عورت کا حیض یا نفاس میں ہونا۔ اس لیے اگر حائضہ یا نفاس والی عورت تیمم کرے گی تو اس کا تیمم درست نہیں ہو گا۔

نواقضِ تیمم:

نواقضِ تیمم سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کے پائے جانے کی وجہ سے تیمم ٹوٹ جاتا ہے۔ ذیل میں بیان کی جاتی ہیں:

1: جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ان سے تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ لہٰذا پیشاب، پاخانہ، منی، مذی کے خارج ہونے، خون نکل کر بہہ پڑنے سے تیمم ٹوٹ جاتا ہے۔

2: کسی نے وضو کا تیمم کیا تھا۔ اگر اسے اتنا پانی مل جائے جس سے وضو ہو سکے تو اب تیمم ٹوٹ جائے گا۔ اسی طرح اگر کسی نے غسل کا تیمم کیا تھا اور غسل کرنے کے بقدر پانی مل گیا تو بھی تیمم ٹوٹ جائے گا۔

3: بیماری کی وجہ سے تیمم کیا تھا۔ اب بیماری سے صحت یابی ہو گئی اور وضو یا غسل کرنا اب نقصان دہ نہیں رہا تو اب بھی تیمم ٹوٹ جائے گا۔

تیمم سے متعلقہ چند مسائل:

1: ایک شخص کو وضو اور غسل دونوں کی ضرورت ہے تو وہ ایک ہی تیمم کرے تو دونوں کی طرف سے کافی ہو جائے گا۔ ہر ایک کے لیے الگ الگ تیمم کرنے کی ضرورت نہیں۔

2: ایک شخص کو تلاش کے باوجود پانی نہیں ملا۔ اس نے تیمم کر کے نماز ادا کر لی۔ بعد میں پانی مل گیا اور نماز کا وقت بھی باقی ہے تو اب وضو کر کے دوبارہ نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں بلکہ پہلے پڑھی ہوئی نماز کافی ہے۔

3: نماز کا وقت بہت کم رہ گیا ہو اور پانی قریب میں نہ ہو البتہ ایک میل (یعنی 1.609 کلو میٹر) سے کم فاصلے پر موجود ہو تو جا کر پانی لانا ضروری ہے اور وضو کر کے نماز پڑھنا لازم ہے اگرچہ نماز قضا ہو جائے۔

4: پانی موجود ہو تو قرآن چھونے کے لیے تیمم کرنا جائز نہیں بلکہ وضو کرنا ضروری ہے۔

5: ایک شخص کا کپڑا یا بدن نجس ہے اور اسے وضو کی بھی حاجت ہے، اس کے پاس پانی موجود ہے لیکن تھوڑا ہے کہ یا تو اس سے نجاست دور کر سکتا ہے یا وضو کر سکتا ہے تو اسے چاہیے کہ اس پانی سے کپڑے یا بدن سے نجاست دور کر لے اور وضو کے بجائے تیمم کر لے۔

موزوں پر مسح کے احکام و مسائل

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرماتے ہیں:

أَنَّهُ خَرَجَ لِحَاجَتِهِ فَاتَّبَعَهُ الْمُغِيرَةُ بِإِدَاوَةٍ فِيهَا مَاءٌ فَصَبَّ عَلَيْهِ حِينَ فَرَغَ مِنْ حَاجَتِهِ فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 203

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لیے باہر تشریف لے گئے تو میں پانی سے بھرا ہوا برتن لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چلا گیا۔ جب آپ قضائے حاجت سے فارغ ہوئے تو میں نے وہ پانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا۔

موزے کی تعریف اور مسح کی شرائط:

"موزہ" چمڑے کی جرابوں کو کہتے ہیں۔ اس پر مسح کے لیے درج ذیل شرائط ہیں:

[1]: موزے مکمل طہارت کی حالت میں پہنے ہوں۔

[2]: موزے اتنے اونچے ہوں کہ کم از کم ٹخنوں کو چھپا لیں۔

[3]: موزہ؛ پاؤں کی تین چھوٹی انگلیوں کے برابر یا اس سے زیادہ پھٹا ہوا نہ ہو۔

موزوں پر مسح کرنے کا طریقہ:

فرض مقدار:

مسح کی فرض مقدار یہ ہے کہ ہاتھ کی تین انگلیوں کی مقدار موزے کے اوپر مسح کیا جائے۔

مستحب مقدار:

پورے ہاتھ کو انگلیوں اور ہتھیلی سمیت گیلا کر کے دائیں ہاتھ کی انگلیاں دائیں پاؤں پر اور بائیں ہاتھ کی انگلیاں بائیں پاؤں پر رکھ کر دونوں ہاتھوں کو پنڈلی کی طرف ٹخنوں سے اوپر تک کھینچ لیں۔

بعض لوگ پوری انگلیوں کے بجائے صرف انگلیوں کے پوروں سے مسح کر لیتے ہیں، اس طریقے سے مسح

توہو جاتا ہے لیکن یہ طریقہ سنت کے خلاف ہے۔

مسح کی مدت:

مقیم کے لیے مدتِ مسح ایک دن ایک رات یعنی 24 گھنٹے ہیں اور مسافر کے لیے تین دن تین رات یعنی 72 گھنٹے ہیں۔ مسح کی مدت کا حساب وضو ٹوٹنے کے وقت سے کیا جائے گا نہ کہ موزے پہننے کے وقت سے۔ مثلاً ایک شخص نے ظہر کو وضو کر کے 2:00 بجے موزے پہنے اور اس کا وضو 5:00 بجے ٹوٹا۔ تو مسح کی مدت کا حساب 5:00 بجے کے اعتبار سے کریں گے نہ کہ 2:00 بجے کے اعتبار سے۔

چند مسائل:

1: بے وضو شخص اگر موزے پہن لے تو ان پر مسح کرنا جائز نہیں۔ اسی طرح ایک شخص نے صرف پاؤں دھو کر موزے پہن لیے تو بھی مسح جائز نہیں۔ ہاں اگر صرف پاؤں دھو کر موزے پہن لیے پھر مکمل وضو بھی کر لیا اس کے بعد وضو ٹوٹا تو اب ان پر مسح جائز ہے، اور اگر صرف پاؤں دھو کر موزے پہنے پھر وضو کرنے لگا اور وضو مکمل ہونے سے پہلے ہی وضو ٹوٹ گیا تو اب ان موزوں پر مسح جائز نہیں۔

2: موزہ اتنا چھوٹا ہو جو ٹخنے کو بھی نہ چھپا سکتا ہو تو اس پر مسح جائز نہیں۔

3: موزہ اتنا پھٹ گیا کہ چلنے کے دوران اس سے پاؤں کی تین چھوٹی انگلیوں کے برابر حصہ کھل جاتا ہے تو اس پر مسح جائز نہیں۔

4: اگر کسی نے جرابوں کے اوپر موزے پہن لیے تو بھی ان پر مسح درست ہے۔

5: ایک شخص نے موزے پہنے تھے، پھر اس پر غسل فرض ہوا تو اس کے لیے موزوں پر مسح جائز نہیں۔ موزے اتار کر غسل کرنا لازم ہے۔

6: کسی نے ایک موزہ اتار دیا تو مسح باطل ہو گیا۔ اب دوسرا موزہ بھی اتار کر پاؤں کو دھونا چاہیے۔

7: ایک پاؤں کی ایڑی باہر نکال لی تو بھی مسح ٹوٹ جائے گا۔

8: اگر مسح کی مدت پوری ہو جائے تو مسح ختم ہو جاتا ہے۔ وضو ٹوٹا نہ ہو تو موزے اتار کر صرف پاؤں دھو لیے جائیں، پورا وضو دہرانا لازم نہیں اور اگر وضو ٹوٹ گیا ہو تو موزے اتار کر مکمل وضو کرنا چاہیے۔

9: ایک شخص وضو کر رہا تھا کہ کسی طرح اس کے ایک پاؤں کا اکثر حصہ دھل گیا یعنی موزے کے اندر پانی چلا گیا تو مسح باطل ہو گیا۔ اب موزے اتار کر دونوں پاؤں دھونے چاہییں۔

جرابوں پر مسح کی شرائط:

اگر جرابیں ایسی ہوں جو صفات میں موزے کی طرح ہوں تو وہ بھی موزے کے حکم میں ہوں گی اور ان پر مسح کرنا بھی درست ہو گا۔ وہ صفات یہ ہیں:

1: پنڈلی پر بغیر باندھے ہوئے قائم رہ سکیں اور یہ قائم رہنا کپڑے کی تنگی اور چستی کی وجہ سے نہ ہو بلکہ اس کی ضخامت اور موٹا ہونے کی وجہ سے ہو۔

2: ان میں پانی نہ چھنے یعنی ان پر پانی گرائیں تو پانی ان میں اتر کر پاؤں تک نہ پہنچ سکے۔

3: اس میں کم از کم تین میل (4.8 کلومیٹر) کی مسافت بغیر جوتے کے سفر کرنا ممکن ہو۔

مذکورہ شرائط اگر جرابوں میں پائی جائیں تو وہ کہنے میں تو یہ جرابیں ہوں گی مگر حکم کے اعتبار سے موزے ہوں گے، اس لیے ان پر بھی مسح کرنا درست ہو گا۔

نوٹ:

موجودہ دور میں جو اونی اور سوتی جرابیں ہیں ان پر مسح کرنا کسی صورت جائز نہیں۔ اگر کسی نے ایسی جرابوں پر مسح کر کے نماز پڑھائی تو امام سمیت تمام مقتدیوں کی نماز نہ ہو گی۔ اگر کسی نے اکیلے نماز پڑھی تو اس کی نماز نہ ہو گی۔ ایسی نماز کا اعادہ ضروری ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ

معذور کے احکام و مسائل

معذور کی تعریف:

اگر کسی کو قطرات کے نکلنے، خون بہنے، ہوا خارج ہونے، نکسیر بہنے یا حیض و نفاس کے علاوہ خون آنے کا مرض لاحق ہو اور ایک نماز کے پورے وقت میں اس کو اتنا وقت نہ مل پاتا ہو کہ وہ مکمل طہارت کے ساتھ اس وقت کے فرض ادا کر سکے تو ایسا شخص شرعاً "معذور" کہلاتا ہے۔

چند مسائل:

"معذور شرعی" کے حوالے سے چند اہم مسائل یہ ہیں:

[1]: معذور شرعی کا حکم یہ ہے کہ ہر نماز کے وقت وضو کر لیا کرے، جب تک وہ وقت رہے گا تب تک اس کا وضو باقی سمجھا جائے گا۔ اس وضو سے فرض، نفل، ادا، قضا وغیرہ جو چاہے نمازیں پڑھ سکتا ہے۔ جب تک وقت رہے گا اس کا وضو باوجود اس عذر کے نہیں ٹوٹے گا بلکہ قائم سمجھا جائے گا چاہے قطرات نکلیں، خون بہے، ہوا خارج ہو، نکسیر بہے یا حیض و نفاس کے علاوہ خون آئے۔ ہاں! جب وقت نکل جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا اور دوبارہ کرنا پڑے گا۔ مثلاً کسی معذور نے فجر کے وقت وضو کیا تو جب سورج نکل آیا تو اس کا وضو ختم ہو جائے گا، سورج نکلنے کے بعد جب وضو کرے تو ظہر کی نماز کا وقت ختم ہونے تک اس کا وضو باقی رہے گا، اور جب ظہر کا وقت ختم ہو گا تو اس کا وضو بھی جاتا رہے گا۔ الغرض ہر وقت کی نماز کے لیے ایک بار وضو کر لینا کافی ہے۔

نوٹ: وضو میں ایک مستحب یہ ہے کہ وقت شروع ہونے سے پہلے ہی وضو کر کے نماز کے لیے تیار رہا جائے لیکن یہ حکم ان افراد کے لیے ہے جو معذور نہیں ہیں۔ جہاں تک معذورِ شرعی کا تعلق ہے تو اس کے لیے حکم یہ ہے کہ نماز کا وقت داخل ہونے سے پہلے وضو نہ کرے بلکہ وقت داخل ہونے کے بعد وضو کرے۔ اگر کسی معذورِ شرعی نے وقت داخل ہونے سے پہلے وضو کر لیا تو وقت داخل ہوتے ہی اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔ اب اس کے لیے دوبارہ وضو کرنا لازم ہو گا۔

[2]: معذور جس بیماری میں مبتلا ہے اس کے علاوہ اگر کوئی اور وجہ ایسی پائی جائے جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے تو

اس کی وجہ سے وضو جاتا رہے گا اور دوبارہ کرنا پڑے گا۔ مثلاً کسی کو ایسی نکسیر پھوٹی کہ کسی طرح بند نہیں ہوتی اور اس نے ظہر کے وقت وضو کر لیا تو جب تک ظہر کا وقت رہے گا نکسیر کے خون کی وجہ سے اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا، البتہ اگر پیشاب پاخانہ آگیا یا زخم کی وجہ سے خون نکل کر بہہ پڑا تو اب وضو ٹوٹ جائے گا اور دوبارہ کرنا پڑے گا۔

[3]: ایک شرط "معذور بننے" کے لیے ہے اور ایک شرط "معذور رہنے" کے لیے ہے۔ معذور بننے کے لیے شرط تو اوپر بیان ہو چکی ہے کہ اس عذر کے ساتھ اسے ایک نماز کے پورے وقت میں اتنا وقت نہ مل پاتا ہو کہ وہ مکمل طہارت کے ساتھ اس وقت کے فرض ادا کر سکے تو ایسا شخص شرعاً "معذور" کہلائے گا۔ جب کوئی شخص ایک بار معذور بن جائے تو اس کے "معذور رہنے" کی شرط اور حد یہ ہے کہ اس وقت کے اندر اس کو کم از کم ایک بار یہ عذر پیش آئے، اگر پورا وقت گزر گیا اور اس کو یہ عذر پیش نہیں آیا (مثلاً ریح وغیرہ خارج نہیں ہوئی) تو اب یہ معذور نہیں رہا۔

[4]: معذور شخص کے کپڑوں کا حکم یہ ہے کہ اگر کپڑوں کی صفائی ممکن ہو یعنی کپڑے دھونے سے نماز کے دوران یہ کپڑے پاک رہ سکتے ہوں تو پھر نماز کی ابتداء میں کپڑے صاف رکھنا ضروری ہے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو پھر کپڑوں کو لگی نجاست کی صفائی ضروری نہیں اور اس شخص پر کپڑے دھونا لازمی نہیں۔

اگر ان امراض کے لاحق شخص کو اتنا وقت مل پاتا ہو کہ وہ مکمل طہارت کے ساتھ اس وقت کے فرض ادا کر سکتا ہو تو ایسا شخص "شرعاً معذور" نہیں ہو گا اور اس پر مذکورہ احکام جاری نہیں ہوں گے۔ ایسے شخص کو اگر وضو کے بعد نماز سے پہلے یا نماز کے اندر یہی عارضہ لاحق ہو جائے (مثلاً ریح وغیرہ خارج ہو جائے) تو اس کو دوبارہ وضو کر کے نماز پڑھنا ضروری ہو گا۔

حیض، استحاضہ اور نفاس کے احکام و مسائل

عورت کی شرمگاہ سے آنے والا خون تین طرح کا ہو سکتا ہے:

1: حیض

2: نفاس

3: استحاضہ

ہر خون کے متعلق احکام و مسائل کا جاننا ضروری ہے تا کہ عورت کی پاکی ناپاکی کے مسائل معلوم ہو جائیں۔

حیض کی تعریف:

بالغہ عورت کو جو خون رحم سے بغیر کسی بیماری کے جاری ہو بشرطیکہ وہ عورت حمل کی حالت میں بھی نہ ہو اور نہ ہی بڑھاپے کی خاص عمر کو پہنچی ہو اور یہ خون تین دن تین رات سے کم بھی نہ ہو اور دس دن دس رات سے زائد بھی نہ ہو تو اسے "حیض" کہتے ہیں۔

حیض کی اس تعریف سے معلوم ہوا کہ اگر...

- یہ خون بلوغت کی عمر (نو سال) سے پہلے آئے
- یا کسی خاص بیماری کی وجہ سے آئے
- یا حمل کے دوران آئے
- یا بڑھاپے کی عمر میں آئے (ماسوائے چند صورتوں کے جن کا حکم آگے آئے گا)
- یا تین دن سے کم آئے
- یا دس دن سے زائد آئے

تو وہ حیض کا خون نہیں ہو گا۔ ان تمام صورتوں میں آنے والا خون "استحاضہ" کہلائے گا۔

استحاضہ کا حکم:

استحاضہ کے خون کا حکم یہیں سمجھ لیا جائے تا کہ آئندہ جہاں استحاضہ کا ذکر آئے تو یہی حکم ذہن میں

رہے۔ استحاضہ کا خون عام خون کی طرح ہے جو جسم کے کسی حصہ سے جاری ہو، جیسے نکسیر کا خون۔ استحاضہ کے خون سے صرف وضو ٹوٹتا ہے، غسل واجب نہیں ہوتا۔ نماز کا وقت داخل ہوتے ہی وضو کر لیا جائے اور جسم اور کپڑے پر جس جگہ یہ خون لگا ہو صرف وہی جگہ پاک کر لی جائے اور نماز پڑھی جائے۔ اس حالت میں نماز، روزہ دونوں کی ادائیگی فرض رہتی ہے اور نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے سے ادائیگی صحیح بھی ہو جاتی ہے۔ استحاضہ میں طواف، تلاوت، قرآن مجید کو چھونا، میاں بیوی کے تعلقات سب جائز ہیں، کسی چیز کی ممانعت نہیں۔

حیض کا رنگ:

حیض کے رنگ کا سرخ ہونا ضروری نہیں بلکہ زرد، سبز، مٹیالا اور سیاہ رنگ کا حیض بھی آسکتا ہے۔

حیض کی ابتدائی اور انتہائی عمر:

حیض کی ابتدائی عمر نو برس ہے۔ چاند کے حساب سے لڑکی جب تک نو برس کی نہ ہو جائے اسے حیض نہیں آتا۔ اس لیے نو سال پورے ہونے سے پہلے جو خون آئے گا وہ استحاضہ ہو گا۔

حیض کی انتہائی عمر پچپن برس ہے یعنی چاند کے حساب سے جب عورت پچپن برس کی ہو جائے تو حیض کے اعتبار سے اس عمر کو "بڑھاپے والی عمر" شمار کیا جاتا ہے جسے اصطلاح میں "آئسہ" کہتے ہیں۔ عام طور پر اس عمر کے بعد حیض نہیں آتا۔ اگر پچپن برس کے بعد خون آجائے اور خوب سرخ یا سیاہ ہو تو وہ حیض ہو گا اور اگر زرد، سبز، مٹیالا وغیرہ ہو تو دیکھا جائے گا کہ پچپن برس کی عمر سے پہلے اس رنگ کا حیض آتا رہا ہو تو یہ بھی حیض ہو گا ورنہ استحاضہ ہو گا۔

حیض کی مدت:

حیض کی کم از کم مدت تین دن تین رات (یعنی 72 گھنٹے) ہے اور زیادہ سے زیادہ مدت دس دن دس رات (یعنی 240 گھنٹے) ہے۔ لہٰذا کسی کو تین دن تین رات (72 گھنٹے) سے کم خون آیا تو وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے اور اگر دس دن دس رات (240 گھنٹے) سے زائد آیا تو دس دن دس رات سے زائد خون بھی استحاضہ ہے۔

عورت کے حیض کا مخصوص زمانہ اس کی ناپاکی کی حالت ہوتی ہے اور اس کے علاوہ کا زمانہ عورت کی پاکی کی

حالت ہوتی ہے۔ پاکی کی اس حالت کو "طہر" کہا جاتا ہے۔

طہر کی مدت:

جن دنوں میں عورت حیض سے خالی ہو وہ طہر کا زمانہ ہے۔ دو حیض کے درمیان پاک رہنے کی کم از کم مدت پندرہ دن (یعنی 360 گھنٹے) ہے اور زیادہ سے زیادہ پاک رہنے کی کوئی مدت مقرر نہیں ہے۔ اس لیے عورت کو حیض کے بعد جتنا عرصہ بھی خون نہ آئے وہ اس عرصہ میں پاک ہی شمار ہو گی۔

چند ملحوظات:

آگے حائضہ کی اقسام اور اس کے احکام آرہے ہیں، انہیں سمجھنے کے لیے چند باتیں ملحوظ رکھی جائیں:

1: زمانے کے اعتبار سے حیض اور طہر کی اقسام

ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں:

حیض حقیقی: حیض کے زمانہ میں حقیقۃً خون جاری ہو۔

حیض حکمی: حقیقۃً تو خون نہ آرہا ہو لیکن چونکہ زمانہ حیض کا ہے تو اسی کا اعتبار کرتے ہوئے اس زمانے کو حکماً حیض کا زمانہ شمار کیا گیا ہو۔

طہر حقیقی: پاکی کا زمانہ ہو اور حقیقۃً خون نہ آرہا ہو۔

طہر حکمی: خون تو آرہا ہو لیکن چونکہ زمانہ پاکی کا ہے تو اسی کا اعتبار کرتے ہوئے اس زمانے کو حکماً پاکی کا زمانہ شمار کیا گیا ہو۔ چونکہ یہ زمانہ پاکی کا ہے تو اس میں آنے والا خون استحاضہ ہو گا۔

2: میعاد کے اعتبار سے طہر کی اقسام

میعاد کے اعتبار سے طہر کی دو قسمیں ہیں:

کامل طہر: جو کم از کم پندرہ دن (360 گھنٹے) یا اس سے زیادہ ہو۔

ناقص طہر: جو پندرہ دن سے کم ہو۔

اگر دو حیض کے درمیان ایک کامل طہر آجائے تو یہ دو حیض الگ الگ شمار ہوں گے اور دونوں کا آپس میں

کوئی ربط اور تعلق نہ ہو گا، اور اگر دو حیض کے درمیان ناقص طہر آ جائے تو یہ دو حیض الگ الگ شمار نہ ہوں گے بلکہ یوں سمجھا جائے گا کہ پہلے حیض سے دوسرے حیض تک مسلسل خون جاری رہا ہے۔

3: صحیح وفاسد ہونے کے اعتبار سے طہر کی اقسام

صحیح طہر: کامل طہر کے شروع، درمیان یا آخر میں استحاضہ نہ ہو تو یہ "صحیح طہر" ہے۔

فاسد طہر: کامل طہر کے شروع، درمیان یا آخر میں استحاضہ ہو تو یہ "فاسد طہر" ہے۔

مذکورہ بالا تین ملحوظات کے بعد اب حائضہ کی اقسام اور احکام پیش کیے جاتے ہیں۔

حائضہ کی اقسام اور احکام:

حائضہ کی دو قسمیں ہیں:

1: حائضہ مُبْتَدِ أَہ

جسے زندگی میں پہلی بار حیض آئے۔ اگر وہ خون دس دن سے کم ہو تو سب حیض ہے۔ اگر دس دن ہو تو بھی حیض ہے اور اگر دس دن سے بڑھ گیا تو دس دن حیض ہو گا اور جو دس دنوں سے بڑھ گیا وہ استحاضہ ہے۔ اگر یہ خون مہینہ بھر جاری رہا تو اس پہلے دن سے لے کر دس دن تک حیض شمار کیا کریں گے اور باقی بیس دن استحاضہ۔

2: حائضہ معتادہ

جسے پہلے بھی حیض آ چکا ہو یا حیض آنے کا معمول ہو۔ اس عورت کی جو عادت مقرر ہو اسی کے مطابق اس کے حیض اور طہر کا حکم لگایا جائے گا۔ چنانچہ اگر اس کا معمول پانچ دن حیض آنے کا اور بیس دن پاک رہنے کا ہو تو پانچ دن حیض کے شمار ہوں گے اور بیس دن پاکی کے۔ جب تک اس کی عادت تبدیل نہیں ہوتی اس کا یہی حکم ہو گا۔

معتادہ کی عادت کی تبدیلی:

بعض خواتین کی حیض کی عادت تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ مثلاً ایک مہینہ میں سات دن حیض آیا تھا اور دوسرے مہینہ میں گیارہ دن۔ تو ہم کہیں گے کہ اب اس کی عادت تبدیل ہو گئی ہے۔ عادت تبدیل ہونے کے لیے ایک مرتبہ عادت کے خلاف خون آنا کافی ہے۔ ہر آئندہ والے حیض کے لیے گزشتہ حیض کے دن عادت قرار پائیں

گے۔ اگر حیض کے اعتبار سے کسی خاتون کی عادت تبدیل ہونے لگے تو اس کا سمجھنا ضروری ہے تاکہ حیض اور طہر کے دنوں کی درست تعیین کی جاسکے۔

اس حوالے سے چند صورتیں پیش کی جاتی ہیں:

صورت نمبر 1:

معتادہ کا خون گزشتہ عادت کے خلاف آیا اور دس دن (240 گھنٹے) سے زیادہ آیا اور عادت کے تمام ایام میں آیا۔ تو اس کی حیض کی پچھلی عادت کو برقرار رکھا جائے گا۔ چنانچہ جتنے دن عادت کے ہیں اتنے دن "حیض" اور باقی "استحاضہ" ہوں گے۔

مثال نمبر 1: حیض کی عادت 6 دن اور طہر کی عادت 20 دن ہے۔ اسے 17 دن کی پاکی کے بعد 12 دن خون آیا۔ تو اس کا حیض گزشتہ عادت کے مطابق 6 دن (یعنی 21 تا 26) ہوگا اور ابتدائی تین دن (18 تا 20) اور آخری تین دن (27 تا 29) استحاضہ ہوگا۔

مثال نمبر 2: حیض کی عادت 6 دن اور طہر کی عادت 20 دن ہے۔ اسے 20 دن کی پاکی کے بعد 11 دن خون آیا۔ تو اس کا حیض گزشتہ عادت کے مطابق ابتدائی 6 دن (یعنی 21 تا 26) ہوگا اور آخری 5 دن استحاضہ ہوگا۔

صورت نمبر 2:

معتادہ کا خون گزشتہ عادت کے خلاف آیا اور دس دن (240 گھنٹے) سے زیادہ آیا لیکن تمام ایام عادت میں نہیں آیا بلکہ کچھ ایامِ عادت میں آیا اور ایامِ عادت میں آنے والا خون بھی تین دن (72 گھنٹے) یا اس سے زیادہ دیر آیا۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اس عورت کی عادت گنتی کے اعتبار سے تو تبدیل ہو جائے گی البتہ زمانہ کے اعتبار سے باقی رہے گی۔ چنانچہ جو خون پچھلے ایامِ عادت کے مطابق آئے گا وہ حیض اور باقی استحاضہ ہے۔

مثال: حیض کی عادت 6 دن اور طہر کی عادت 17 دن ہے۔ اسے 18 دن کی پاکی کے بعد 11 دن خون آیا۔ تو اس کا حیض 5 دن (19 تا 23) ہوگا اور باقی 6 دن استحاضہ ہوگا۔ اب ہم یوں سمجھیں گے کہ اس عورت کی آئندہ عادت 5 دن حیض اور 18 دن پاکی کی ہے۔

صورت نمبر 3:

معتادہ کا خون گزشتہ عادت کے خلاف آیا اور دس دن (240 گھنٹے) سے زیادہ آیا لیکن تمام ایامِ عادت میں نہیں آیا بلکہ کچھ ایامِ عادت میں آیا اور ایام عادت میں آنے والا خون بھی تین دن (72 گھنٹے) کے برابر نہیں بلکہ اس سے کم ہے۔ تو اس کا حکم یہ ہے کہ اس عورت کی عادت گنتی کے اعتبار سے تو باقی رہے گی البتہ زمانہ کے اعتبار سے بدل جائے گی۔

مثال: حیض کی عادت 7 دن اور طہر کی عادت 16 دن ہے۔ اسے 21 دن کی پاکی کے بعد 11 دن خون آیا۔ تو اس صورت میں ابتدائی 7 دن (22 تا 28) حیض ہو گا اور باقی 4 دن استحاضہ ہو گا۔ اب ہم یوں سمجھیں گے کہ اس عورت کی آئندہ عادت گنتی کے اعتبار سے تو باقی ہے البتہ زمانہ کے اعتبار سے بدل گئی ہے۔

صورت نمبر 4:

معتادہ کا خون گزشتہ عادت کے خلاف آیا اور دس دن (240 گھنٹے) سے زیادہ آیا لیکن یہ خون ایامِ عادت میں سے کسی دن میں نہیں آیا بلکہ باقی دنوں میں آیا ہے۔ تو اس کا حکم یہ ہے کہ اس عورت کی عادت گنتی کے اعتبار سے تو باقی رہے گی البتہ زمانہ کے اعتبار سے بدل جائے گی۔

مثال: حیض کی عادت 4 دن اور طہر کی عادت 20 دن ہے۔ اسے 27 دن کی پاکی کے بعد 12 دن خون آیا۔ تو اس صورت میں ابتدائی 4 دن (28 تا 31) حیض ہو گا اور باقی 8 دن استحاضہ۔ اس عورت کی آئندہ کے لیے عادت؛ فقط زمانہ کے اعتبار سے بدل گئی ہے۔

صورت نمبر 5:

معتادہ کا خون گزشتہ عادت کے خلاف آیا لیکن دس دن (240 گھنٹے) سے زیادہ نہیں ہوا بلکہ دس دنوں کے اندر ہی رہا اور اس خون اور گزشتہ خون کے درمیان کم از کم 15 دن (360 گھنٹے) کا فاصلہ ہو اور یہ خون کم از کم تین دن (72 گھنٹے) یا اس سے زیادہ دیر آئے تو اس کا حکم یہ ہے کہ یہ خون سارا حیض ہی شمار ہو گا۔

مثال نمبر 1: حیض کی عادت 4 دن اور طہر کی عادت 20 دن ہے۔ اسے 16 دن کی پاکی کے بعد 3 دن (72

گھنٹے) خون آیا۔ تو یہ حیض ہی ہے۔ اس صورت میں عادت: زمانہ اور گنتی دونوں کے اعتبار سے بدل گئی ہے۔

مثال نمبر 2: حیض کی عادت 4 دن اور طہر کی عادت 20 دن ہے۔ اسے 20 دن کی پاکی کے بعد 3 دن (72 گھنٹے) خون آیا تو یہ حیض ہی ہے۔ اس صورت میں عادت؛ فقط گنتی کے اعتبار سے بدل گئی ہے۔

مثال نمبر 3: حیض کی عادت 4 دن ہے اور طہر کی عادت 20 دن ہے۔ اسے 26 دن کی پاکی کے بعد 4 دن خون آیا تو یہ حیض ہی ہے۔ اس صورت میں عادت؛ فقط زمانہ کے اعتبار سے بدل گئی ہے۔

مسائل:

1: حمل کے زمانے میں اگر خون آجائے تو وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔ یہاں تک کہ بچہ کی پیدائش سے پہلے جو خون آتا ہے وہ بھی استحاضہ ہے اور پیدا ہونے کے بعد جو خون آتا ہے وہ "نفاس" ہے۔

2: اگر کسی کو فرض نماز پڑھتے ہوئے حیض آگیا تو نماز چھوڑ دے، یہ نماز بالکل معاف ہوگئی ہے اور اس کی قضا پڑھنا بھی واجب نہیں ہے۔ اگر نفل یا سنت میں ایسی صورت پیش آگئی تو نماز ختم کر دے لیکن پاک ہونے کے بعد اس کی قضا پڑھنا بھی واجب ہے۔ اسی طرح اگر نماز کے بالکل آخری وقت میں حیض آگیا جو ابھی تک نہیں پڑھی تھی تو وہ بھی معاف ہوگئی، قضا واجب نہیں۔

3: اگر روزہ کی حالت میں حیض آگیا خواہ آدھا دن گزرنے کے بعد بھی ایسی صورت پیش آگئی تو وہ روزہ ٹوٹ گیا؛ چاہے فرض ہو یا نفل، پاک ہونے کے بعد قضا رکھے۔

4: حیض کے زمانہ میں بیوی کے ساتھ ہمبستری کرنا جائز نہیں۔ اسی طرح بیوی کے ناف سے لے کر گھٹنے تک کے جسم کو بغیر کسی کپڑے کے ہاتھ لگانا یعنی برہنہ جسم کو چھونا اور جسم سے جسم ملانا بھی جائز نہیں۔ اس کے علاوہ بیوی کا بوسہ لینا، پیار کرنا، اس کے ساتھ کھانا پینا اور لیٹنا سب جائز ہے۔

5: حیض کا خون رکنے کے بعد ہم بستری کے جائز یا ناجائز ہونے میں کچھ تفصیل ہے:

☼ یہ حیض اپنی پوری مدت (یعنی دس دن = 240 گھنٹے) میں ختم ہوا تو خون رکتے ہی غسل سے پہلے ہم بستری درست ہے۔ البتہ بہتر یہی ہے کہ غسل کے بعد ہمبستری کریں۔

☼ یہ خون دس دنوں سے کم میں ختم ہوا ہے۔ مثلاً چار یا پانچ دنوں میں اور عورت کی عادت بھی یہی چار یا پانچ

دن تھی تو خون رکتے ہی ہم بستری درست نہیں بلکہ خون رکنے کے بعد یا تو عورت غسل کر لے یا اس پر ایک نماز کا وقت گزر جائے (یعنی اتنا وقت گزر جائے جس میں غسل کر کے کپڑے پہن کر تکبیر تحریمہ کہی جا سکے)

☼ یہ خون عادت کے ایام سے پہلے ہی رک گیا ہے تو عادت کے ایام مکمل ہونے سے پہلے ہمبستری جائز نہیں کیونکہ اندیشہ ہے کہ خون وقتی طور پر بند ہوا اور دوبارہ جاری ہو جائے۔

6: اگر خون ایک دو دن آ کر بند ہو گیا تو غسل کرنا واجب نہیں ہے، وضو کر کے نماز پڑھے لیکن ابھی تعلق قائم کرنا درست نہیں ہے۔ اگر پندرہ دن سے پہلے دوبارہ آ جائے تو سمجھا جائے گا کہ اس پورے عرصے میں خون جاری رہا ہے۔ اب سابقہ عادت کو دیکھ کر حیض اور استحاضہ کے ایام کی تعیین کرے (اس تفصیل کے مطابق جو پہلے بیان کی جا چکی ہے)۔ جتنے دن حیض کے ہوں وہ نکال کر استحاضہ کے دنوں کی نمازوں کی قضا پڑھے، اور اگر درمیان میں مکمل پندرہ دن (360 گھنٹے) گزر گئے اور حیض نہیں آیا تو معلوم ہوا کہ یہ استحاضہ تھا۔ اگر ان دنوں کی نمازیں نہیں پڑھی تھیں تو اب ان کی قضاء کرے۔

7: اگر خون بالکل نماز کے آخری وقت میں بند ہوا تو دیکھا جائے گا کہ اگر دس دن سے کم آیا اور ایسے وقت میں بند ہوا کہ وقت بالکل تنگ ہے کہ جلدی سے غسل کے فرائض ادا کر کے غسل کر کے اتنا وقت باقی رہتا ہے کہ جس میں صرف ایک مرتبہ "اللہ اکبر" کہہ کر نیت باندھ سکتی ہے، اس سے زیادہ کچھ نہیں پڑھ سکتی تب بھی نماز اس پر واجب ہو گئی، بعد میں قضا پڑھنا لازم ہو گا اور اگر پورے دس دن ہو اور وقت اتنا تنگ ہو کہ صرف اللہ اکبر کہہ سکتی ہو اور نہانے کی بھی گنجائش نہ ہو تو بھی نماز واجب ہے۔ بعد میں اس کی قضا کرے گی۔

8: اگر رمضان المبارک میں رات کو پاک ہوئی تو ایسی صورت میں اگر پورے دس دن تک حیض آیا ہو اور ایسے وقت میں پاک ہوئی کہ صرف "اللہ اکبر" بھی نہیں کہہ سکتی کہ سحری کا وقت ختم ہو گیا تب بھی صبح کا روزہ واجب ہے، اس کو چاہیے کہ نیت کرے اور صبح کو غسل کر لے۔

9: اگر دس دن سے کم حیض آیا اور ایسے وقت پاک ہوئی کہ صرف فرائض غسل ادا کر کے غسل تو کر لے گی لیکن روزہ کا وقت ختم ہونے سے پہلے "اللہ اکبر" تک نہیں کہہ سکتی تب بھی روزہ واجب ہو گا۔ اگر غسل نہ کیا ہو تو چاہیے کہ روزے کی نیت کر لے اور غسل بعد میں کر لے۔

10: اگر خون دس دن سے کم آیا اور ایسے وقت بند ہوا کہ جلدی سے غسل کرنے کا بھی وقت نہیں ہے (یعنی ایسے وقت بند ہوا کہ بند ہوتے ہی فوراً غسل شروع کرے تب بھی نہ کر سکے) تو روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔ اس پر لازم ہے کہ سارا دن روزہ داروں کی طرح رہے، بعد میں اس روزہ کی قضا رکھے۔

11: ایک عورت پر کسی وجہ سے غسل واجب تھا اور ابھی غسل نہ کر پائی تھی کہ حیض آ گیا تو ایسی صورت میں اس پر غسل واجب نہیں رہا، جب حیض سے پاک ہو جائے تب غسل کر لے۔ ایک ہی غسل دونوں کی طرف سے کافی ہو جائے گا۔

12: حیض کے دنوں میں مستحب ہے کہ نماز کا وقت آنے پر وضو کر کے کسی پاک جگہ بیٹھ کر تھوڑی دیر اللہ اللہ کر لیا کرے تاکہ نماز کی عادت نہ چھوٹے اور پاک ہو جانے کے بعد نماز سے دل نہ گھبرائے۔

نفاس کی تعریف:

بچہ پیدا ہو جانے کے بعد رحم سے جو خون آتا ہے اسے "نفاس" کہتے ہیں۔

نفاس کی کم سے کم مدت متعین نہیں ہے۔ اگر ایک آدھ گھنٹہ بھی خون آ کر بند ہو جائے تو بھی نفاس ہے۔ نیز ایسا بھی ممکن ہے کہ بچہ پیدا ہونے کے بعد کسی کو بالکل خون نہ آئے۔ نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے۔ اس کے بعد جو خون آئے وہ استحاضہ ہے۔

مسائل:

1: اگر حمل گر گیا اور اس کے بعد خون آیا تو ایسی صورت میں اگر بچے کا ایک آدھ عضو بن گیا ہو تو اس کے بعد آنے والا خون نفاس کا ہے، اور اگر بچے کا کوئی عضو نہ بنا ہو، بس گوشت کا لوتھڑا ہی ہو تو اس کے بعد آنے والا خون "نفاس" نہیں ہے۔ مدت و عادت دیکھنے کے بعد اگر وہ خون حیض بن سکے تو حیض ہو گا ورنہ استحاضہ ہو گا۔

2: کسی کے ہاں پہلے بچے کی پیدائش ہوئی اور خون چالیس دن یا اس سے کم آیا تو یہ سب نفاس ہے اور اگر چالیس دنوں سے بڑھ گیا تو چالیس دن نفاس کے ہیں اور جو خون زائد ہو وہ استحاضہ ہے۔ فوراً نہا دھو کر نماز پڑھنا شروع کر دے، خون کے بند ہونے کا انتظار نہ کرے۔ اگر یہ پہلا بچہ نہیں ہے بلکہ اس سے پہلے بھی بچے کی پیدائش ہو چکی ہے اور خون چالیس دن یا اس سے کم آیا تو یہ سب نفاس ہے اور اگر چالیس دنوں سے بڑھ گیا تو یہ عورت اپنی

عادت کو دیکھے کہ پہلے کتنے دن نفاس آیا تھا؟ جتنے دن نفاس کی عادت ہو اتنے دن نفاس کے شمار کرے، باقی استحاضہ ہے۔ مثلاً کسی کی عادت تیس دن نفاس آنے کی ہے اور اب کی بار تیس دن پر بھی بند نہ ہو تو ایسی صورت میں غسل نہ کرے بلکہ انتظار کرے۔ اگر چالیس دن پر بند ہو گیا تو یہ سب نفاس ہے اور اگر چالیس دن سے بڑھ گیا تو تیس دن نفاس کے ہیں، باقی سب استحاضہ ہے۔ اب غسل کر کے ان دس دنوں کی نماز قضا کرے۔

حیض و نفاس کے مشترک احکام:

1: حیض و نفاس کی حالت میں نماز تو بالکل معاف ہے البتہ پاک ہونے پر روزہ کی قضا کرنا ہو گی۔

2: جس عورت پر غسل واجب ہو جیسے جنبی یا حیض و نفاس والی تو اس کو مسجد میں جانا، کعبۃ اللہ کا طواف کرنا، کلام مجید پڑھنا اور کلام مجید کا چھونا جائز نہیں ہے۔

3: حالت نفاس، حیض اور جنابت میں قرآن پاک پڑھنے کی اجازت نہیں ہے، نہ زبانی نہ ہی دیکھ کر، پوری آیت پڑھنا تو بالکل جائز نہیں ہے لیکن اگر پوری آیت نہ پڑھے بلکہ آیت کا چھوٹا سا ٹکڑا یا آدھی آیت پڑھے تو جائز ہے لیکن وہ آدھی آیت بھی اتنی بڑی نہ ہو کہ کسی چھوٹی آیت کے برابر ہو جائے۔

4: حالت نفاس، حیض اور جنابت میں اگر پوری سورۃ فاتحہ دعا کی نیت سے پڑھے، تلاوت کی نیت سے نہ پڑھے تو جائز ہے۔ اسی طرح دعا کے مضمون پر مشتمل آیات بھی دعا کی نیت سے پڑھنا درست ہے جیسے ﴿رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ اور ﴿رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِیْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا﴾ وغیرہ۔

5: اگر کوئی عورت قرآن مجید پڑھاتی ہے تو ایسی حالت میں اس کے لیے "ہجے" کروانا درست ہے اور رواں کرواتے وقت پوری آیت پڑھنا جائز نہیں بلکہ ایک ایک، دو دو لفظ کے بعد سانس توڑ دیا کرے اور کاٹ کاٹ کر آیت رَواں کروائے۔

6: حیض و نفاس کی حالت میں کلمہ طیبہ، درود شریف، اسمائے حسنیٰ، کوئی وظیفہ یا دعائے قنوت وغیرہ پڑھنا جائز ہے، منع نہیں۔

مشق نمبر 1

مختصر جواب دیجیے:

1: نجاست کی بنیادی اقسام کتنی ہیں؟ پھر ہر ایک قسم کی مزید کون سی اقسام ہیں؟ صرف نام تحریر کریں۔

2: نجاست غلیظہ اگر نظر آنے والی ہو جیسے خون تو اسے کس طرح پاک کریں گے؟

3: حکم کے اعتبار سے مطلق پانی کی کتنی اقسام ہیں؟ صرف نام تحریر کرتے ہوئے "طاہر مطہر مکروہ" کی وضاحت کریں اور مثال بھی دیں۔

4: "دباغت" کسے کہتے ہیں؟ وضاحت کریں۔

5: حلال جانوروں، حرام پرندوں اور ایسی مرغی کے جوٹھے کا حکم بیان کریں جو کھلی پھرتی رہتی ہو اور نجاست بھی کھاتی ہو۔

6: قضائے حاجت کے 7 آداب بیان کریں۔ بیت الخلاء میں داخل ہونے اور باہر نکلنے کی دعا بھی تحریر کریں۔

7: وضو کے چار فرائض اور تیرہ سنتیں تحریر کریں۔

8: کون سی نیند سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور کون سی نیند سے نہیں؟

9: غسل کتنی چیزوں سے فرض ہوتا ہے؟ وضاحت کریں۔

10: شرعی معذور کسے کہتے ہیں اور اس کے نماز پڑھنے کا طریقہ کیا ہے؟

11: موزے کی تعریف، موزہ پر مسح کرنے کی شرائط اور مسح کا طریقہ تحریر کیجیے۔

12: تیمم کا لغوی و شرعی معنی لکھنے کے بعد تیمم کے فرائض اور سنتوں کو تحریر کر نا مت بھولیں۔

13: حیض و نفاس کی حالت میں قرآن کریم پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ نیز اس حالت میں کلمہ طیبہ، درود شریف، اسمائے حسنیٰ، کوئی وظیفہ یا دعائے قنوت وغیرہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

14: حیض اور نفاس کی کم از کم اور زیادہ سے زیادہ مدت تحریر کریں۔

15: استحاضہ کا کیا حکم ہے؟ اس میں نماز، روزہ وغیرہ کے احکام کیا ہیں؟

صحیح جواب کا انتخاب کیجیے:

1: ''دباغت''کا معنی ہے:

پھلوں سے رس نکالنا کھال کو پاک کرنا جلا کر صاف کرنا

2: نجاستِ حکمیہ کی قسمیں ہیں:

4 3 2

3: حکم کے اعتبار سے مطلق پانی کی اقسام ہیں:

7 5 10

4: یہ مقید پانی کی مثال ہے:

عرقِ گلاب انسان کا جوٹھا مستعمل پانی

5: پانی کے اوصاف کی تعداد ہے:

4 3 5

6: وضو میں ایک بار چوتھائی سر کا مسح کرنے کی حیثیت ہے:

فرض مستحب مسنون

7: ''ضحک''کا معنی ہے:

بغیر آواز مسکرانا ایسا ہنسنا کہ ساتھ والا آواز نہ سنے ایسا ہنسنا کہ ساتھ والا آواز سنے

8: میت کو غسل دینے کے بعد غسل دینے والے کے لیے غسل کرنا ہے:

فرض واجب مستحب

9: وضو کی سنتیں ہیں:

13 15 17

10: تیمم کا لغوی معنی ہے:

وعدہ کرنا ارادہ کرنا اندازہ لگانا

11: عورت کے رحم سے آنے والا خون اتنے قسم کا ہو سکتا ہے:

3 7 6

12: بلوغت کی عمر یعنی نو سال سے پہلے آئے جو خون آئے وہ کہلاتا ہے:

حیض نفاس استحاضہ

خالی جگہ پر کیجیے:

1: پاکیزگی ایمان کا........... ہے۔

2: الکوحل اگر انگور، کھجور، چھوہارے، کشمش سے بنایا گیا ہو تو وہ........... ہے۔

3: گھوڑے، گدھے، خچر کی لید اور گدھے، خچر کا پیشاب، جانوروں کا بہتا ہوا خون، شراب یہ تمام چیزیں .... ہیں۔

4: .... وہ پانی ہے جس سے طہارت حاصل کرنے کی نیت سے وضو یا غسل کیا گیا ہو۔

5: وہ سفید مادہ جو کسی بیماری یا کوئی وزنی چیز اٹھانے کی وجہ سے یا پیشاب کرنے کے بعد بغیر کسی وجہ کے نکلے اسے........... کہتے ہیں۔

6: مقیم کے لیے مدتِ مسح .... اور مسافر کے لیے........... ہے۔

7: عورت جب........... سال کی ہو تو اس کی عمر "بڑھاپے والی عمر" کہلاتی ہے۔

8: جو طہر جو کم از کم پندرہ دن یا اس سے زیادہ ہو........... کہلاتا ہے۔

9: حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت........... دن ہے۔

10: حمل کے زمانے میں اگر خون آجائے تو وہ........... ہے۔

11: نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت........... دن ہے۔

12: بالغ مرد یا عورت........... والی نماز میں بیداری کی حالت میں قہقہہ لگا کر ہنسیں تو وضو بھی ٹوٹ جاتا ہے اور نماز بھی۔

غلط اور درست کی نشاندہی کیجیے:

1: بے وضو ہونے کی حالت کو "حدثِ اکبر" کہتے ہیں۔

2: حلال جانوروں کا پیشاب نجاستِ غلیظہ ہے۔

3: خچر، گدھے کا جوٹھا پانی طاہر مشکوک ہے۔

4: مستعمل پانی سے نجاستِ حقیقیہ دور کرنا جائز ہے۔

5: بلی کا جوٹھا پاک ہے لیکن اس سے طہارت حاصل کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔

6: پیشاب یا پاخانہ اپنے مخرج سے ایک درہم سے زائد مقدار بڑھ جائے تو ڈھیلے سے استنجا کرنا جائز ہے۔

7: غالب گمان ہو کہ اگر پانی استعمال کر لیا تو معذور ہو جائے گا یا مر جائے گا تو ایسی حالت میں تیمم جائز ہے۔

8: جن چیزوں سے وضو ٹوٹتا ہے ان سے تیمم نہیں ٹوٹتا۔

9: موزہ اتنا چھوٹا ہو جو ٹخنے کو بھی نہ چھپا سکتا ہو تب بھی اس پر مسح جائز ہے۔

10: حیض کی کم از کم مدت پانچ دن پانچ رات (یعنی 120 گھنٹے) ہے

11: حیض کے زمانے میں بیوی کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا کھانا جائز ہے۔

12: حیض و نفاس کی حالت میں کلمہ طیبہ، درود شریف، اسمائے حسنیٰ، کوئی وظیفہ یا دعائے قنوت وغیرہ پڑھنا جائز ہے۔

باب دوم: نماز کے احکام و مسائل

اس باب میں درج ذیل عنوانات کا بیان ہو گا:

1: نماز کی اہمیت و اقسام
2: نماز کی فرضیت کی شرائط
3: نمازوں کی رکعات اور اوقات
4: اذان و اقامت کے احکام و مسائل
5: نماز کے فرائض
6: نماز کے واجبات
7: نماز کی سنتیں
8: نماز کے مستحبات
9: نماز کے مکروہات
10: نماز کے مفسدات
11: نماز پڑھنے کا طریقہ
12: جماعت کے فضائل و احکام
13: سُترہ کے مسائل
14: نمازِ وتر کے احکام و مسائل
15: نفل نمازیں
16: مریض کی نماز کے احکام
17: مسافر کے احکام
18: قضا نمازوں کے احکام و مسائل
19: سجدہ سہو کا بیان
20: سجدہ تلاوت کے مسائل
21: جمعۃ المبارک کے احکام و مسائل
22: تراویح کے احکام و مسائل
23: عیدین کے احکام و مسائل
24: میت کے احکام و مسائل

نماز کی اہمیت واقسام

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۗ وَ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ﴾

سورة البقرة:238

ترجمہ: سب نمازوں کی پابندی کیا کرو خصوصاً درمیان والی نماز (یعنی نمازِ عصر) کی اور اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی سے باادب کھڑے ہوا کرو۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ زَمَنَ الشِّتَاءِ وَالْوَرَقُ يَتَهَافَتُ فَأَخَذَ بِغُصْنَيْنِ مِنْ شَجَرَةٍ قَالَ: فَجَعَلَ ذٰلِكَ الْوَرَقُ يَتَهَافَتُ، قَالَ: فَقَالَ: يَا أَبَا ذَرٍّ! قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ! قَالَ: "إِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ لَيُصَلِّ الصَّلَاةَ يُرِيْدُ بِهَا وَجْهَ اللهِ فَتَهَافَتُ عَنْهُ ذُنُوبُهُ كَمَا يَتَهَافَتُ هٰذَا الْوَرَقُ عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ.

مسند احمد: رقم الحدیث 21556

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سردی کے موسم میں باہر تشریف لائے جب پتے (درختوں سے) جھڑ رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک درخت کی دو ٹہنیوں کو پکڑ لیا۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: شاخ سے پتے (مزید) گرنے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابو ذر! میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! میں حاضر ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مسلمان بندہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ اسی طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح یہ پتے اس درخت سے جھڑ رہے ہیں۔

نماز؛ اسلام کا دوسرا رکن ہے۔ قرآن وحدیث میں اس کی بہت زیادہ تاکید آئی ہے۔ نماز کا منکر کافر اور اس کا تارک فاسق ہے۔

صلوٰۃ (نماز) کا لغوی واصطلاحی معنی:

لغت میں صلوٰۃ کا معنی ہے: دعا

اصطلاحِ شریعت میں صلوٰۃ (نماز) ان اقوال اور افعال کے مجموعے پر مشتمل عبادت کا نام ہے جو مخصوص شرائط کے ساتھ تکبیر سے شروع ہو کر سلام پر ختم ہوتی ہے۔

نماز کی اقسام:

نماز کی ابتداءً دو قسمیں ہیں:

[1]: جو رکوع و سجود پر مشتمل ہو۔ جیسے پنجگانہ نماز، عیدین۔

[2]: جو رکوع و سجود پر مشتمل نہ ہو۔ جیسے نمازِ جنازہ۔

پھر جو نماز رکوع و سجود پر مشتمل ہو اس کی مزید تین قسمیں ہیں:

1: فرض نماز: پنجگانہ نمازیں، نمازِ جمعہ۔

2: واجب نماز: نمازِ وتر، عیدین، وہ نوافل جو شروع کر کے توڑ دی جائیں، طواف کے بعد کی دو رکعت، نذر مانی ہوئی نفل نماز۔

3: نفل نماز: تہجد، اشراق، چاشت، اوابین، صلوٰۃ التسبیح، تحیۃ الوضوء، تحیۃ المسجد وغیرہ۔

نماز کی فرضیت کی شرائط:

جس شخص میں درج ذیل شرائط پائی جائیں اس پر نماز فرض ہے:

[1]: مسلمان ہونا۔ کافر پر نماز فرض نہیں کیونکہ وہ احکامِ شریعت کا مکلف نہیں۔

[2]: بالغ ہونا۔ نابالغ پر نماز فرض نہیں۔

[3]: عاقل ہونا۔ مجنون، دیوانے پر نماز فرض نہیں۔

نابالغ پر نماز فرض نہیں لیکن والدین کو چاہیے کہ جب بچہ سات سال کا ہو جائے تو اسے نماز پڑھنے کا حکم دیں اور جب دس سال کا ہو جائے تو نماز نہ پڑھنے پر اسے مناسب سزا دیں تا کہ اس عمر میں عادت بن جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: جب تمہاری اولاد سات سال کی ہو جائے تو اسے نماز پڑھنے کا حکم دیا کرو اور جب وہ دس سال کی عمر کو پہنچ جائیں تو (نماز نہ پڑھنے پر) انہیں (مناسب) سزا دیا کرو۔

مسند احمد: رقم الحدیث 6689

نمازوں کی رکعات اور اوقات

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا﴾

سورۃ النساء:103

ترجمہ: بے شک نماز مومنین پر مقررہ اوقات میں فرض کی گئی ہے۔

نمازوں کی رکعات اور اوقات کی تفصیل یہ ہے:

نمازِ فجر:

نماز فجر کی چار رکعات ہیں؛ دو سنتِ مؤکدہ اور دو فرض۔

نمازِ فجر کا وقت صبحِ صادق کے طلوع ہونے سے لے کر طلوعِ شمس تک ہوتا ہے۔ رات کے آخری حصے میں صبح ہونے سے پہلے مشرق کی جانب افق پر مشرق سے مغرب تک ایک سفیدی دکھائی دیتی ہے جو کچھ ہی دیر میں ختم ہو جاتی ہے۔ اسے "صبح کاذب" کہتے ہیں۔ اس کے کچھ دیر بعد مشرق کی جانب آسمان کے کناروں پر چوڑائی میں ایک سفیدی دکھائی دیتی ہے جو آہستہ آہستہ شمالاً جنوباً پھیلتی چلی جاتی ہے۔ چوڑائی میں دکھائی دینے والی یہ سفیدی "صبحِ صادق" کہلاتی ہے۔ اس وقت سے فجر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور سورج کا ذرا سا کنارہ نظر آنے تک رہتا ہے۔

فجر کا مستحب وقت یہ ہے کہ اسے خوب اجالا کر کے پڑھا جائے۔ یعنی ایسے وقت میں پڑھا جائے جس میں خوب روشنی پھیل جائے اور سورج طلوع ہونے میں اتنا وقت باقی ہو جس میں چالیس پچاس آیات آسانی سے تلاوت کی جا سکیں اور اگر نماز کا کسی وجہ سے اعادہ کرنا پڑے تو آسانی سے اعادہ بھی کیا جا سکے۔

نمازِ ظہر:

نمازِ ظہر کی بارہ رکعات ہیں؛ چار سنتِ مؤکدہ، چار فرض، دو سنتِ مؤکدہ اور دو نفل۔

نمازِ ظہر کا وقت زوالِ شمس کے بعد سے لے کر اس وقت تک رہتا ہے جب ہر چیز کا سایہ اس کے اصلی سایہ

کے علاوہ دوگنا ہو جائے۔ زوالِ شمس کی پہچان یہ ہے کہ جب سورج مشرق سے نکل کر بلند ہوتا چلا جاتا ہے تو اسی قدر دوسری جانب ہر چیز کا سایہ گھٹتا چلا جاتا ہے۔ ٹھیک دوپہر کو ایک وقت ایسا آتا ہے جب سایہ گھٹنا بند ہو جاتا ہے۔ یہ "زوال" کا وقت ہے۔

پھر جب سایہ بڑھنا شروع ہو جائے تو ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ عین زوال کے وقت جس چیز کا جتنا سایہ ہوتا ہے اسے "اصلی سایہ" کہتے ہیں۔ جب تک ہر چیز کا سایہ اس اصلی سایہ کو نکال کر دوگنا نہ ہو جائے تب تک ظہر کا وقت باقی رہتا ہے۔ مثلاً عین زوال کے وقت ایک چیز کا اصلی سایہ 6 انچ تھا، جب تک یہ سایہ 18 انچ نہ ہو جائے تب تک ظہر کا وقت باقی ہے۔

مستحب یہ ہے کہ گرمیوں میں ظہر کی نماز اس وقت پڑھی جائے جب گرمی کی تیزی ختم ہو جائے اور سردیوں میں اول وقت میں پڑھنا مستحب ہے۔

نمازِ عصر:

نمازِ عصر کی آٹھ رکعات ہیں؛ چار سنتِ غیر مؤکدہ اور چار فرض۔

مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق جب ظہر کا وقت ختم ہو جائے یعنی ہر چیز کا سایہ؛ سایہ اصلی کو نکال کر دوگنا ہو جائے تو اس وقت سے لے کر غروب آفتاب تک عصر کا وقت رہتا ہے۔

عصر کا مستحب وقت یہ ہے کہ اس کو بھی دیر سے پڑھا جائے البتہ اتنی دیر نہ ہو کہ سورج زرد ہونے لگے۔

نمازِ مغرب:

نمازِ مغرب کی سات رکعات ہیں؛ تین فرض، دو سنتِ مؤکدہ اور دو نفل۔

نمازِ مغرب کا وقت غروبِ آفتاب سے لے کر مغرب کی طرف آسمان کے کنارے پر سرخی کے باقی رہنے تک ہے۔

مستحب یہ ہے کہ سورج کے غروب ہوتے ہی اذان کے فوراً بعد مغرب کی نماز ادا کر لی جائے۔ نمازِ مغرب کی ادائیگی میں اتنی تاخیر کرنا کہ ستارے خوب روشن ہو جائیں مکروہ ہے۔

نمازِ عشاء:

نمازِ عشاء کی سترہ رکعات ہیں؛ چار سنتِ غیر مؤکدہ، چار فرض، دو سنتِ مؤکدہ، دو نفل، تین وتر، دو نفل۔

جب مغرب کی طرف آسمان سے سرخی ختم ہو جائے تو اس وقت سے عشاء کی نماز کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور صبحِ صادق تک رہتا ہے۔

مستحب یہ ہے کہ عشاء کی نماز ایک تہائی رات تاخیر کر کے پڑھی جائے۔ آدھی رات تک تاخیر کرنا جائز ہے البتہ آدھی رات کے بعد تک تاخیر کرنا مکروہ ہے۔

نمازِ جمعہ:

نمازِ جمعہ کی چودہ رکعات ہیں: چار سنت مؤکدہ، دو فرض، چار سنت مؤکدہ، دو سنت غیر مؤکدہ اور دو نفل۔

جمعہ کی نماز کا وقت وہی ہے جو ظہر کی نماز کا ہے البتہ جمعہ کی نماز اول وقت میں پڑھنا مسنون ہے۔

فائدہ: نماز جمعہ میں بعد والی چار سنتِ مؤکدہ کے بعد والی دو سنتوں کے بارے میں دونوں قول منقول ہیں؛ ایک مؤکدہ ہونے کا اور دوسرا غیر مؤکدہ ہونے کا۔ راجح قول اگرچہ "غیر مؤکدہ" ہونے کا ہے تاہم احتیاط اسی میں ہے کہ یہ دو سنتیں بھی ادا کر لی جائیں۔

نمازِ عیدین:

نمازِ عید کی دو رکعات ہیں۔

عیدین کا وقت سورج کے اچھی طرح نکل آنے کے بعد شروع ہوتا ہے اور زوال سے پہلے تک باقی رہتا ہے۔ سورج کے اچھی طرح نکل آنے سے مراد یہ ہے کہ سورج کی زردی ختم ہو جائے اور اس کی روشنی اتنی تیز ہو جائے جس پر نگاہ جمانا مشکل ہو۔

اذان واقامت کے احکام ومسائل

اذان کا لغوی معنی ہے: خبر دینا۔

اذان کا شرعی معنی ہے: مخصوص الفاظ اور شرائط کے ساتھ نماز کی خبر دینا۔

اقامت کا لغوی معنی ہے: کسی چیز کو قائم کرنا، کسی چیز کو کھڑا کرنا۔

اقامت کا شرعی معنی ہے: نماز کی ادائیگی کے لیے جمع ہونے والے لوگوں کو مخصوص الفاظ کے ساتھ نماز کھڑی ہونے کی اطلاع دینا۔

اذان واقامت کا حکم:

1: نمازِ پنجگانہ کے فرائض کے لیے ایک بار اور نمازِ جمعہ کے لیے دو بار اذان کہنا مردوں پر سنتِ مؤکدہ ہے اور اس کا تارک گنہگار ہے۔

2: نمازِ پنجگانہ کے فرائض کے لیے اور نمازِ جمعہ کے لیے اقامت کہنا مردوں پر سنتِ مؤکدہ ہے۔ البتہ اذان کی تاکید اقامت کی تاکید سے زیادہ ہے۔

3: فرض نمازوں کے علاوہ کسی اور نماز کے لیے اذان واقامت مسنون نہیں؛ چاہے وہ فرض کفایہ ہو، واجب ہو، سنت ہو یا نفل ہو جیسے نمازِ جنازہ، وتر، تراویح وغیرہ۔

اذان واقامت کے کلمات:

اذان کے درج ذیل پندرہ کلمات ہیں:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ [اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے]

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ [اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے]

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ [میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں]

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ [میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں]

اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ [میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں]

اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ [میں گواہی دیتاہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں]

حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ [نماز کی طرف آؤ]

حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ [نماز کی طرف آؤ]

حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ [کامیابی کی طرف آؤ]

حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ [کامیابی کی طرف آؤ]

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ [اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے]

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ [اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں]

فجر کی اذان میں "حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ" کے بعد ان کلمات کا اضافہ کیا جاتا ہے:

اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ [نماز نیند سے بہتر ہے]

اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ [نماز نیند سے بہتر ہے]

اقامت کے کلمات بھی اذان کے کلمات کی طرح ہیں البتہ اقامت میں "حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ" کے بعد ان کلمات کا اضافہ کیا جاتا ہے:

قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ [بے شک نماز کھڑی ہو گئی ہے]

قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ [بے شک نماز کھڑی ہو گئی ہے]

اذان واقامت کی شرائط:

1: اذان واقامت کہنے والے کا مسلمان ہونا۔

2: اذان واقامت کہنے والے کا مرد ہونا۔ عورت کی اذان واقامت مکروہِ تحریمی ہے۔ اگر کسی عورت نے اذان کہی تو اس کا اعادہ واجب ہے البتہ اقامت کا اعادہ نہیں ہو گا۔

3: اذان واقامت کہنے والے کا عاقل ہونا۔ لہٰذا مجنون، نشہ کرنے والا اور ناسمجھ بچے کی اذان واقامت مکروہ ہے۔ اگر ان میں سے کسی نے اذان کہی تو اس کا اعادہ واجب ہے البتہ اقامت کا اعادہ نہیں ہو گا۔

4: اذان واقامت کہنے والے کا جنابت سے پاک ہونا۔ جنابت کی حالت میں اذان واقامت کہنا مکروہِ تحریمی

ہے البتہ ایسی صورت میں اذان کا اعادہ مستحب ہے، اقامت کا اعادہ نہیں ہو گا۔

5: اذان و اقامت کے الفاظ کا عربی زبان میں ہونا اور وہی الفاظ ہونا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں۔

6: جس نماز کے لیے اذان کہی ہو اس نماز کا وقت ہونا۔

اذان کے سنن و مستحبات:

1: مؤذن کا باوضو ہونا مستحب ہے۔

2: مؤذن کا ضروری مسائل اور نماز کے اوقات سے واقف ہونا مستحب ہے۔

3: مؤذن کا پرہیز گار اور دیندار ہونا مستحب ہے۔

4: مؤذن کا بلند آواز والا ہونا مستحب ہے۔

5: اذان کہتے وقت قبلہ رخ ہونا مستحب ہے۔

6: اذان کہتے وقت کانوں کے سوراخ میں انگلیاں ڈالنا مستحب ہے۔

7: "حَيَّ عَلَى الصَّلٰوة" کہتے وقت دائیں جانب اور "حَيَّ عَلَى الْفَلَاح " کہتے وقت بائیں جانب چہرہ پھیرنا مسنون ہے۔

8: اذان کے الفاظ کا ٹھہر ٹھہر کر اور اقامت کے الفاظ کا جلدی جلدی ادا کرنا مسنون ہے۔ اسی طرح اذان میں ہر جملہ الگ الگ جبکہ اقامت میں دو دو جملے ملا کر پڑھے جائیں اور ہر جملے کے آخری حرف کو سکون یعنی جزم کے ساتھ وقف کیے بغیر پڑھا جائے۔

9: اذان کا جواب دینا مستحب ہے۔ چنانچہ جو الفاظ مؤذن کہے سامع انہی الفاظ کو زبان سے ادا کرتا جائے البتہ "حَيَّ عَلَى الصَّلٰوة" اور "حَيَّ عَلَى الْفَلَاح " کے جواب میں "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ" کہے اور "أَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْم " کے جواب میں "صَدَقْتَ وَبَرِرْتَ" کے الفاظ کہے۔ اقامت کا جواب بھی اسی طرح ہے کہ سامع الفاظ کو زبان سے ادا کرتا جائے البتہ "قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوة" کے جواب میں "اَقَامَهَا اللهُ وَاَدَامَهَا" کے الفاظ کہے۔

10: مؤذن اور سامعین سب کے لیے اذان کے بعد درود شریف پڑھ کر یہ دعا پڑھنا مستحب ہے:

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلَاۃِ الْقَائِمَۃِ آتِ مُحَمَّدَا نِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَحْمُوْدَا نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ.

ترجمہ: اے اللہ! اے اس دعوت کاملہ اور اس کھڑی ہونے والی نماز کے رب! تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور انہیں اس مقام محمود پر پہنچادے جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔ بے شک تو اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔

چند مسائل:

[1]: اذان جس طرح جماعت کی ادا نماز کے لیے مسنون ہے اسی طرح تنہا نماز پڑھنے، قضا نماز پڑھنے، مسافر اور مقیم ہر ایک کے لیے مسنون ہے۔

[2]: اگر محلہ کی مسجد میں اذان دی گئی ہو تو وہ پورے محلہ والوں کے لیے کافی ہے۔ اب اگر کوئی شخص کسی عذر کی بنا پر گھر میں انفرادی یا باجماعت نماز پڑھنا چاہے تو اس کے لیے محلہ کی مسجد میں کہی گئی اذان کافی ہے البتہ اپنی اذان واقامت کہنا مستحب ضرور ہے۔

[3]: اگر کسی کی کئی نمازیں قضا ہو چکی ہوں اور وہ انہیں ایک ہی وقت میں پڑھنا چاہتا ہو تو صرف پہلی نماز کی اذان دینا مسنون ہے اور باقی نمازوں کے لیے صرف اقامت کہے۔ البتہ ہر نماز کی قضا کے لیے اذان کہنا مستحب ہے۔

[4]: مؤذن کو چاہیے کہ اذان واقامت کے دوران کوئی دوسری بات نہ کرے۔ اگر کسی نے اذان واقامت کے دوران بہت زیادہ بات چیت کر لی تو اذان کا اعادہ کرے لیکن اقامت کا اعادہ نہ کرے۔

[5]: ایک مؤذن کا دو مسجدوں میں اذان کہنا مکروہ ہے۔ جہاں نماز پڑھنی ہو صرف وہیں اذان کہے۔

[6]: ان مواقع پر اذان کا جواب نہیں دینا چاہیے:

1:	نماز کی حالت میں	2:	خطبہ کے دوران	3:	دینی اسباق کے دوران
4:	کھانے پینے کے دوران	5:	پیشاب پاخانہ کے دوران	6:	غسل کے دوران
7:	حالت حیض میں	8:	حالت نفاس میں	9:	جماع کے دوران

نماز کے فرائض

نماز کی ادائیگی کے لیے کچھ چیزیں ایسی ہیں جنہیں نماز شروع کرنے سے پہلے سر انجام دینا ضروری ہے اور بعض چیزیں ایسی ہیں جنہیں نماز کے اندر سر انجام دینا ضروری ہے۔ اگر ان میں سے ایک بھی رہ جائے تو نماز نہیں ہو گی۔ نماز سے باہر والی ضروری چیزوں کو "شرائطِ نماز" اور نماز کے اندر والی ضروری چیزوں کو "ارکانِ نماز" کا نام دیا جاتا ہے۔ آسانی کے لیے شرائط اور ارکان دونوں پر "فرائضِ نماز" کا عنوان قائم کیا جاتا ہے۔

شرائطِ نماز:

1: جسم کا پاک ہونا

2: لباس کا پاک ہونا

3: ستر کا ڈھانپنا

مرد کا ستر ناف کے نیچے سے لے کر گھٹنے کے نیچے تک ہے اور عورت کا ستر چہرے، ہاتھوں اور پاؤں کے سوا سارا بدن ہے۔ اگر خواتین ایسے باریک کپڑے میں نماز پڑھیں جس میں سر، گردن، حلق، بازو، کہنیاں، کلائیاں نہ چھپ سکیں یا پنڈلیاں ظاہر ہوں تو ان کی نماز نہیں ہو گی۔

4: جس جگہ نماز پڑھنی ہو اس جگہ کا پاک ہونا

5: نماز کا وقت ہونا

6: قبلہ رخ ہونا

7: نماز کی نیت کرنا

ارکانِ نماز:

1: تکبیرِ تحریمہ کہنا

2: قیام کرنا یعنی کھڑا ہونا

3: قرأت کرنا یعنی قرآن کریم پڑھنا

4: رکوع کرنا

5: دونوں سجدے کرنا

6: آخری قعدہ میں "اَلتَّحِیَّات" پڑھنے کی مقدار بیٹھنا

نماز کے واجبات

1: فرض نمازوں کی پہلی دو رکعتوں کو قرأت کے لیے متعین کرنا۔

2: فرض نمازوں کی تیسری اور چوتھی رکعت کے علاوہ تمام نمازوں کی ہر رکعت میں سورت فاتحہ پڑھنا۔

3: فرض نمازوں کی پہلی دو رکعتوں، واجب، سنت اور نفل نمازوں کی تمام رکعتوں میں سورت فاتحہ کے بعد کوئی سورت یا تین چھوٹی آیات یا ایک بڑی آیت پڑھنا جو تین چھوٹی آیات کے برابر ہو۔

4: فاتحہ اور دوسری سورت کے درمیان ترتیب قائم رکھنا یعنی پہلے فاتحہ پڑھنا، پھر دوسری سورت۔

5: نماز کے فرائض میں ترتیب قائم رکھنا یعنی پہلے قیام، پھر قرأت، پھر رکوع، پھر سجود کرنا اور رکعتوں میں بھی ترتیب قائم رکھنا۔

6: قومہ کرنا یعنی رکوع سے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہونا۔

7: جلسہ کرنا یعنی دو سجدوں کے درمیان میں سیدھا بیٹھنا۔

8: تعدیلِ ارکان کرنا یعنی ہر فرض کی ادائیگی میں کم از کم ایک تسبیح (سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی) کی مقدار ٹھہرنا۔

9: قعدۂ اولیٰ کرنا یعنی تین اور چار رکعات والی نماز میں دو رکعتوں کے بعد تشہد کی مقدار بیٹھنا۔

10: دونوں قعدوں میں تشہد پڑھنا۔

11: فجر، مغرب، عشاء، جمعہ، عیدین، تراویح اور رمضان المبارک کے وتروں میں امام کا بلند آواز سے اور ظہر، عصر وغیرہ نمازوں میں آہستہ آواز سے قرأت کرنا۔

12: "السلام علیکم ورحمۃ اللہ" کہہ کر نماز ختم کرنا۔

13: نمازِ وتر میں قنوت کے لیے تکبیر کہنا اور دعائے قنوت پڑھنا۔

14: عیدین کی نماز میں چھے زائد تکبیریں کہنا۔

واجبات کا حکم یہ ہے کہ اگر ان میں سے ایک یا چند چیزیں بھول کر چھوٹ جائیں تو آخر میں سجدہ سہو کرنے سے نماز درست ہو جائے گی اور اگر جان بوجھ کر چھوڑ دی جائیں تو سجدہ سہو سے تلافی نہیں ہو گی اب نماز ہی دوبارہ پڑھنا ہو گی۔

نماز کی سنتیں

درج ذیل چیزیں نماز میں سنت ہیں:

1: تکبیر تحریمہ کہتے وقت مردوں کا دونوں ہاتھ کانوں تک اس طرح اٹھانا کہ ہتھیلیوں کا رخ قبلہ کی طرف ہو اور انگلیاں اوپر کی طرف سیدھی ہوں۔ مردوں کا اپنے ہاتھوں کو آستین یا چادر سے باہر نکال لینا سنت ہے، اگر کوئی عذر ہو تو الگ بات ہے۔ خواتین کا دونوں ہاتھ دوپٹے سے باہر نکالے بغیر کندھوں تک اس طرح اٹھانا کہ ہتھیلیوں کا رخ قبلہ کی طرف ہو اور انگلیاں اوپر کی طرف سیدھی ہوں۔ خواتین؛ مَردوں کی طرح کانوں تک ہاتھ نہ اٹھائیں۔

2: تکبیر تحریمہ کے بعد فوراً دونوں ہاتھ باندھنا۔ مرد ناف کے نیچے باندھیں اور خواتین سینے پر رکھیں۔

3: مردوں کا اس طرح ہاتھ باندھنا کہ دائیں ہتھیلی بائیں ہتھیلی پر رکھ لیں، دائیں انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے بائیں کلائی کو پکڑ لیں اور تین انگلیاں بائیں کلائی پر بچھا دیں۔ خواتین کا دونوں ہاتھ سینے پر بغیر حلقہ بنائے اس طرح رکھنا کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر آجائے۔

4: امام، مقتدی اور منفرد سب کا سورۃ فاتحہ ختم ہونے کے بعد آہستہ آواز سے آمین کہنا اگرچہ قرأت بلند آواز سے بھی ہو۔

5: مَردوں کا رکوع کی حالت میں خوب اچھی طرح جھک جانا کہ پیٹھ، سَر اور سُرین سب برابر ہو جائیں۔ خواتین کا رکوع میں معمولی جھکنا کہ دونوں ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں، مردوں کی طرح خوب اچھی طرح نہ جھکیں۔

6: رکوع میں مَردوں کا دونوں بازو پہلو سے جدا رکھنا۔ خواتین کا دونوں بازو پہلو سے ملا کر رکھنا۔

7: قَومہ میں امام کے لیے صرف "سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ" مقتدی کے لیے صرف "رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ" اور

منفرد کے لیے دونوں کہنا۔ امام کے لیے بھی "رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ" کہنا اچھا ہے۔

8: سجدے کی حالت میں مَردوں کا اپنے پیٹ کو رانوں سے الگ رکھنا اور بازو کا زمین سے اٹھا ہوا رکھنا۔ خواتین کا سجدے میں خوب سمٹ کر اس طرح سجدہ کرنا کہ پیٹ رانوں سے بالکل مل جائے۔ بازو بھی پہلوؤں سے ملے ہوئے ہوں۔

9: دونوں قعدوں میں مَردوں کا اس طرح بیٹھنا کہ دایاں پاؤں انگلیوں کے بَل کھڑا ہو، اس کی انگلیوں کا رخ قبلہ کی جانب ہو، بایاں پاؤں زمین پر بچھا کر اس پر بیٹھے ہوئے ہوں اور دونوں ہاتھ رانوں پر اس طرح ہوں کہ انگلیوں کے سِرے گھٹنوں کی طرف ہوں۔ خواتین کا پاؤں کو کھڑا کرنے کے بجائے انہیں دائیں طرف نکال کر بچھا دینا اور جتنا ممکن ہو سکے انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف رکھنا۔

10: مقتدیوں کا ہر رکن کو امام کے ساتھ ساتھ ادا کرنا۔

11: امام کا حسبِ ضرورت بلند آواز سے سلام کرنا۔

12: سلام پھیرتے وقت امام تمام مقتدیوں اور موجود فرشتوں کی نیت کرے۔ مقتدی اپنے ساتھ شریک نمازیوں اور موجود فرشتوں کی نیت کریں۔ اگر امام؛ مقتدی کے دائیں جانب ہو تو دائیں سلام میں، اگر بائیں طرف ہو تو بائیں سلام میں، اگر بالکل سامنے ہو تو دونوں سلاموں میں امام کو سلام کرنے کی نیت کرنا۔

نماز کی سنتوں کا حکم یہ ہے کہ اگر جان بوجھ کر چھوڑ دی گئیں تو نماز مکروہ ہو گی لیکن سجدہ سہو لازم نہیں ہو گا اور اگر بھول کر رہ جائیں تو نماز مکروہ نہیں ہو گی۔

نماز کے مستحبات

نماز میں درج ذیل پانچ امور مستحب ہیں:

1: تکبیرِ تحریمہ کہتے وقت آستین سے دونوں ہتھیلیاں نکال لینا جبکہ عورتوں کا اپنے ہاتھوں کو دوپٹے کے اندر چھپائے رکھنا۔

2: رکوع اور سجدے میں منفرد (اکیلا نماز پڑھنے والا) کو تین سے زائد مرتبہ تسبیح پڑھنا۔

3: قیام کی حالت میں سجدے کی جگہ پر، رکوع کی حالت میں قدموں پر، جلسہ (دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا) اور قعدہ میں اپنی گود پر اور سلام کے وقت اپنے کندھوں پر نگاہ رکھنا۔

4: جس قدر ممکن ہو کھانسی نہ آنے دینا۔

5: جس قدر ممکن ہو جمائی کو روکنا۔ اگر جمائی آجائے تو قیام کی حالت میں دائیں ہاتھ اور باقی حالتوں میں بائیں ہاتھ کی پشت سے منہ ڈھانپ لینا۔

6: جب مؤذن اقامت کہہ چکے تو امام کا تکبیرِ تحریمہ کہہ کر نماز شروع کرنا۔

مستحبات کا حکم یہ ہے کہ انہیں سرانجام دینے سے ثواب ملتا ہے اور اگر کوئی انہیں چھوڑ دے تو نماز میں کمی نہیں آتی اور نہ ہی نماز مکروہ ہوتی ہے۔

نماز کے مکروہات

1: ہاتھ یا؛ سر کے اشارے سے سلام کا جواب دینا۔

2: مسلسل آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنا۔

3: چہرہ یا نگاہ پھیرتے ہوئے اِدھر اُدھر دیکھنا۔

4: منہ میں کوئی چیز رکھ کر نماز پڑھنا۔

5: جمائی لینا یا بہ قدر ہمت نہ روکنا۔

6: کمر، کوکھ یا کولہے پر ہاتھ رکھنا۔

7: پیشاب پاخانہ کا تقاضا ہوتے ہوئے نماز پڑھنا۔

8: انگلیاں چٹخانا، انگلیوں میں انگلیاں ڈالنا۔

9: آیتیں، تسبیحات انگلیوں پر شمار کرنا۔

10: انگڑائی لینا۔

11: آلتی پالتی مار کر بیٹھنا (بلا عذر)۔

12: کسی کے چہرے کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا۔

13: بدن یا کپڑوں سے کھیلنا۔

14: کام کاج، نیند یا ورزش کے ردی کپڑے پہن کر نماز پڑھنا۔

15: جان دار کی تصویر والی جگہ نماز پڑھنا۔ ہاں اگر وہ تصویر پاؤں کے نیچے ہو یا اسے الٹا کر دیا جائے یا چھپا دیا جائے تو مکروہ نہیں۔

16: تصویر والا کپڑا پہن کر نماز پڑھنا۔

17: نماز میں اپنے کپڑوں کو سمیٹنا، سنبھالنا اور مٹی سے بچانا۔

نماز کے مفسدات

"مفسدات" ان چیزوں کو کہتے ہیں جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور اسے لوٹانا ضروری ہوتا ہے۔ چند مفسدات نماز یہ ہیں:

1: نماز میں کلام کرنا چاہے جان بوجھ کر ہو یا بھول کر، تھوڑا ہو یا زیادہ۔

2: سلام کرنا یعنی کسی کو سلام کرنے کے قصد سے سلام یا تسلیم یا السلام علیکم یا اس جیسا کوئی لفظ کہنا۔

3: سلام کا جواب دینا یا چھینکنے والے کو "یَرْحَمُكَ اللّٰهُ" یا نماز سے باہر والے کسی شخص کی دعا پر آمین کہنا۔

4: کسی بری خبر پر "إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ" پڑھنا یا کسی اچھی خبر پر "الحمد للہ" کہنا یا کسی عجیب بات پر "سبحان اللہ" کہنا۔

5: درد یا رنج کی وجہ سے آہ، اوہ یا اف کرنا۔

6: اپنے امام کے سوا کسی دوسرے کو لقمہ دینا یعنی قرأت بتانا۔

7: نماز میں قرآن کریم دیکھ کر پڑھنا۔

8: قرآن مجید پڑھنے میں ایسی غلطی کرنا جو معنی میں فساد کا سبب بنے۔

9: عمل کثیر کرنا یعنی کوئی ایسا کام کرنا جس سے دیکھنے والے یہ سمجھیں کہ یہ نماز نہیں پڑھ رہا۔

10: کھانا پینا جان بوجھ کر ہو یا بھول کر۔

11: دو صفوں کی مقدار برابر چلنا۔

12: قبلے کی طرف سے بلا عذر سینہ پھیر لینا۔

13: ناپاک جگہ پر سجدہ کرنا۔

14: ستر کھل جانے کی حالت میں ایک رکن (یعنی تین بار سبحان اللہ کہنے) کی مقدار ٹھہرنا۔

15: دعا میں ایسی چیز مانگنا جو بندوں سے مانگی جاتی ہے، مثلاً یہ کہنا کہ "یا اللہ! مجھے آج سو روپے دے دے"۔

16: درد یا مصیبت کی وجہ سے اس طرح رونا کہ آواز میں حروف ظاہر ہو جائیں۔

17: بالغ آدمی کا رکوع و سجود والی نماز میں قہقہے مار کر یا آواز سے ہنسنا۔

18: امام سے آگے بڑھ جانا۔

19: تکبیر تحریمہ کہتے وقت لفظ "اللہ" کے الف کو یوں کھینچ کر پڑھنا کہ شروع میں الف کا اضافہ ہو جائے یعنی "آللہُ أَکْبَر" پڑھنا اسی طرح "اَکْبَر" کی باء کو بڑھا کر "اَللہُ اَکْبَار" کہنا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ فِی الْعٰلَمِيْنَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

نماز پڑھنے کا طریقہ

ابتدائے نماز میں قیام کے وقت:

1: اپنا رخ قبلہ کی طرف کرلیں۔

2: سیدھے کھڑے ہو جائیں۔ نظر سجدہ کی جگہ پر ہونی چاہیے۔ گردن جھکا کر ٹھوڑی کو سینے سے لگا لینا مکروہ ہے اور سینے کو جھکا کر کھڑا ہونا بھی درست نہیں۔

3: پاؤں کی انگلیوں کا رخ قبلہ کی جانب رکھیں۔ پاؤں کو دائیں بائیں ترچھا رکھنا خلاف سنت ہے۔

4: دونوں پاؤں کے درمیان مناسب فاصلہ ہو۔ مثلاً چار انگلی جتنا ہونا چاہیے؛ نہ بہت زیادہ ہو اور نہ بہت کم۔ تاہم اگر چار انگلی جتنا فاصلہ رکھنا ممکن نہ ہو تو اپنی جسامت کے لحاظ سے جتنا مناسب ہو فاصلہ رکھا جائے۔ یہ خیال رہے کہ جان بوجھ کر نہ تو پاؤں بہت زیادہ پھیلائیں اور نہ بہت زیادہ سمیٹیں۔

5: دل میں نیت کرلیں کہ میں فلاں نماز پڑھ رہا ہوں۔ اگر کوئی انسان اطمینانِ قلب کے لیے زبان سے نیت کے الفاظ ادا کرلے تو اس کی نماز میں کوئی خرابی نہیں آئے گی، نماز بلا کراہت ادا ہو جائے گی لیکن زبان سے نیت کرنے کو لازم نہ سمجھا جائے۔

6: مرد دونوں ہاتھ کانوں تک اس طرح اٹھائیں کہ ہتھیلیوں کا رخ قبلہ کی طرف ہو اور انگلیاں اوپر کی طرف سیدھی ہو جائیں، انگوٹھے دونوں کانوں کی لو کے برابر آ جائیں۔ خواتین اپنے ہاتھوں کو دوپٹے سے نکالے بغیر کندھوں تک اٹھائیں، ہتھیلیاں قبلہ رخ رکھیں اور انگلیاں اوپر کی جانب سیدھی رکھیں۔ خواتین کے لیے کانوں تک ہاتھ اٹھانے کا حکم نہیں ہے۔

7: مذکورہ بالا طریقہ کے مطابق ہاتھ اٹھاتے وقت "اَللّٰہُ اَکْبَر" کہیں۔ مرد دونوں ہاتھ ناف کے نیچے اس طرح رکھیں کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر آ جائے، دائیں ہاتھ کے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے بائیں ہاتھ کی کلائی پکڑ لیں اور دائیں ہاتھ کی باقی تین انگلیاں بائیں کلائی پر پھیلا دیں۔ خواتین اپنے دونوں ہاتھ اس طرح سینہ پر رکھیں کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر آ جائے۔

8: اکیلے نماز پڑھنے کی حالت میں پہلی رکعت میں "سُبۡحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمۡدِكَ وَتَبَارَكَ اسۡمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَ لَا اِلٰهَ غَيۡرُكَ" آہستہ پڑھیں، اس کے بعد "اَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ" اور "بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ" بھی آہستہ پڑھیں، پھر سورہ فاتحہ پڑھیں اور جب "وَلَا الضَّآلِّيۡنَ" پر پہنچیں تو اس کے بعد آہستہ آواز میں "آمِيۡن" کہیں۔ پھر "بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ" پڑھ کر کوئی سورت پڑھیں یا کہیں سے بھی تین چھوٹی آیتیں یا ایک بڑی آیت پڑھیں۔

9: اگر امام کے پیچھے ہوں تو صرف "سُبۡحَانَكَ اللّٰهُمَّ" پڑھ کر خاموش ہو جائیں اور امام کی قرأت کو توجہ سے سنیں۔ اگر امام جہراً نہ پڑھ رہا ہو تو بھی خاموش رہیں۔ امام کے پیچھے نہ فاتحہ پڑھیں نہ کوئی اور سورت۔

10: جب خود قرأت کر رہے ہوں تو سورت فاتحہ پڑھتے وقت بہتر یہ ہے کہ ہر آیت الگ الگ پڑھیں۔ کئی کئی آیات ایک سانس میں نہ پڑھیں۔ مثلاً "اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ" پر سانس توڑ دیں، پھر "اَلرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ" پر، پھر "مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ" پر، اسی طرح پوری سورت فاتحہ پڑھیں لیکن فاتحہ کے بعد کسی دوسری سورت کی قرأت کے وقت ایک سانس میں ایک سے زیادہ آیات بھی پڑھ لیں تو کوئی حرج نہیں۔

11: قیام کی حالت میں نگاہ سجدہ کی جگہ پر رکھیں۔

فائدہ: نماز کے جو احکام اوپر ذکر ہوئے ہیں ان میں سے نیت کرنا "شرط"، تکبیر تحریمہ کہنا "رکن" ہے، تکبیر تحریمہ میں خاص لفظ "اللہ اکبر" کہنا واجب ہے اور ہاتھ اٹھانے، باندھنے وغیرہ کی کیفیات "سنت" ہیں۔ نماز میں قیام اور قرأت بھی فرض ہے۔ فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت کے علاوہ ہر نماز کی ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے۔ سورۃ فاتحہ کے ساتھ کسی دوسری سورت کا ملانا یا کم از کم تین آیات کا پڑھنا اور اسی طرح سورۃ فاتحہ اور بعد والی سورت میں ترتیب رکھنا بھی واجب ہے۔ ثناء یعنی "سُبۡحَانَكَ اللّٰهُمَّ" پڑھنا، فاتحہ سے پہلے تعوذ، تسمیہ اور اختتام پر آمین کہنا اور فاتحہ پڑھنے کی وہ کیفیت جو ابھی بیان ہوئی کہ ایک ایک آیت الگ الگ سانس میں پڑھنا؛ یہ سب چیزیں سنت ہیں۔

رکوع میں:

1: قیام کے بعد رکوع کرنے کے لیے "اللہ اکبر" کہیں۔ جس وقت رکوع کے لیے جھکیں اسی وقت "تکبیر"

کہنا بھی شروع کر دیں اور رکوع میں پہنچنے پر ختم کر دیں۔

فائدہ: نماز میں ایک ہیئت سے دوسری ہیئت کی طرف جاتے ہوئے "اللہ اکبر" کہا جاتا ہے، اسے اصطلاح میں "تکبیرِ انتقال" کہتے ہیں۔ تکبیر ادا کرنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ جسم کی حرکت کے ساتھ ساتھ تکبیر جاری رہے، یعنی لفظ "اللہ اکبر" کی ادائیگی اس طور پر ہو کہ جیسے جسم کی حرکت شروع ہو ساتھ تکبیر بھی شروع ہو جائے اور حرکت ختم ہونے پر تکبیر بھی ختم ہو جائے۔

2: مرد رکوع میں اپنی انگلیوں کو کشادہ کرتے ہوئے گھٹنوں کو پکڑ لیں، اپنی کہنیوں کو پہلو سے جدا رکھیں، پشت کو سیدھا رکھیں اور سر کو برابر رکھیں، سر؛نہ پشت سے اونچا ہو اور نہ نیچا۔ خواتین رکوع کے وقت معمولی سا اس طرح جھکیں کہ ان کے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔ خواتین؛مردوں کی طرح گھٹنوں کو پکڑنے کے بجائے گھٹنوں پر صرف ہاتھ رکھیں اور اپنی کہنیوں کو اپنے پہلو سے خوب ملا کر رکوع کریں۔

3: کم از کم اتنی دیر رکوع میں رہیں کہ اطمینان سے تین مرتبہ "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ" کہا جاسکے۔

4: رکوع کی حالت میں نگاہ پاؤں کی پشت پر ہونی چاہیے اور دونوں پاؤں پر زور برابر دینا چاہیے۔

رکوع سے اٹھتے وقت:

1: رکوع سے اٹھتے وقت "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ" کہتے ہوئے اس قدر سیدھے ہو جائیں کہ جسم میں کوئی خم باقی نہ رہے۔

2: اس حالت کو "قومہ" کہتے ہیں اور اس میں بھی نگاہ سجدے کی جگہ پر ہی رہنی چاہیے۔

3: کھڑے ہونے کی حالت میں "رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ" کہیں۔

فائدہ: مذکورہ اعمال میں رکوع فرض ہے، قومہ (رکوع کے بعد کھڑا ہونا) واجب ہے، رکوع و قومہ کی کیفیات مسنون ہیں۔ رکوع میں تین مرتبہ تسبیح (سبحان ربی العظیم) سنت ہے، تین سے زائد طاق عدد مستحب ہے۔ قومہ میں تسمیع (سمع اللہ لمن حمدہ) اور تحمید (ربنالک الحمد) کہنا سنت ہے۔

سجدے کے وقت:

1: مرد اپنی پشت کو سیدھا رکھتے ہوئے سجدے میں جائیں، پہلے اپنے گھٹنے زمین پر رکھیں، اس کے بعد ہاتھ

زمین پر رکھیں، پھر ناک اور آخر میں پیشانی رکھیں۔ یہ خیال رکھیں کہ سجدے میں جاتے ہوئے پہلے سینہ آگے نہ جھکے بلکہ جب گھٹنے زمین پر لگ جائیں تب سینے کو جھکائیں۔ خواتین سینہ کو آگے جھکاتے ہوئے سجدے میں جائیں اور اسی ترتیب سے پہلے اپنے گھٹنے زمین پر رکھیں، اس کے بعد ہاتھ زمین پر رکھیں، پھر ناک اور آخر میں پیشانی رکھیں۔

2: مرد سجدہ میں اپنا پیٹ رانوں سے دور رکھیں، اپنی کہنیوں کو زمین سے بلند رکھتے ہوئے پہلو سے جدا رکھیں اور سرین کو اونچا کریں جبکہ خواتین خوب سمٹ کر سجدہ کریں کہ پیٹ رانوں سے مل جائے اور بازو پہلو سے۔ ساتھ ہی کہنیوں سمیت پورے بازو زمین پر بچھا دیں۔

3: مرد سجدہ کی حالت میں دونوں پاؤں کھڑے رکھیں اور ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف رکھیں۔ خواتین پاؤں کو کھڑا کرنے کے بجائے دائیں جانب نکال کر زمین پر بچھا دیں اور حتی الامکان پاؤں کی انگلیوں کا رخ قبلہ کی جانب رکھیں۔

4: سجدے کی حالت میں کم از کم اتنی دیر گزاریں کہ تین مرتبہ "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى" اطمینان کے ساتھ کہہ سکیں۔ پیشانی ٹیکتے ہی فوراً اٹھالینا منع ہے۔

دو سجدوں کے درمیان:

1: ایک سجدے سے اٹھ کر اطمینان سے بیٹھ جائیں پھر دوسرا سجدہ کریں۔

2: مرد سجدہ سے اٹھ کر اپنا بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھیں، دایاں پاؤں کھڑا رکھیں، دونوں ہاتھ رانوں پر رکھ کر انگلیوں کا رخ قبلہ کی جانب رکھیں۔ خواتین سجدہ سے اٹھ کر بائیں کولھے پر بیٹھیں اور دونوں پاؤں دائیں جانب نکال دیں۔ خواتین بھی مردوں کی طرح دونوں ہاتھ رانوں پر رکھ کر انگلیوں کا رخ قبلہ کی جانب رکھیں۔

3: بیٹھنے کے دوران نظر اپنی گود کی طرف ہونی چاہیے۔

4: اتنی دیر بیٹھیں کہ جس میں کم از کم ایک مرتبہ "سبحان اللہ" کہا جاسکے اور اگر اتنی دیر بیٹھیں کہ اس میں "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاجْزِنِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ" پڑھا جاسکے، تو بہتر ہے۔

دوسرا سجدہ کرنا اور اس سے اٹھنا:

1: دوسرے سجدے میں بھی اس طرح جائیں کہ پہلے دونوں ہاتھ زمین پر رکھیں، پھر ناک، پھر پیشانی۔

2: مرد وخواتین دونوں کے لیے سجدے کی ہیئت وہی ہونی چاہیے جو پہلے سجدے میں بیان کی گئی ہے۔

3: سجدے سے اٹھتے وقت پہلے پیشانی زمین سے اٹھائیں پھر ناک پھر گھٹنے۔

4: اٹھتے وقت زمین کا سہارا نہ لینا بہتر ہے لیکن اگر جسم بھاری ہو، بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے مشکل ہو تو سہارا لینا بھی جائز ہے۔

5: اٹھنے کے بعد ہر رکعت کے شروع میں سورہ فاتحہ سے پہلے "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" پڑھیں۔

قعدہ کرنے کا طریقہ:

1: قعدے میں بیٹھنے کا طریقہ وہی ہے جو سجدوں کے درمیان میں بیٹھنے کا ہے۔

2: قعدے میں بیٹھ کر التحیات پڑھیں۔

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ. اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

جب "اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ" پر پہنچیں تو شہادت کی انگلی اٹھا کر اشارہ کریں اور "اِلَّا اللهُ" پر گرا دیں۔

3: اشارے کا طریقہ یہ ہے کہ بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کو ملا کر حلقہ بنائیں، چھنگلی اور اس کے برابر والی انگلی کو بند کر لیں اور شہادت کی انگلی کو اس طرح اٹھائیں کہ انگلی قبلہ کی طرف جھکی ہوئی ہو، بالکل سیدھی آسمان کی طرف نہ اٹھانی چاہیے۔

4: "اِلَّا اللهُ" کہتے وقت شہادت کی انگلی تو نیچے کر لیں لیکن باقی انگلیوں کی جو ہیئت اشارے کے وقت بنائی تھی اس کو آخر تک برقرار رکھیں۔

5: اگر تین رکعات یا چار رکعات والی نماز ہو تو تشہد پڑھ کر درود شریف اور دعا پڑھے بغیر کھڑے ہو جائیں اور ایک یا دو رکعات اور پڑھ لیں۔ طریقہ وہی ہے جو پہلی دو رکعات میں بیان ہوا ہے البتہ فرض نماز کی آخری دو رکعتوں میں سورۃ الفاتحہ کے بعد کوئی اور سورت نہ ملائیں اور اگر فرض کے علاوہ کوئی واجب یا سنت نماز ہے تو سورۃ الفاتحہ کے بعد کوئی اور سورت بھی ملائیں۔

6: جب آخری رکعت پر بیٹھیں تو التحیات پڑھ کر درود شریف پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی إِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاهِیْمَ إِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ،
اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی إِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاهِیْمَ إِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ.

اور کوئی دعائے ماثور پڑھیں۔ مثلاً یہ دعا پڑھ لیں:

﴿رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ○ رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ○﴾

سلام پھیرتے وقت:

1: نماز کا اختتام سلام پر ہے۔ درود شریف اور دعا کے بعد دونوں طرف سلام پھیر دیں۔ سلام پھیرتے وقت گردن کو اتنا موڑیں کہ اگر آپ کے پیچھے کوئی انسان بیٹھا ہو تو اس کو آپ کے رخسار نظر آجائیں۔

2: سلام پھیرتے وقت نگاہ کندھے کی طرف ہونی چاہیے، جب دائیں طرف گردن پھیر کر "السلام علیکم ورحمۃ اللہ" کہیں تو یہ نیت کریں کہ دائیں طرف جو فرشتے ہیں ان کو سلام کر رہا ہوں اور بائیں طرف سلام پھیرتے وقت بائیں طرف والے فرشتوں کو سلام کرنے کی نیت کریں۔

فائدہ: مذکورہ اعمال میں دونوں سجدے فرض ہیں۔ سجدے میں جانے اور جمے رہنے کی کیفیات مسنون ہیں۔ تین مرتبہ تسبیح سنت اور زائد طاق عدد میں مستحب ہے۔ جلسہ (دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا) واجب ہے۔ جلسہ میں بیٹھنے، دوسرے سجدے میں جانے اور اٹھنے کی ترتیب و کیفیات مسنون ہیں۔ قیام میں نظر سجدہ کی جگہ، رکوع میں پاؤں پر، سجدے میں ناک پر، بیٹھنے کی حالت میں گود میں اور سلام پھیرتے وقت کندھے پر ہونا مستحب ہے۔

دعا مانگنے کا طریقہ:

دونوں ہاتھ اتنے اٹھائے جائیں کہ وہ سینے کے سامنے آجائیں اور ان کے درمیان معمولی سا فاصلہ ہو۔ دعا کرتے وقت ہاتھوں کے اندرونی حصے کو چہرے کے سامنے رکھیں۔

جماعت کے فضائل واحکام

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ﴾

سورۃ البقرۃ:43

ترجمہ: اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔ (اس میں جماعت کے ساتھ نماز کی ادائیگی کا حکم ہے۔)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلَاةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَعِشْرِيْنَ دَرَجَةً.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 645

ترجمہ: جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اکیلے نماز پڑھنے سے ستائیس درجہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

جماعت کا حکم:

1: نماز پنجگانہ کو جماعت کے ساتھ ادا کرنا مردوں کے لیے واجب یا کم از کم سنت مؤکدہ ہے جس کی تاکید واجب کے قریب ہے۔

2: نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے لیے بھی جماعت شرط ہے جس میں امام کے علاوہ تین بالغ افراد شامل ہوں ورنہ جمعہ کی نماز درست نہیں۔

3: نمازِ تراویح کے لیے جماعت سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے یعنی اگر بستی یا محلہ میں سے چند افراد نے جماعت سے ادا کر لی تو سب کی طرف سے کفایت ہو جائے گی۔

4: صلوٰۃ الکسوف (سورج گرہن کے وقت پڑھی جانے والی نماز) اور رمضان المبارک میں وتروں کی جماعت مستحب ہے۔

جماعت واجب ہونے کی شرائط:

جس شخص میں درج ذیل شرائط پائی جائیں اس پر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا واجب ہے:

[1]: مرد ہونا۔ عورتوں پر جماعت واجب نہیں۔

[2]: بالغ ہونا۔ نابالغ پر جماعت واجب نہیں۔

[3]: آزاد ہونا۔ شرعی غلاموں پر جماعت واجب نہیں۔ واضح رہے کہ آج کل شرعی غلاموں کا وجود نہیں ہے۔ آج سب آزاد سمجھے جاتے ہیں۔

[4]: عاقل ہونا۔ پاگل اور دیوانے پر جماعت واجب نہیں۔

[5]: ان تمام اعذار سے خالی ہونا جن میں جماعت واجب نہیں رہتی۔ چند اعذار یہ ہیں:

- اتنا لباس میسر نہ ہو جس سے ستر کو ڈھانپا جا سکے۔
- نماز کے وقت سخت بارش ہو رہی ہو۔
- نماز کے وقت سخت آندھی چل رہی ہو۔
- نماز کو جاتے ہوئے راستے میں کسی دشمن یا درندے کا خوف ہو۔
- مسجد جانے میں مال و اسباب کے چوری ہونے کا اندیشہ ہو اور حفاظت کا متبادل انتظام نہ ہو۔
- ایسی سخت سردی ہو کہ مسجد جانے میں بیمار ہونے یا پہلے سے لاحق بیماری کے بڑھ جانے کا اندیشہ ہو۔
- رات اندھیری ہو، مسجد تک راستہ دکھائی نہ دیتا ہو اور روشنی کا انتظام بھی نہ ہو۔
- قضائے حاجت کا شدید تقاضا ہو۔
- کھانا تیار ہو یا تیار ہونے کے قریب ہو لیکن بھوک اتنی سخت لگی ہو کہ نماز میں توجہ نہ لگنے کا اندیشہ ہو۔
- کسی بیمار کی تیمار داری کرنے والا ہو اور اگر جماعت کے لیے چلا گیا تو اس سے مریض کی تکلیف کے بڑھ جانے یا وحشت کا اندیشہ ہو۔
- کوئی شخص ایسا بوڑھا ہو جو بڑھاپے کی وجہ سے بہت کمزور ہو چکا ہو اور جماعت کے لیے نہ جا سکتا ہو۔
- نابینا ہونا۔ اگر نابینا ایسا ہو جو بلا تکلف اور بغیر کسی کی مدد لیے بازاروں اور محلوں میں چلتا پھرتا ہو تو اسے جماعت کے لیے مسجد جانا چاہیے۔

امامت کی شرائط:

امامت کے لیے درج ذیل شرائط کا پایا جانا ضروری ہے:

1: مسلمان ہونا۔ کافر کی امامت صحیح نہیں۔

2: عاقل ہونا۔ پاگل اور دیوانے کی امامت صحیح نہیں۔

3: بالغ ہونا۔ نابالغ کی امامت صحیح نہیں۔

4: مرد ہونا۔ عورت کی امامت صحیح نہیں۔

5: فرض قرأت (تین چھوٹی آیات یا ایک بڑی آیت جو تین چھوٹی آیات کے برابر ہوں) یاد ہونا۔ چنانچہ اَن پڑھ کی امامت صحیح نہیں۔

6: نماز سے مانع کسی عذر کا نہ پایا جانا۔ مثلاً اس کی نکسیر وغیرہ جاری نہ ہو۔

7: نماز کی شرائط میں سے کسی شرط کا مفقود نہ ہونا۔ مثلاً طہارت، ستر وغیرہ نہ چھوٹ رہے ہوں۔

اقتداء کے صحیح ہونے کی شرائط:

درج ذیل شرائط پائی جائیں تو امام کی اقتداء کرنا درست ہوتا ہے ورنہ اقتداء صحیح نہیں ہوتی۔

(1): مقتدی؛ نماز کی نیت کے وقت ہی امام کی اقتداء کی نیت کرے۔

(2): امام اور مقتدی دونوں کی جگہ متحد ہو۔ جگہ چاہے حقیقۃً متحد ہو جیسے دونوں ایک ہی مسجد میں نماز ادا کر رہے ہوں، یا حکماً متحد ہو جیسے نہر پر ایک پل بنا ہے۔ امام نہر کے ایک جانب ہے، کچھ مقتدی پل پر کھڑے ہیں اور کچھ نہر کی دوسری جانب ہیں۔ اب امام اور نہر کی دوسری جانب کے مقتدیوں کی جگہ اگرچہ حقیقۃً ایک نہیں ہے لیکن چونکہ درمیان میں صفیں موجود ہیں اس لیے دونوں کی جگہ حکماً ایک سمجھی جائے گی۔ ہاں اگر امام ایسی نہر کے ایک جانب ہو جس میں کوئی کشتی چل سکتی ہو اور مقتدی دوسری جانب ہوں یا ایک عام گزر گاہ ہو جس سے بیل گاڑی وغیرہ گزر سکتی ہو اور امام اس گزر گاہ کے ایک جانب ہو اور مقتدی دوسری جانب ہوں تو یہ دونوں؛ جگہ کے اعتبار سے متحد نہیں سمجھے جائیں گے۔ اس صورت میں اقتداء صحیح نہیں ہو گی۔

(3): مقتدی اور امام کی نماز کا الگ الگ نہ ہونا۔ چنانچہ اگر امام ظہر کی نماز پڑھ رہا ہو اور مقتدی نے عصر کی نماز کی

نیت کی ہو تو اقتداء صحیح نہیں۔ البتہ اگر امام کی فرض کی نیت ہو اور مقتدی کی نفل کی تو اقتداء درست ہو گی کیونکہ امام کی نیت قوی ہے۔

(4): امام کی نماز کا صحیح ہونا۔ اگر امام کی نماز کسی وجہ سے فاسد ہو گی تو مقتدیوں کی نماز بھی فاسد ہو جائے گی۔ مثلاً امام کے کپڑوں میں ایک درہم سے زائد مقدار میں نجاست غلیظہ لگی ہو۔

(5): مقتدی؛ امام سے آگے نہ کھڑا ہو۔ آگے کھڑا ہونا اس وقت سمجھا جائے گا جب مقتدی کی ایڑی امام کی ایڑی سے آگے ہو جائے۔

(6): مقتدی کو امام کے افعال؛ رکوع، قومہ، سجدہ، جلسہ وغیرہ کا علم ہو چاہے امام کی آواز سن کر، یا اسے دیکھ کر یا کسی مکبر کے ذریعے۔ اگر درمیان میں ایسی چیز حائل ہو گئی جس کی وجہ سے مقتدی کو امام کے افعال کا علم نہ ہو سکا تو اقتداء صحیح نہیں۔

(7): مقتدی؛ قرأت کے سوا باقی تمام ارکان میں امام کے ساتھ شریک رہے۔ یہ ارکان چاہے امام کے ساتھ ادا کرے یا اس کے بعد ادا کرے یا اس سے پہلے ادا کرے بشرطیکہ اسی رکن کے آخر تک امام اس کے ساتھ شریک ہو جائے۔

☼ پہلی صورت کی مثال: امام کے ساتھ ہی رکوع، سجدہ وغیرہ کرے۔

☼ دوسری صورت کی مثال: امام رکوع کر کے کھڑا ہو جائے اس کے بعد مقتدی رکوع کرے۔

☼ تیسری صورت کی مثال: امام سے پہلے رکوع کرے مگر رکوع میں اتنی دیر تک ٹھہرا رہے کہ امام کا رکوع اس سے مل جائے۔

(8): مقتدی کی حالت کا امام کی حالت کے برابر یا اس سے کم ہونا۔ چنانچہ فرض پڑھنے والے کی اقتداء فرض پڑھنے والے کے پیچھے تو درست ہے لیکن فرض پڑھنے والے کی اقتداء نفل پڑھنے والے کے پیچھے درست نہیں۔ صحیح سالم شخص کی اقتداء معذور شرعی (مثلاً جس کی مسلسل نکسیر بہہ رہی ہو) کے پیچھے درست نہیں۔ عورت کی اقتداء مرد کے پیچھے درست ہے لیکن مرد کی اقتداء عورت کے پیچھے درست نہیں۔

مقتدیوں کے کھڑے ہونے اور صفوں کی ترتیب:

1: اگر ایک مقتدی ہو جو مرد یا سمجھدار بچہ ہو تو وہ امام کے دائیں جانب تھوڑا سا پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گا۔

2: اگر دو مقتدی ہوں تو امام آگے کھڑا ہو گا اور مقتدی پیچھے صف میں کھڑے ہوں گے۔ یہی حکم کئی مقتدیوں کا بھی ہے۔

3: بہتر یہ ہے کہ مقتدیوں میں جو لوگ مسائلِ دینیہ سے واقف ہوں وہ صف میں امام کے پیچھے کھڑے ہوں تاکہ اگر امام کا وضو ٹوٹ جائے یا لقمہ دینے کی حاجت ہو تو یہ لوگ بخوبی یہ کام سرانجام دے سکیں۔

4: اگر مقتدیوں میں کئی مرد اور ایک چھوٹا بچہ ہو تو اس بچے کو مردوں کی صف میں کھڑا کیا جائے اور اگر کئی بچے ہوں تو ان سب کو مردوں کی صف کے پیچھے صف میں کھڑا کیا جائے۔

5: اگر اگلی صف میں جگہ موجود ہو تو پہلے اسے پُر کرنا چاہیے۔ اگلی صف میں جگہ ہونے کے باوجود پیچھے صف بنانا یا پچھلی صف میں کھڑا ہونا درست نہیں۔ تاہم نماز اس سے درست ہو جائے گی۔

6: اگر مقتدی عورت ہو تو وہ امام کے پیچھے صف میں کھڑی ہو گی نہ کہ امام کے ساتھ تھوڑا سا پیچھے ہٹ کر۔

اَللّٰهُمَّ تَرَحَّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ تَحَنَّنْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَحَنَّنْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا سَلَّمْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

سُترہ کے مسائل

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيُصَلِّ إِلَى سُتْرَةٍ وَلْيَدْنُ مِنْهَا.

سنن ابی داوٗد: رقم الحدیث 698

ترجمہ: جب تم میں سے کوئی شخص سترہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھے تو اسے چاہیے کہ سترہ سے قریب رہے۔

لغت میں سترہ اس چیز کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ انسان خود کو چھپائے۔

اصطلاحِ شریعت میں سترہ سے مراد وہ لاٹھی یا چھڑی ہے جس کی اونچائی کم از کم ایک شرعی گز (یعنی اٹھارہ انچ) کے برابر ہو اور موٹائی کم از کم ایک انگلی کے برابر ہو جسے نمازی نماز پڑھتے وقت اپنے سامنے کھڑا کرتا ہے۔

چند مسائل:

1: جس جگہ لوگوں کی آمد و رفت زیادہ ہو اگر وہاں نماز پڑھ رہے ہوں تو سامنے سترہ رکھ لینا چاہیے۔

2: اگر کوئی شخص چھوٹی مسجد یا چھوٹے مکان میں نماز پڑھ رہا ہو تو اس کے آگے سے گزرنا جائز نہیں ہے خواہ قریب سے گزرا جائے خواہ دور سے۔ ہاں اگر نمازی کے آگے سترہ رکھا ہو تو اب گزرنا جائز ہے۔

3: اگر کوئی شخص بڑی مسجد، بڑے مکان، بڑے ہال یا میدان میں نماز پڑھ رہا ہو تو اس کے آگے سے اتنے فاصلے سے گزرنا جائز ہے کہ نمازی کی نظر جب سجدے کی جگہ پر ہو تو سامنے سے گزرنے والا اسے دکھائی نہ دے۔ اس کا عام اندازہ یہ ہے کہ نمازی کے کھڑے ہونے کی جگہ سے لے کر تین صف چھوڑ کر آگے سے گزرا جا سکتا ہے۔ یہ تحدید بڑی مسجد، جگہ اور کھلے میدان کے بارے میں ہے، چھوٹی مسجد یا چھوٹی جگہ کے لیے نہیں۔

4: چھوٹی اور بڑی مسجد کی تحدید یہ ہے کہ اگر مسجد کا کل رقبہ 40×40 ہاتھ یعنی مجموعی طور پر 1600 ہاتھ (ہاتھ سے مراد شرعی گز یعنی 18 انچ ہے) یا اس سے زیادہ ہو تو وہ بڑی مسجد ہے اور اگر اس کا رقبہ اس سے کم ہو تو وہ چھوٹی مسجد ہے۔ 1600 ہاتھ کا رقبہ 334.451 مربع میٹر یا 3600 مربع فٹ کے برابر ہے۔

5: امام کا سترہ مقتدیوں کے لیے کافی ہے۔ مقتدیوں کو الگ سے سترہ رکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

نمازِ وتر کے احکام و مسائل

حضرت خارجہ بن حُذافہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا:

إِنَّ اللهَ أَمَدَّكُمْ بِصَلَاةٍ هِيَ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ؛ الْوِتْرُ جَعَلَهُ اللهُ لَكُمْ فِيمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى أَنْ يَطْلُعَ الْفَجْرُ.

سنن الترمذی: رقم الحدیث 452

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ایک نماز زائد فرمائی ہے جو تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔ وہ نماز "وتر" ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے اس کا وقت نمازِ عشاء سے طلوعِ فجر تک مقرر فرمایا ہے۔

وتر کا حکم، رکعات اور ادائیگی کا طریقہ:

وتر کی نماز واجب ہے۔ اس کا منکر فاسق اور تارک گنہگار ہے۔

نمازِ وتر کی تین رکعات ہیں جو ایک ہی سلام کے ساتھ ادا کی جاتی ہیں۔ ان کی ادائیگی کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے دو رکعت معمول کے مطابق ادا کریں۔ دوسری رکعت کے قعدے میں تشہد پڑھ کر تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہو جائیں۔ سورت الفاتحہ اور اس کے بعد کوئی دوسری سورت پڑھ کر "اللہ اکبر" کہتے ہوئے ہاتھ دونوں کانوں تک اٹھا کر دوبارہ باندھ لیں۔ اس وقت دعائے قنوت پڑھیں (جو آگے آ رہی ہے)۔ اس کے بعد رکوع، قومہ، دو سجدے کریں۔ آخری قعدہ بیٹھیں جس میں تشہد، درود شریف اور دعا پڑھیں۔ آخر میں سلام پھیر دیں۔

دعائے قنوت:

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ. اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ لَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَ اِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ.

ترجمہ: اے اللہ! ہم تجھ سے مدد مانگتے ہیں، تجھ سے بخشش طلب کرتے ہیں، تجھ پر ایمان لاتے ہیں، تجھ پر بھروسہ

کرتے ہیں، تیری بہترین تعریف کرتے ہیں، تیرا شکر ادا کرتے ہیں اور تیری ناشکری نہیں کرتے اور جو تیری نافرمانی کرے ہم اس سے الگ ہو جاتے ہیں اور اسے چھوڑ دیتے ہیں۔ اے اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیرے لیے ہی نماز پڑھتے اور سجدہ کرتے ہیں، تیری طرف ہی دوڑتے ہیں، ہم تیری بندگی کے لیے حاضر ہوتے ہیں، تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ بے شک تیرا عذاب کافروں کو پہنچنے والا ہے۔

چند مسائل:

1: وتر کی نماز واجب ہے۔ اس لیے اگر کبھی رہ جائے تو اس کی قضا کرنا لازم ہے۔

2: اگر تیسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھنا بھول گیا اور رکوع میں چلا گیا تو واپس قیام کی طرف نہ لَوٹے بلکہ نماز کے آخر میں سجدۂ سہو کرلے۔ اگر کوئی واپس قیام میں لَوٹا، پھر دعائے قنوت پڑھی تب بھی نماز ہو گئی لیکن ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ اس صورت میں بھی آخر میں سجدۂ سہو کرنا واجب ہے۔

3: کسی نے بھول کر پہلی یا دوسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھ لی تو یہ معتبر نہیں ہو گی، تیسری رکعت میں دوبارہ پڑھے اور آخر میں سجدۂ سہو بھی کرلے۔

4: اگر کسی شخص کو دعاء قنوت یاد نہ ہو تو کوئی بھی مسنون دعا پڑھ لے۔

مثلاً:

﴿رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ یا "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ"

لیکن اسے چاہیے کہ ساتھ ساتھ دعائے قنوت کو یاد کرنے کی کوشش کرتا رہے۔

5: وتر کی جماعت صرف رمضان میں درست ہے، رمضان کے علاوہ باقی دنوں میں اگر پابندی سے جماعت کروائی جائے تو مکروہِ تنزیہی ہے اور اگر کبھی کبھار دو تین آدمی پڑھ لیں تو مکروہ نہیں۔

نفل نمازیں

نماز پنجگانہ کے علاوہ کچھ خاص اوقات میں یا خاص مقاصد کے لیے نفل نمازوں کی فضیلت بھی احادیث مبارکہ میں آئی ہے۔ ذیل میں ان کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

نمازِ تہجد:

آدھی رات کو اٹھ کر نماز پڑھنا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ اس نماز کو "تہجد" کہتے ہیں۔ نوافل میں سب سے زیادہ اسی کا ثواب ہے۔ اس کا بہترین وقت صبحِ صادق سے تھوڑا پہلے رات کا آخری حصہ ہے۔ تہجد کی کم سے کم چار رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں۔ اگر زیادہ نہ ہو سکے تو دو رکعت ہی پڑھ لی جائیں۔ اگر کسی کو رات میں اٹھنے کی ہمت نہ ہو تو عشاء کے بعد پڑھ لے تب بھی درست ہے لیکن اس کا ثواب ویسا نہ ہو گا جیسے رات کے آخری حصے میں پڑھنے کا ہے۔

نمازِ اشراق:

اشراق کی نماز کا طریقہ یہ ہے کہ نمازِ فجر پڑھ کر وہیں بیٹھ جائیں۔ اسی جگہ بیٹھے ہوئے ذکر اللہ، تلاوت قرآن پاک یا کسی وظیفہ میں مشغول رہیں۔ اس دوران دنیا کی کوئی بات چیت یا کام نہ کریں۔ جب سورج طلوع ہو کر کچھ بلند ہو جائے (یعنی سورج طلوع ہونے کے دس بارہ منٹ بعد) تو دو رکعت یا چار رکعت پڑھ لیں تو ایک حج اور عمرے کا ثواب ملتا ہے۔ اگر نمازِ فجر کے بعد کسی دنیوی کام کاج میں مشغول ہو گئے، پھر سورج بلند ہونے کے بعد اشراق کی نماز پڑھی تب بھی درست ہے لیکن ثواب کم ہو جائے گا۔ اشراق کا وقت سورج طلوع ہو کر کچھ بلند ہو جانے سے لے کر زوال تک رہتا ہے لیکن اول وقت میں پڑھنا افضل ہے۔

نمازِ چاشت:

جب سورج خوب بلند ہو جائے اور دھوپ تیز ہو جائے تو دو رکعت سے لے کر بارہ رکعات تک جو نماز پڑھی جاتی ہے اسے "چاشت" کہتے ہیں۔ اس کا بھی بہت ثواب ہے۔ اس کا وقت بھی زوال تک رہتا ہے لیکن افضل یہ ہے کہ نمازِ چاشت سورج طلوع ہونے سے لے کر زوال تک کا جتنا وقت ہو اس کا چوتھائی حصہ گزرنے کے بعد

پڑھی جائے۔ مثلاً اگر سورج طلوع ہونے سے لے کر زوال تک کا کل وقت چھ گھنٹے بن رہا ہو تو سورج طلوع ہونے کے ڈیڑھ گھنٹے کے بعد سے لے کر زوال سے پہلے پہلے تک جس وقت بھی چاشت کی نماز پڑھ لی جائے یہ افضل وقت میں ادا شمار ہو گی۔

نمازِ اَوّابِین:

مغرب کے فرض اور سنتوں کے بعد چھ رکعات سے لے کر بیس رکعات تک جن نوافل کی ادائیگی کی جاتی ہے انہیں "اوابین" کہتے ہیں۔ اس کی بھی احادیث میں بہت فضیلت آئی ہے۔

نمازِ استخارہ:

جب کوئی کام کرنے کا ارادہ ہو تو اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کی جائے۔ اسے "استخارہ" کہتے ہیں۔ اس لیے اگر کہیں کا سفر درپیش ہو، کہیں رشتہ کرنا ہو یا کوئی کاروبار شروع کرنا ہو تو استخارہ کر کے کیا جائے۔ ان شاء اللہ کبھی اپنے کیے پر پریشان نہ ہوں گے۔ نمازِ استخارہ کا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت نفل پڑھی جائے، اس کے بعد مسنون دعائے استخارہ پڑھی جائے۔ دعائے استخارہ یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ أَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ، وَ أَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ، وَ أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ، فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَ لَا أَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ، وَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ. اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِّیْ فِیْ دِيْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَةِ أَمْرِیْ وَ عَاجِلِهٖ وَ اٰجِلِهٖ، فَاقْدِرْهُ لِیْ، وَيَسِّرْهُ لِیْ، ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِيْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِيْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَ عَاقِبَةِ أَمْرِیْ وَ عَاجِلِهٖ وَ اٰجِلِهٖ، فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ، وَاقْدِرْ لِیَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِهٖ.

دعا کرتے وقت جب "هٰذَا الْاَمْرَ" پر پہنچیں (جس کے نیچے لکیر لگی ہوئی ہے) تو اگر عربی جانتے ہیں تو اس جگہ اپنی حاجت کا تذکرہ کریں یعنی "هٰذَا الْاَمْرَ" کی جگہ اپنے کام کا نام لیں، مثلاً "هٰذَا السَّفَرَ" یا "هٰذَا النِّكَاحَ" یا "هٰذِهِ التِّجَارَةَ" یا "هٰذَا الْبَيْعَ" کہیں، اور اگر عربی نہیں جانتے تو "هٰذَا الْأَمْرَ" ہی کہہ کر دل میں اپنے اس کام کا دھیان کریں جس کے لیے استخارہ کر رہے ہیں۔

صلاۃ التسبیح:

یہ بڑی پسندیدہ نفل نماز ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اس کی تاکید فرمائی تھی۔ اس نماز پر ہر قسم کے صغیرہ گناہوں کی معافی کی فضیلت بتائی گئی ہے۔

صلوٰۃ التسبیح پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ چار رکعات نفل کی نیت سے شروع کریں۔ ان چار رکعتوں میں تیسرے کلمہ کا پہلا حصہ "سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ" تین سو مرتبہ اس طرح پڑھیں کہ ہر رکعت میں 75 مرتبہ ہو جائے۔ اس کے دو طریقے روایات میں آتے ہیں جو درج ذیل نقشے سے واضح ہیں:

ارکان	تسبیح کب پڑھنی ہے	پہلا طریقہ	دوسرا طریقہ
قیام	"سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ" کے بعد قرأت سے پہلے	X	15مرتبہ
قیام	قرأت کے بعد رکوع سے پہلے	15مرتبہ	10مرتبہ
رکوع	"سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ" (3مرتبہ) کے بعد	10مرتبہ	10مرتبہ
قومہ	"رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ" کے بعد کھڑے ہو کر	10مرتبہ	10مرتبہ
پہلا سجدہ	"سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى" (3مرتبہ) کے بعد	10مرتبہ	10مرتبہ
جلسہ	دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھتے ہوئے	10مرتبہ	10مرتبہ
دوسرا سجدہ	"سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى" (3مرتبہ) کے بعد	10مرتبہ	10مرتبہ
قعدہ اولیٰ قعدہ ثانیہ	دوسرے سجدہ کے بعد بیٹھ کر (دوسری، چوتھی رکعت میں تشہد سے پہلے)	10مرتبہ	X
کل تعداد ایک رکعت میں		75مرتبہ	75مرتبہ
کل تعداد چار رکعات میں		300مرتبہ	300مرتبہ

کوشش کریں یہ نماز ہفتہ میں ایک مرتبہ پڑھیں، مشکل ہو تو مہینے میں ایک بار پڑھ لیں، یہ بھی نہ ہو سکے تو سال میں ایک دفعہ پڑھ لیں، اتنا بھی نہ ہو سکے تو زندگی میں کم از کم ایک مرتبہ تو ضرور پڑھ لینی چاہیے۔

صلوٰۃ التسبیح کے متعلق چند مسائل:

1: ایک رکن میں تسبیح بھول جائیں تو دوسرے رکن میں پوری کر لیں۔ مثلاً قیام میں تسبیح پڑھنا بھول گئے ہوں تو اس کے بعد کے رکوع یا سجدہ میں پڑھ لیں، قومہ یا جلسہ میں نہ پڑھیں۔

2: تسبیحات کو شمار کرنے کا بہتر طریقہ یہ ہے ایک بار تسبیح پڑھ کر انگلی کو تھوڑا سا دبا دیا کریں، انگلیوں پر تسبیحات کو شمار نہ کیا کریں لیکن اگر کسی نے انگلیوں پر شمار کر بھی لیا تب بھی سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا۔

3: جن اوقات میں نوافل پڑھے جاسکتے ہیں انہی میں صلوٰۃ التسبیح بھی پڑھ سکتے ہیں۔

4: صلوٰۃ التسبیح کو دیگر نفل نمازوں کی طرح اکیلے اکیلے پڑھنا چاہیے، باجماعت نہیں۔

نمازِ توبہ:

عمومی گناہوں پر یا کسی خاص گناہ پر اپنی توبہ کو موثر بنانے کے لیے دو، چار رکعات نماز توبہ پڑھ کر خوب گڑ گڑا کر معافی مانگی جائے۔ اس کا کوئی خاص وقت مقرر نہیں۔ ممنوع اوقات کے علاوہ کسی بھی وقت پڑھی جاسکتی ہے۔

نمازِ حاجت:

کوئی ضرورت درپیش ہو، کوئی مسئلہ حل نہ ہو رہا ہو، کوئی مشکل یا رکاوٹ آڑے آجائے تو دو رکعات پڑھ کر خاص اس حاجت کے لیے اللہ تعالیٰ سے خوب عاجزی و انکساری کے ساتھ دعا مانگی جائے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ وَأَزْوَاجِهٖ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَأَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

مریض کی نماز کے احکام

1: مریض کو پانی سے وضو کرنے میں نقصان کا اندیشہ ہو تو تیمم کرتا رہے لیکن نماز نہ چھوڑے۔

2: مریض اگر قیام نہ کر سکتا ہو تو بیٹھ کر نماز ادا کرے۔ بیٹھے بیٹھے رکوع کر لے اور رکوع کے بعد دونوں سجدے کر لے۔ بعض لوگ بیٹھ کر نماز پڑھتے ہیں تو رکوع کے لیے سرین اٹھا کر سر آگے کو جھکا لیتے ہیں۔ ایسا کرنا درست نہیں بلکہ بیٹھ کر رکوع کرنے کے لیے سر کو اتنا جھکانا کافی ہے کہ پیشانی گھٹنوں کے برابر آجائے۔

3: اگر کھڑا ہونے کی طاقت تو ہے لیکن کھڑے ہونے میں سخت تکلیف کا سامنا ہے یا مرض کے بڑھ جانے کا اندیشہ ہے تب بھی بیٹھ کر نماز پڑھنا درست ہے۔

4: بیٹھ کر نماز پڑھنے میں رکوع اور سجدہ کرنے پر قدرت نہ ہو تو رکوع اور سجدہ اشاروں سے کرے۔ رکوع کے اشارے میں کم جھکے اور سجدے کے اشارے میں قدرے زیادہ۔

5: اگر مرض کی وجہ سے بیٹھ کر بھی نماز نہ پڑھ سکے تو لیٹ کر پڑھ لے۔ اس مقصد کے لیے مریض کے پیچھے تکیہ وغیرہ رکھ کر اس کا سر خوب اونچا کر دیا جائے اور پاؤں قبلہ کی جانب پھیلا دیے جائیں۔ اگر مریض میں کچھ طاقت ہو تو پاؤں قبلہ رخ کرنے کے بجائے گھٹنے کھڑے رکھے۔ پھر سر کے اشارے سے نماز پڑھے اور سجدہ کا اشارہ رکوع سے ذرا جھکا ہوا کرے۔ اگر تکیہ وغیرہ رکھ کر بھی اس طرح نہ لیٹ سکے کہ اس کا سر اور سینہ اونچا رہے تو اسے قبلہ کی طرف پاؤں کر کے بالکل چت لٹا دیا جائے اور سر کے نیچے کوئی تکیہ رکھ دیا جائے تا کہ منہ قبلہ کی جانب رہے، بالکل آسمان کی طرف نہ رہے۔ پھر یہ سر کے اشارے سے نماز پڑھے۔ سجدہ کا اشارہ رکوع سے ذرا جھکا ہوا کرے۔

6: اگر مرض اتنا زیادہ ہو کہ سر کے اشارے سے نماز پڑھنے کی طاقت بھی نہیں رہی تو اب نماز نہ پڑھے۔ اگر یہ حالت ایک دن ایک رات سے زیادہ وقت رہی تو نماز بالکل معاف ہو گئی۔ تندرست ہونے کے بعد بھی قضا لازم نہیں۔ اگر یہ حالت ایک دن ایک رات نہیں رہی بلکہ ایک دن رات میں پھر اشارہ سے نماز پڑھنے کی طاقت آگئی تو ادا نمازیں تو اشارہ کے ساتھ پڑھے اور جو نمازیں اس دوران قضا ہو گئی ہوں تو اشارہ ہی سے ان کی قضا کر لے، ان کی قضا کو مؤخر نہ کرے۔ اس لیے کہ شاید تندرست ہونے سے پہلے ہی فوت ہو جائے تو گنہگار فوت ہو گا۔

کرسی پر بیٹھ کر نماز ادا کرنے کی مختلف صورتیں اور ان کا حکم:

اس کی مختلف صورتیں ہیں، بعض جائز ہیں، بعض ناجائز۔ تفصیل حسبِ ذیل ہے:

(1) جو بندہ قیام اور رکوع بھی کر سکتا ہو اور زمین پر سجدہ کرنے پر بھی پوری قدرت رکھتا ہو تو اس کے لیے قیام اور رکوع کرنا اور زمین پر پیشانی رکھ کر سجدہ کرنا فرض ہے۔ اس صورت میں کرسی یا زمین پر بیٹھ کر اشاروں سے نماز پڑھنا جائز نہیں، اگر کسی نے پڑھی تو نماز نہ ہو گی۔

(2) ایسا مریض جو قیام کی پوری مقدار پر قدرت نہ رکھتا ہو، لیکن ذرا دیر کے لیے سہولت سے قیام کر سکتا ہو اور سجدہ زمین پر کرنے کی ہمت رکھتا ہو تو اس کے لیے زمین پر سجدہ کرنا فرض ہے، اور جتنی دیر وہ سہولت سے قیام کر سکتا ہو ابتداءً اتنی دیر کے لیے قیام کرنا بھی اس پر فرض ہے، بعد میں جب کھڑا رہنا مشکل ہو جائے تو بیٹھ جائے۔ اگر ابتداءً اتنی دیر قیام نہ کیا جتنی دیر کر سکتا تھا، یا زمین پر سجدہ کرنے کے بجائے (زمین پر یا کرسی پر بیٹھ کر) اشاروں سے نماز پڑھ لی تو اس کی نماز نہ ہو گی۔

(3) جو شخص قیام اور رکوع دونوں پر یا صرف قیام کرنے پر قدرت رکھتا ہو مگر زمین پر پیشانی رکھ کر سجدہ کرنے سے عاجز ہو تو اسے چاہیے کہ قیام اور رکوع باقاعدہ طور پر پورے طریقے سے ادا کرے، تقویٰ اور احتیاط اسی میں ہے۔ اس کے بعد بہتر ہے کہ زمین پر جس حالت میں بیٹھنا ممکن ہو بیٹھ جائے، ورنہ کرسی پر بیٹھ کر سجدوں کی ادائیگی اشاروں سے کرے۔ دوسری رکعت میں قیام کے لیے اگر بغیر مشقت کے اٹھنا ممکن ہو تو حسبِ استطاعت قیام کرے ورنہ بیٹھ کر اشاروں کے ساتھ نماز مکمل کرے۔ اگر اس نے قیام کیے بغیر شروع ہی سے بیٹھ کر نماز ادا کر لی تو اس صورت میں احناف کے مشہور مذہب کی بناء پر نماز کو فاسد نہیں کہا جائے گا بلکہ اس کی نماز درست ہو گی۔

(4) قیام اور رکوع پر قدرت نہ رکھتا ہو مگر سجدہ زمین پر کر سکتا ہو تو اس کے لیے کرسی پر بیٹھ کر سجدہ کا اشارہ کرنا جائز نہیں ہو گا۔ اس کی بہتر صورت یہ ہے کہ زمین پر بیٹھ کر قرأت کرے، رکوع اشارے سے کرے، اور سجدہ زمین پر ادا کرے۔ اگر زمین پر بیٹھنا ممکن نہ ہو تو کرسی پر بیٹھ کر رکوع اشارے سے کرے اور سجدہ زمین پر کرے۔

(5) ایسا مریض جو قیام اور رکوع پر قدرت نہ رکھتا ہو اور زمین پر سجدہ کرنے سے بھی عاجز ہو تو وہ کرسی پر بیٹھ کر اشاروں سے پوری نماز ادا کرے، اس صورت میں سجدہ کا اشارہ رکوع کے بہ نسبت ذرا جھکا ہوا ہو۔

مسافر کے احکام

1: جو آدمی اپنی بستی یا شہر سے دور کم از کم اڑتالیس میل یا 77.24 کلو میٹر جانے کی نیت سے سفر شروع کرے اسے "شرعی مسافر" کہتے ہیں۔

2: سفر میں مسافت کا اعتبار ہے کہ کتنی دور کا سفر ہے، وقت اور سہولت کا نہیں خواہ ہوائی جہاز یا گاڑی سے کتنی ہی جلدی اور آرام سے سفر ہو جائے۔

3: مسافر آدمی جب اپنی بستی یا شہر کی آبادی کی آخری حدود سے باہر نکل جائے تو اس پر قصر کرنا لازم ہے۔ جب تک سفر کرتا رہے اور درمیان میں کم از کم پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کرے یا اپنی بستی یا شہر میں لوٹ نہ آئے تب تک قصر نماز پڑھتا رہے۔

4: اگر کسی جگہ قیام کے بارے میں شک ہے کہ کتنے دن ٹھہرے گا؟ مثلاً: سات دن، آٹھ دن، دس دن، بارہ دن، تب بھی وہ مسافر ہی شمار ہو گا اور نماز میں قصر کرے گا، خواہ قیام کی مجموعی مدت پندرہ دن سے زیادہ ہی کیوں نہ ہو جائے۔ ہاں اگر کسی جگہ ایک ساتھ پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرے گا تو وہ مسافر نہ رہے گا بلکہ مقیم بن جائے گا، اب اس کے ذمہ پوری نماز پڑھنا ضروری ہو گا اگرچہ پندرہ دن سے پہلے گھر واپس آجائے۔

5: نیت میں عورت اپنے ساتھ والے مَحْرم مرد کے تابع ہے، جس قدر قیام کی نیت مرد کرے گا عورت کے لیے بھی وہی مدت معتبر ہو گی۔ ہاں اگر کسی موقع پر کوئی عورت اپنے کسی ذاتی کام کی وجہ سے سفر پر اس نیت سے جائے کہ جب تک مطلوبہ کام نہیں ہو گا واپس نہیں آنا اور اپنے ساتھ کوئی مَحرم بھی حفاظت کی غرض سے لے جائے تو وہ مرد مسافر اور مقیم ہونے کے اعتبار سے اس خاتون کے تابع ہو گا۔

6: نماز قصر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ چار رکعتوں والی فرض نمازوں میں دو رکعتیں پڑھے (دو رکعت والی نماز یعنی فجر اور تین رکعت والی نماز یعنی مغرب اور وتر میں قصر نہیں ہے) اور اگر مقیم امام کے پیچھے جماعت سے پڑھے تو یہ بھی پوری نماز پڑھے۔ سنتوں کا حکم یہ ہے کہ سہولت ہو تو پڑھنے کی کوشش کرے، بلاوجہ ترک نہ کرے اور فجر کی سنتوں کا زیادہ اہتمام کرے۔

قضا نمازوں کے احکام و مسائل

اگر کسی عذر کی وجہ سے نماز وقت پر نہ پڑھ سکیں تو وقت گزرنے پر وہ نماز معاف نہیں ہو جاتی بلکہ ذمے میں فرض رہتی ہے۔ اسے بعد میں پڑھنا ضروری ہوتا ہے، بعد میں پڑھنے کو "قضا" کہتے ہیں۔

قضا نمازوں کی ادائیگی کے حوالے سے چند احکامات درج ذیل ہیں:

[1]: اگر حتمی طور پر معلوم ہو کہ میری فلاں دن اور فلاں وقت کی ایک یا کئی نمازیں رہ گئی ہیں تو ان کی قضاء کے لیے ان نمازوں کی مکمل تعیین ضروری ہے۔ یعنی دن اور نماز کا متعین کرنا لازمی ہے۔ جیسے کسی شخص کی اتوار کی عصر فوت ہو گئی ہو تو اب اسے پڑھنے کے لیے یہ نیت کرنا ضروری ہے کہ میں اتوار کی عصر کی قضا پڑھ رہا ہوں۔

[2]: اگر کسی شخص کی کئی نمازیں قضا ہو چکی ہوں اور ان کی حتمی تعداد کا علم نہ ہو کہ کتنی ہیں تو ضروری ہے کہ خوب غور و فکر کر کے ان کی تعیین کرے کہ اس کے ذمہ کتنی نمازیں ہیں۔ اگر حتمی تعداد معلوم نہ ہو سکے تو خوب سوچ بچار کے بعد غالب رائے سے جو تعداد متعین ہو اسے لکھ لے۔ گزشتہ کئی مہینوں یا سالوں کی قضا نمازیں پڑھنے کی صورت میں دن و تاریخ کی تعیین کے ساتھ نیت کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ یوں نیت کی جا سکتی ہے کہ میرے ذمے فجر کی جتنی نمازیں ہیں ان میں سے پہلی پڑھتا ہوں، جتنی ظہر کی ہیں ان میں سے پہلی پڑھتا ہوں۔ اب جو پڑھ چکیں گے تو اس سے اگلی والی نمازیں پہلی بن چکی ہوں گی۔ اسی طرح نیت یوں بھی کی جا سکتی ہے کہ میرے ذمے فجر کی جتنی نمازیں ہیں ان میں سے آخری پڑھتا ہوں، جتنی ظہر کی ہیں ان میں سے آخری پڑھتا ہوں۔ اب جو پڑھ چکیں گے تو اس سے پہلے والی نمازیں آخری بن چکی ہوں گی۔ یوں ایک ایک کر کے اپنی تمام قضا نمازیں پڑھ لی جائیں۔

[3]: قضا نمازیں تین ممنوع اوقات کے علاوہ ہر وقت پڑھی جا سکتی ہیں۔ وہ تین اوقات یہ ہیں:

۱: سورج طلوع ہوتے وقت

۲: عین زوال کے وقت

۳: سورج غروب ہوتے وقت

[4]: قضا نماز؛ فجر اور عصر کی نماز کے بعد بھی پڑھی جا سکتی ہے لیکن کوشش کریں کہ لوگوں کے سامنے نہ

پڑھیں۔ چونکہ فجر اور عصر کی نماز کے بعد نفل پڑھنا جائز نہیں ہے اس لیے دیکھنے والا لامحالہ یہی سمجھے گا کہ یہ شخص قضا پڑھ رہا ہے۔ نماز قضا کرنا گناہِ کبیرہ ہے۔ اپنے گناہ کو حتی الامکان کسی دوسرے پر ظاہر نہیں کرنا چاہیے۔

[5]: قضا نمازیں پڑھتے وقت صرف فرض پڑھے جائیں، سنتوں کی قضا نہیں، البتہ عشاء کے فرض کے ساتھ وتر کی قضا بھی ضروری ہے کیونکہ وتر واجب ہیں۔

[6]: سفر کی حالت میں اگر کوئی نماز رہ جائے تو اس کی قضا میں بھی قصر ہو گی چاہے سفر میں قضا کرے یا حالت اقامت میں، اور اگر حالتِ اقامت میں فوت شدہ نماز کو سفر کی حالت میں قضا کرنا چاہے تو وہ پوری پڑھنا ہو گی۔

مثلاً سفر میں ظہر کی نماز رہ گئی تو گھر آ کر اسے قضا کرے گا تو دو رکعت ہی قضا کرے گا کیونکہ سفر میں ظہر کی قصر دو رکعت ہی پڑھی جاتی ہے۔ اسی طرح اگر گھر میں کسی مجبوری کی وجہ سے عصر کی نماز رہ گئی اور وہ سفر پر چلا گیا۔ سفر میں عصر کی اس نماز کی قضا کرنا چاہے تو چار رکعت ہی قضا کرے گا کیونکہ اقامت میں چار رکعت ہی پڑھی جاتی ہے۔

نوٹ: "قضائے عمری" دراصل اسی ترتیب کے ساتھ قضا نمازیں پڑھنے کا نام ہے۔ باقی عوام میں جو قضائے عمری کا تصور ہے کہ فضیلت والی رات مثلاً شب براءت یا شب قدر میں یا رمضان المبارک کے آخری جمعہ میں قضا کی نیت سے ایک نماز پڑھ لی جائے تو سب فوت شدہ نمازوں کی طرف سے کفّارہ بن جائے گی، یہ غلط تصور ہے۔ اس طرح کرنے سے فوت شدہ نمازیں ذمہ سے ساقط نہ ہوں گی۔ قضا شدہ نماز پڑھے بغیر صرف توبہ واستغفار کافی نہیں، توبہ بروقت نہ پڑھنے پر ہو گی اور قضا اپنی جگہ ضروری ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ وَأَزْوَاجِهٖ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَأَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

سجدۂ سہو کا بیان

نماز میں کبھی بھول کر ایسی غلطی ہو جاتی ہے جس سے نماز ٹوٹتی تو نہیں البتہ اس کی وجہ سے نماز میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ اس نقصان کے ازالہ کے لیے شریعت مبارکہ نے ”سجدہ سہو“ کی اجازت دی ہے۔ سجدہ سہو کرنے سے اس نقصان کی تلافی ہو جاتی ہے اور نماز کامل ہو جاتی ہے۔

ذیل میں سجدہ سہو کے اصول وضوابط درج کیے جاتے ہیں۔

سجدہ سہو واجب ہونے کے ضوابط:

پہلا ضابطہ:

”سَہُو“ کا معنی ہے بھول جانا۔ سجدہ سہو اسی صورت میں کرنا ضروری ہو گا جب نماز میں کوئی غلطی بھول چوک سے ہو گئی ہو۔ اگر کوئی غلطی عَمَداً یعنی جان بوجھ کر کی ہو تو سجدہ سہو کرنے سے نماز نہیں ہو گی بلکہ نماز دوبارہ پڑھنا ضروری ہو گا۔

دوسرا ضابطہ:

سجدہ سہو کا تعلق صرف نماز کے فرائض اور واجبات سے ہے۔ نماز کی سنّتوں، مستحبات، مکروہات اور مفسدات سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ مطلب یہ کہ اگر نماز کے فرائض میں زیادتی ہو جائے یا تقدیم وتاخیر ہو جائے، یا واجبات میں کمی بیشی یا تقدیم وتاخیر ہو جائے تب سجدہ سہو کا حکم ہو گا۔ نماز کی سنتیں یا مستحبات چھوٹ جائیں تو سجدہ سہو واجب نہ ہو گا۔

تیسرا ضابطہ:

سجدہ سہو صرف فرض نماز کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ واجب نماز، سنتِ مؤکّدہ، غیر مؤکدہ اور نفل نمازوں میں بھی اگر کوئی ایسی غلطی پائی جائے جس سے سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے تب بھی سجدہ سہو کرنا ضروری ہو گا۔

چوتھا ضابطہ:

نمازوں میں درج ذیل اَغلاط میں سے کوئی بھی غلطی ہو جائے تو سجدۂ سہو واجب ہو جاتا ہے:

1: ترکِ واجب	2: تقدیم واجب	3: تاخیرِ واجب
4: تبدیلِ واجب	5: تکرارِ واجب	6: تقدیم رکن
7: تاخیرِ رکن	8: تکرارِ رکن	

1: ترکِ واجب

اس کا مطلب ہے کہ کوئی واجب چھوٹ جائے۔

مثال: پہلی، دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ یا اس کے بعد والی سورت پڑھنا بھول جائے، جلسہ یا قومہ چھوٹ جائے۔

2: تقدیمِ واجب

اس کا مطلب ہے کہ کسی واجب کو اس کے اصلی وقت سے پہلے ادا کر لیا جائے۔

مثال: سورۃ فاتحہ سے پہلے دوسری سورۃ پڑھ لی جائے۔

3: تاخیرِ واجب

اس کا مطلب ہے کہ کسی واجب کو اس کے اصلی وقت سے تاخیر کے ساتھ ادا کیا جائے۔

مثال: سورۃ فاتحہ کو قیام کے بجائے رکوع میں پڑھ لیا جائے۔

4: تبدیلِ واجب

اس کا مطلب ہے کہ کسی ایک واجب کو کسی دوسرے واجب سے بدل دیا جائے۔

مثال: ظہر یا عصر کی نماز میں بھول کر تین یا زیادہ آیات بلند آواز سے یا فجر، مغرب اور عشاء کی نماز میں تین یا زیادہ آیات آہستہ آواز میں تلاوت کر لینا۔

فائدہ: اس صورت میں سجدۂ سہو صرف امام کے ساتھ خاص ہے۔ تنہا نماز پڑھنے والا مرد اور اسی طرح خاتون اگر

جہری نمازوں (جن میں بلند آواز سے تلاوت کی جاتی ہے) میں آہستہ آواز سے یا سِرّی نمازوں (جن میں آہستہ آواز سے تلاوت کی جاتی ہے) میں بلند آواز سے تلاوت کر لیں تو ان پر سجدۂ سہو واجب نہ ہو گا۔

5: تکرارِ واجب

اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی واجب کو ایک سے زائد مرتبہ ادا کر لیا جائے۔

مثال: بھول کر ایک سے زیادہ مرتبہ سورۃ فاتحہ یا التَّحِیَّات پڑھ لی جائے۔

6: تقدیمِ رکن

اس کا مطلب ہے کہ کسی رکن کو اس کے اصلی وقت سے پہلے ادا کر لیا جائے۔

مثال: بھول کر رکوع کرنے کے بجائے سجدے کر لینا۔ سجدوں کا اصل مقام یہ ہے کہ انہیں رکوع کے بعد کیا جائے مگر اس صورت میں اصل وقت سے پہلے ادا کیے گئے ہیں۔

7: تاخیرِ رکن

اس کا مطلب ہے کہ کسی فرض کو اس کے اصلی وقت سے مؤخر کر کے ادا کیا جائے۔

مثال:1 بھول کر پہلے سجدے کر لیے، پھر رکوع کیا۔ رکوع کا اصل مقام یہ ہے کہ اسے سجدوں سے پہلے کیا جائے مگر اس صورت میں اصل وقت کے بعد ادا کیا گیا۔

مثال2 : ایک سجدہ کر کے قعدہ میں بیٹھ جائے، تَشَہُّد پڑھ لے یا ساتھ درود شریف بھی پڑھ لے، سلام سے پہلے یاد آئے کہ دوسرا سجدہ باقی ہے تو فوراً سجدہ کرے۔ اب تاخیرِ رکن کی وجہ سے سجدۂ سہو واجب ہو گا۔

8: تکرارِ رکن

اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی رکن کو اس کی مقررہ حد سے زائد مرتبہ ادا کیا جائے۔

مثال: بھول کر دو رکوع یا تین سجدے کر لینا۔

فائدہ: ترکِ رکن کی وجہ سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا کیوں کہ کسی بھی رکن کے چھوٹ جانے سے سرے سے نماز ہی نہیں ہوتی۔ اس صورت میں دوبارہ نماز ادا کرنا ضروری ہوتا ہے۔

پانچواں ضابطہ:

نماز میں کوئی چیز بھول کر چھوٹ جائے تو اس کی حیثیت کو دیکھا جائے کہ وہ فرض ہے، واجب ہے یا سنت۔

◆ اگر فرض چھوٹ جائے تو دیکھا جائے کہ اسی نماز کے اندر اس کی قضا ممکن ہے یا نہیں؟ اگر قضا ممکن ہو تو وہ فرض ادا کرلے اور تاخیرِ رکن کی وجہ سے آخر میں سجدہ سہو کرلے۔ اگر قضا ممکن نہ ہو تو سرے سے نماز ہی باطل ہو جائے گی، سجدہ سہو سے اس کا ازالہ نہ ہو گا۔

مثال: آخری قعدہ میں یاد آئے کہ رکوع نہیں کیا، اب چونکہ نماز کے اندر اس کی قضا ممکن ہے، لہٰذا اٹھ کر رکوع کرے، پھر تاخیرِ رکن کی وجہ سے آخر میں سجدہ سہو کرلے۔ اگر سلام پھیرنے کے بعد یاد آئے کہ رکوع نہیں کیا تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی، دوبارہ پڑھنا لازم ہو گا۔ کیوں کہ اس صورت میں قضا ممکن نہیں، سجدہ سہو سے ازالہ نہ ہو سکے گا۔

◆ اگر واجب چھوٹ جائے تو دیکھا جائے کہ جان بوجھ کر چھوڑا ہے یا بھول کر، اگر جان بوجھ کر چھوڑا ہو تو اس صورت میں نماز کا اِعادہ ضروری ہے۔ اگر بھول کر چھوڑا ہو تو سجدۂ سہو کرنے سے نماز ہو جائے گی۔

◆ اگر چھوٹ جانے والی چیز سنت ہو تو اس کی وجہ سے نہ تو نماز باطل ہوتی ہے نہ ہی سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے، ہاں البتہ ثواب میں کمی ہو جاتی ہے۔

چھٹا ضابطہ:

اگر امام پر سجدۂ سہو واجب ہو جائے تو مقتدیوں پر بھی واجب ہو گا، کیوں کہ مقتدی ہر فعل میں امام کے تابع ہوتے ہیں۔ اگر کسی مقتدی سے ایسی غلطی ہو جائے جس سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے تو اس کی وجہ سے امام پر سجدۂ سہو واجب نہیں ہو گا اور اس امام کے تابع ہونے کی وجہ سے خود اس مقتدی پر بھی واجب نہیں ہو گا۔

ساتواں ضابطہ:

اگر ایک ہی نماز میں کئی ایسی غلطیاں ہو جائیں کہ ہر ہر غلطی سے الگ الگ سجدۂ سہو واجب ہوتا ہو تو اس صورت میں ان سب کی طرف سے ایک ہی سجدۂ سہو کافی ہو جائے گا، خواہ دوبارہ ہونے والی غلطی سجدۂ سہو کے بعد

بھی ہو کیوں کہ تکبیرِ تحریمہ کے بعد سے لے کر سلام پھیرنے تک کے تمام افعال ایک ہی نماز شمار ہوتے ہیں اور ایک نماز کی مختلف غلطیوں کی طرف سے ایک سجدۂ سہو کافی ہو جاتا ہے۔

سجدۂ سہو کرنے کا طریقہ:

سجدۂ سہو کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ آخری قعدہ میں صرف التّحیّات پڑھ کر دائیں طرف سلام پھیر کر دو سجدے کریں، پھر بیٹھ کر التّحیّات، درود شریف اور دعا پڑھ کر دونوں طرف سلام پھیر دیں۔

سجدۂ تلاوت کے مسائل

قرآن کریم کی بعض متعین آیات کریمہ کی تلاوت کرنے یا سننے کی وجہ سے سجدہ کرنا واجب ہوتا ہے۔ اس سجدہ کو "سجدۂ تلاوت" کہتے ہیں۔

سجدہ تلاوت کا طریقہ:

اگر کوئی شخص بیٹھ کر تلاوت کر رہا تھا کہ اس دوران آیتِ سجدہ کی تلاوت کی تو بیٹھے بیٹھے ہی اللہ اکبر کہہ کر بغیر ہاتھ اٹھائے سجدہ میں چلا جائے۔ سجدہ میں کم از کم تین بار "سبحان ربی الاعلیٰ" کہہ کر اللہ اکبر کہتے ہوئے سر اٹھا لے۔ بس سجدہ تلاوت ادا ہو گیا۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ کھڑے ہو کر بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ میں جائے اور تین مرتبہ "سبحان ربی الاعلیٰ" کہے، پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے اٹھ جائے۔

چند مسائل:

1: سجدہ کی آیت پڑھنے والے اور سننے والے دونوں پر سجدہ کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ چاہے سننے والا قرآن شریف کے سننے کی غرض سے بیٹھا ہو یا کسی اور کام میں مشغول ہو اور بغیر ارادہ کے آیتِ سجدہ سن لی ہو۔ اس لیے بہتر یہ ہے کہ تلاوت کرنے والا سجدہ کی آیت کو آہستہ پڑھے تاکہ کسی اور پر سجدہ واجب نہ ہو۔

2: اگر نماز میں سجدہ کی آیت پڑھی مگر نماز ہی میں سجدہ تلاوت ادا نہ کیا تو نماز کے بعد سجدہ کرنے سے سجدہ تلاوت ادا نہ ہوگا اور یہ شخص گناہ گار ہوگا۔ اب سوائے توبہ واستغفار کے معافی کی اور کوئی صورت نہیں۔

3: امام صاحب سجدہ کی آیت بھول گئے اور مقتدی نے پڑھ کر لقمہ دیا اور امام نے وہ آیت پڑھ کر سجدہ

تلاوت کیا تو بس یہ ایک سجدہ کافی ہے، الگ الگ دو سجدے کرنے کی ضرورت نہیں۔

4: نماز میں اگر کوئی شخص آیت سجدہ پڑھے تو فوراً سجدہ کرنا واجب ہے۔ اگر چھوٹی تین آیتیں یا ایک لمبی آیت پڑھ کر سجدہ تلاوت کیا تو اس تاخیر کی وجہ سے آخر میں سجدہ سہو کرنا بھی واجب ہے۔ اگر تین چھوٹی آیات سے کم تلاوت کر کے ہی سجدہ تلاوت کر لیا تو آخر میں سجدہ سہو کرنا واجب نہیں۔

5: تراویح میں سجدہ تلاوت کا اعلان کرنا ضروری نہیں ہے۔ اگر اعلان کرے تو منع بھی نہیں لیکن اعلان کرنے کو لازم نہ سمجھا جائے۔ ہاں اگر مقتدیوں کی نماز میں تشویش پیدا ہونے کا اندیشہ ہو تو اعلان کر دینا بہتر ہے۔

6: جس رکعت میں آیت سجدہ پڑھی ہے اس رکعت میں سجدہ کرنا بھول گیا ہے تو دوسری یا تیسری رکعت میں جب بھی یاد آجائے فوراً سجدہ کر لے اور آخر میں سجدہ سہو بھی کر لے۔

7: بغیر وضو کے سجدہ تلاوت کرنا جائز نہیں۔

8: اگر ایک آیتِ سجدہ تلاوت کی ہے یا سنی ہے تو صرف ایک سجدہ ادا کیا جائے، ایک سے زائد نہیں۔

9: اگر کئی آیات سجدہ تلاوت کی ہیں یا سنی ہیں تو جتنی تعداد آیات سجدہ کی ہے اتنے ہی سجدے ادا کیے جائیں۔ مثلاً 5 آیات سجدہ تلاوت کی ہیں یا سنی ہیں تو 5 سجدے ادا کیے جائیں۔

10: جب آیتِ سجدہ تلاوت کی یا کسی سے سنی تو فوراً اسی وقت سجدہ کرنا ضروری نہیں لیکن مستحب ہے کہ وضو ہو تو اسی وقت سجدہ کر لے کہ شاید بعد میں یاد نہ رہے۔

11: جو چیزیں نماز کے لیے شرط ہیں وہ سجدہ تلاوت کے لیے بھی شرط ہیں، مثلاً وضو کا ہونا، جگہ کا پاک ہونا، بدن اور لباس کا پاک ہونا، قبلہ کی طرف رخ کرنا وغیرہ۔

12: اگر کسی عورت نے حیض یا نفاس کی حالت میں آیت سجدہ سن لی تو اس پر سجدہ تلاوت واجب نہیں ہوا اور اگر ایسی حالت میں آیت سجدہ سنی کہ مدت حیض یا مدت نفاس پوری ہو چکی تھی لیکن ابھی غسل نہیں کیا تھا تو اب سجدہ تلاوت اس پر واجب ہو چکا ہے۔ غسل کے بعد ادا کرنا ضروری ہے۔

13: نماز پڑھنے کے دوران کسی اور شخص سے سجدہ کی آیت سنی تو نماز میں سجدہ نہ کیا جائے بلکہ نماز مکمل کر لینے کے بعد سجدہ کریں۔ اگر نماز ہی میں سجدہ تلاوت کیا تو وہ ادا نہیں ہو گا، دوبارہ کرنا پڑے گا اور گناہ بھی ہو گا۔

14: سجدہ کی کوئی آیت پڑھی اور سجدہ نہیں کیا، پھر اسی جگہ نماز کی نیت کی اور نماز میں وہی آیت پڑھی اور نماز میں سجدہ تلاوت کیا تو یہی سجدہ تلاوت کافی ہے، دونوں سجدے ادا ہو جائیں گے البتہ اگر جگہ بدل گئی ہو تو دوسرا سجدہ کرنا واجب ہو گا۔

15: اگر کوئی شخص کسی امام سے آیت سجدہ سننے کے بعد اس کی اقتداء کرے تو اس کو امام کے ساتھ سجدہ کرنا چاہیے اور اگر امام سجدہ کر چکا ہو تو دو صورتیں ہیں:

پہلی صورت: جس رکعت میں امام نے آیت سجدہ تلاوت کی ہو اگر وہی رکعت اس کو مل جائے تو اسے سجدہ کرنے کی ضرورت نہیں، اس رکعت کے مل جانے سے یہ سمجھا جائے گا کہ وہ سجدہ مل گیا۔

دوسری صورت: وہ رکعت نہ ملے تو نماز پوری کرنے کے بعد سجدہ کرنا واجب ہے۔

16: اگر امام نے آیت سجدہ کی تلاوت کے فوراً بعد یا دو تین آیات پڑھ کر رکوع کیا اور اس میں سجدہ تلاوت کی نیت بھی کر لی تو امام کی طرف سے سجدہ تلاوت ادا ہو جائے گا البتہ مقتدیوں کی طرف سے ادا ہونے کے لیے مقتدیوں کا نیت کرنا ضروری ہے۔ مقتدیوں کی نیت کے بغیر ان کی جانب سے رکوع میں سجدہ تلاوت ادا نہ ہو گا، اور اگر امام نے تین آیات سے زیادہ تلاوت کر لی تو اب رکوع میں نیت کرنے سے سجدہ تلاوت ادا نہ ہو گا۔

17: اگر کسی آدمی کے ذمہ میں بہت سارے سجدہ تلاوت باقی رہ گئے اور اب بیماری کی وجہ سے زمین پر سجدہ کرنے پر قادر نہیں رہا تو اب وہ جس طرح نماز کا سجدہ اشارے سے کرتا ہے، سجدہ تلاوت بھی اسی طرح اشارے سے کرنے سے ادا ہو جائے گا۔ اس کے بجائے فدیہ دینا کافی نہیں اور تاخیر کی وجہ سے توبہ و استغفار بھی لازم ہے۔

18: آیت سجدہ کا ایک جز بھی تلاوت کر لیا تو سجدہ کرنا واجب ہو جاتا ہے اگرچہ پوری آیت تلاوت نہ کی ہو۔

19: اگر ممنوع اوقات میں (یعنی طلوعِ آفتاب، غروبِ شمس اور زوال کے وقت) آیتِ سجدہ تلاوت کی گئی تو بہتر یہ ہے کہ ممنوع وقت گزرنے کے بعد سجدہ تلاوت کرے۔ تاہم اگر اسی وقت بھی کر لیا تو ادا ہو جائے گا۔

20: اگر آیت سجدہ کی تلاوت کسی اور وقت میں کی گئی ہو تو اس کا سجدہ ان تین ممنوع اوقات میں کرنا ٹھیک نہیں بلکہ ممنوع وقت سے پہلے یا بعد میں کیا جائے۔

سجود تلاوت کی تعداد:

قرآن کریم میں کل چودہ سجدے ہیں جن کی تفصیل یہ ہے:

نمبر شمار	پارہ نمبر	سورۃ کا نام	آیت نمبر
1	9	اعراف	206
2	13	رعد	15
3	14	نحل	50
4	15	بنی اسرائیل	109
5	16	مریم	58
6	17	حج	18
7	19	فرقان	60
8	19	نمل	26
9	21	سجدہ	15
10	23	ص	24
11	24	حم سجدہ	38
12	27	نجم	62
13	30	انشقاق	21
14	30	علق	19

نوٹ: احناف کے ہاں سورۃ حج میں پہلا سجدہ تلاوت کا ہے دوسرا نہیں، جبکہ شوافع کے ہاں سورۃ حج میں دو سجدے ہیں اور سورۃ ص والا سجدہ شکر ہے سجدہ تلاوت نہیں۔

جمعۃ المبارک کے احکام و مسائل

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ (٩) فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (١٠)﴾

سورۃ الجمعۃ:9،10

ترجمہ: اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لیے پکارا جائے (یعنی اذان دی جائے) تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔ اگر تم سمجھو تو یہ کام تمہارے لیے بہتر ہے۔ جب نماز پڑھ لی جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرو اور اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَيَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ وَيَدَّهِنُ مِنْ دُهْنِهِ أَوْ يَمَسُّ مِنْ طِيبِ بَيْتِهِ ثُمَّ يَخْرُجُ فَلَا يُفَرِّقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ ثُمَّ يُصَلِّي مَا كُتِبَ لَهُ ثُمَّ يُنْصِتُ إِذَا تَكَلَّمَ الْإِمَامُ إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 883

ترجمہ: جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے، حسبِ استطاعت خوب پاکی حاصل کرے اور تیل یا گھر میں میسر خوشبو لگائے، پھر نمازِ جمعہ کے لیے نکلے۔ (وہاں مسجد میں جا کر) دو آدمیوں کے درمیان گھس کر نہ بیٹھے۔ پھر جو نماز اس کے مقدر میں ہو ادا کرے اور جب امام خطبہ دے تو خاموشی اختیار کرے (اور خطبہ کو غور سے سنے)۔ ایسے شخص کے اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

نماز جمعہ کا حکم:

نماز جمعہ فرض ہے۔ اس کا منکر کافر اور بلا عذر چھوڑنے والا فاسق ہے۔

تعدادِ رکعات اور ترتیبِ ادائیگی:

جمعہ کی رکعات کی تفصیل یہ ہے:

چار سنت مؤکدہ، دو فرض، چار سنت مؤکدہ، دو سنتِ غیر مؤکدہ اور دو نفل۔

جمعہ کی پہلی اذان ہو جائے تو چار رکعات سنتِ مؤکدہ پڑھ لی جائیں۔ یہ سنتیں جمعہ کے خطبہ سے پہلے پڑھنی ہیں۔ خطیب؛ جمعہ کا خطبہ دے گا جسے غور سے سنا جائے۔ پھر دو رکعات فرض باجماعت ادا کی جاتی ہیں۔ پھر اس کے بعد چار رکعات سنتِ مؤکدہ پڑھیں، پھر دو رکعات سنتِ غیر مؤکدہ پڑھیں۔ آخر میں دو رکعات نفل پڑھ لیں۔

نمازِ جمعہ کے فرض ہونے کی شرائط:

جس شخص میں درج ذیل شرائط پائی جائیں اس پر جمعہ کی نماز فرض ہے۔

[1]: عاقل ہونا۔ پاگل اور دیوانے پر جمعہ کی نماز فرض نہیں ہے۔

[2]: بالغ ہونا۔ نابالغ پر جمعہ کی نماز فرض نہیں ہے۔

[3]: مرد ہونا۔ عورتوں پر جمعہ کی نماز فرض نہیں ہے۔

[4]: آزاد ہونا۔ شرعی غلاموں پر جمعہ کی نماز فرض نہیں ہے۔ واضح رہے کہ آج کل شرعی غلاموں کا وجود نہیں ہے۔ آج سب آزاد سمجھے جاتے ہیں۔

[5]: شہر یا کسی بڑے قصبہ میں مقیم ہونا۔ جو شخص کسی دیہات میں مقیم ہو یا شہر میں ہو لیکن شرعی مسافر ہو تو اس پر جمعہ کی نماز فرض نہیں ہے۔ بڑے قصبے سے مراد ایسا علاقہ ہے جہاں آبادی زیادہ ہو، وہاں بازار ہوں، زندگی کی عام ضروریات وہاں میسر ہو جاتی ہوں وغیرہ۔

[6]: تندرست ہونا۔ بیمار آدمی پر جمعہ کی نماز فرض نہیں ہے۔

واضح رہے کہ یہاں معمولی بیماری والا شخص مراد نہیں بلکہ اس سے مراد ایسا بیمار ہے جو بیماری کی وجہ سے مسجد تک نہ پہنچ سکتا ہو یا وہاں تک پہنچنے سے اس کی بیماری کے بڑھنے کا خطرہ ہو۔ ایسی صورت ہو تو اس بیمار پر جمعہ فرض نہیں ہے۔ اسی طرح ایک شخص خود تو تندرست ہو لیکن کسی بیمار کی تیمارداری میں اس قدر مشغول ہو کہ اگر نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے لیے جائے تو بیمار کو نقصان کا خطرہ ہو تو اب یہ تیمارداری کرنے والا شخص بھی اسی مریض کے

حکم میں ہے، اس پر بھی جمعہ فرض نہیں رہتا۔ اس طرح ایسا بوڑھا شخص جو بڑھاپے کی وجہ سے بہت کمزور ہو چکا ہو اور نماز جمعہ کے لیے نہ جا سکتا ہو تو وہ بھی مریض کے حکم میں ہے۔

[7]: بینا ہونا۔ چنانچہ ایسا نابینا جو جمعہ کے لیے بلا تکلف اور بغیر کسی کی مدد لیے خود مسجدِ جمعہ تک نہ جا سکتا ہو تو اس پر جمعہ کی نماز فرض نہیں ہے۔ ہاں اگر وہ نابینا ایسا ہو جو بلا تکلف اور بغیر کسی کی مدد لیے بازاروں اور محلوں وغیرہ میں چلتا پھرتا ہو تو اس پر جمعہ کی نماز فرض ہے۔

[8]: چلنے پر قادر ہونا۔ چنانچہ اپاہج اور پیر کٹے شخص پر جمعہ کی نماز فرض نہیں ہے۔

[9]: پنجگانہ نماز کی جماعت کو چھوڑنے کے اعذار کا نہ ہونا۔ اگر پنجگانہ نمازوں کی جماعت کو چھوڑنے والے اعذار میں سے کوئی عذر موجود ہو تو ایسے شخص پر جمعہ کی نماز فرض نہیں ہے۔ ان اعذار کا ذکر "جماعت کے فضائل واحکام" کے تحت گزر چکا ہے۔ وہاں ملاحظہ کر لیے جائیں۔

نمازِ جمعہ کے صحیح ہونے کی شرائط:

اگر درج ذیل شرائط پائی جائیں تو جمعہ کی نماز صحیح ہو جائے گی ورنہ نہیں۔

[1]: جہاں نماز جمعہ ادا کی جا رہی ہے وہ جگہ شہر ہو یا بڑا قصبہ ہو۔ بڑے قصبے سے مراد ایسا علاقہ ہے جہاں آبادی زیادہ ہو، وہاں بازار ہوں، زندگی کی عام ضروریات وہاں میسر ہو جاتی ہوں وغیرہ۔ اس لیے جنگل اور دیہات میں جمعہ جائز نہیں۔

واضح رہے کہ جو جگہ شہر کی ضروریات اور مصالح کے لیے شہر سے متصل واقع ہو (جسے فناء شہر کہتے ہیں) جیسے شہر کا قبرستان، اسٹیشن، کچہری، سبز منڈی وغیرہ تو ان کا حکم بھی شہر والا ہے یعنی یہاں بھی جمعہ کی ادائیگی درست ہو گی۔

[2]: ظہر کی نماز کے وقت کا پایا جانا۔ ظہر کی نماز کا وقت زوال کے بعد شروع ہو جاتا ہے اور دو مثل تک باقی رہتا ہے۔ اس لیے اگر جمعہ کی نماز زوال سے پہلے پڑھ لی گئی یا دو مثل کے بعد پڑھی گئی تو نماز درست نہیں ہوئی۔

اسی طرح اگر امام؛ جمعہ کی نماز پڑھا رہا تھا کہ ظہر کا وقت ختم ہو گیا اگرچہ آخری قعدہ میں ہی ختم ہوا ہو تو نمازِ جمعہ فاسد ہو جائے گی۔ اب ظہر کی نماز قضاء کرنا لازم ہو گا۔

[3]: جب ظہر کا وقت داخل ہو جائے تو پہلے جمعہ کا خطبہ پڑھا جائے، بعد میں دو فرض ادا کیے جائیں۔ اس ترتیب کو ملحوظ نہ رکھا گیا تو نمازِ جمعہ کی ادائیگی صحیح نہ ہو گی۔ چنانچہ درج ذیل صورتوں میں نمازِ جمعہ صحیح نہ ہو گا۔

☼ خطبہ؛ جمعہ کا وقت داخل ہونے سے پہلے یعنی زوال سے بھی پہلے پڑھا گیا اور نماز؛ وقت داخل ہونے کے بعد پڑھی گئی۔

☼ جمعہ کے دو فرض پہلے پڑھ لیے گئے اور خطبہ بعد میں دیا گیا۔

☼ خطبہ اور نماز کے درمیان طویل وقفہ ہو گیا۔

[4]: جماعتِ جمعہ کے لیے امام کے علاوہ کم از کم تین افراد کا ہونا۔ امام کے علاوہ یہ تین افراد ایسے ہوں جن میں امامت کی شرائط پائی جاتی ہوں۔ چنانچہ ان تین میں سے اگر کوئی نابالغ ہو یا عورت ہو تو نماز جمعہ صحیح نہیں ہو گا۔

[5]: جہاں نماز جمعہ ادا کی جا رہی ہے وہاں داخلہ کی اجازت کا عام ہونا۔ چنانچہ اگر کسی جگہ چند لوگ نمازِ جمعہ پڑھتے ہوں اور دیگر لوگوں کو وہاں داخل نہ ہونے دیا جائے یا مسجد کے دروازے ہی بند کر دیے جائیں تاکہ بقیہ افراد شامل نہ ہو سکیں تو جمعہ کی ادائیگی درست نہ ہو گی۔

ایک بات ملحوظ رہنی چاہیے کہ اگر کسی جگہ حفاظتی تدابیر، دفاعی وجوہات اور انتظامی ضروریات کی وجہ سے عمومی داخلے کی ممانعت ہو تو نمازِ جمعہ درست ہو جائے گی۔ مثلاً شہر میں واقع بڑی جیلوں، فوجی چھاؤنیوں، بڑی فیکٹریوں، ائیر پورٹوں میں عام داخلے کی اجازت نہیں ہوتی بلکہ مخصوص قواعد کے تحت خاص افراد ہی وہاں جا سکتے ہیں تو ایسی جگہوں پر جمعہ بالکل جائز ہے۔

خطبہ جمعہ کے آداب و مسائل:

1: جمعہ کا خطبہ شرط یعنی فرض ہے، اس لیے اس کا سننا لازم ہے۔ خطبہ کے دوران نماز ادا کرنا، تسبیح پڑھنا، بات چیت کرنا، چلتے پھرتے رہنا، ادھر ادھر دیکھنا الغرض ہر وہ کام کرنا منع ہے جس سے خطبہ میں خلل واقع ہوتا ہو یا لوگوں کی توجہ خراب ہونے کا اندیشہ ہو۔

2: جمعہ کے خطبہ کے دو ارکان ہیں۔ اگر یہ نہ پائے گئے تو خطبہ درست نہیں ہو گا۔

☼ خطبہ زوال کے بعد اور جمعہ کی نماز سے پہلے دیا جائے۔

☼ لوگوں کے سامنے خطبہ کی نیت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے۔

3: خطبہ دینے والا خطیب دونوں حدثوں سے پاک ہو۔

4: خطبہ منبر پر کھڑے ہو کر دینا مسنون ہے۔ اگر منبر موجود نہ ہو بلکہ صرف کرسی رکھی ہو تو کرسی سے اتر کر کھڑے ہو کر خطبہ دیا جائے تب بھی درست ہے

5: جب امام منبر پر آجائے تو مؤذن امام کے سامنے اذان دے۔

6: خطبہ اتنی بلند آواز سے دیا جائے کہ سامعین آواز سن سکیں۔

7: امام جب منبر کی طرف جانے کے لیے کھڑا ہو جائے تو اس کے بعد کسی قسم کی نماز جائز نہیں ہے۔ اس وقت چاہیے کہ ادب سے امام کی طرف متوجہ ہو جائے تاکہ خطبہ سن سکیں۔

8: جب خطبہ کے لیے اذان دی جائے تو اس کا جواب زبان سے دینا جائز نہیں۔ ہاں اگر کوئی شخص دل میں اس اذان کا جواب دے تو گنجائش ہے۔

9: اگر دوسری اذان ہو جائے اور کوئی اس وقت گھر میں ہو تو گھر میں سنتیں پڑھنا جائز نہیں بلکہ فوراً جمعہ کے لیے آنا لازم ہے۔ اس تاخیر پر انسان گناہگار ہو گا۔

10: اگر کسی شخص نے خطبہ سے پہلے سنتیں شروع کر دیں اور اسی دوران خطیب بھی منبر پر آگئے تو اس شخص کو چاہیے کہ دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دے۔ اگر اس نے تیسری رکعت بھی شروع کر دی تھی اور اسی دوران امام آگیا تھا تو تیسری رکعت کے ساتھ چوتھی بھی ملا دے۔ اب چار رکعت پڑھ کر ہی سلام پھیرے۔

11: جمعہ کے دو خطبے ہیں۔ خطیب ایک خطبہ دے کر تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار بیٹھ جائے۔ پھر کھڑے ہو کر دوسرا خطبہ دے۔

12: دونوں خطبے عربی زبان میں ہوں۔ عربی کے علاوہ کسی اور زبان میں خطبہ دینا مکروہِ تحریمی ہے۔

13: خطبہ کے دوران خطیب کا ہاتھ میں عصا لینا مستحب ہے، لازمی اور ضروری نہیں۔

14: بعض لوگ خطبہ سننے کے دوران پہلے خطبہ میں ہاتھ باندھ کر بیٹھ جاتے ہیں اور دوسرے خطبہ میں ہاتھ رانوں پر رکھ کر بیٹھتے ہیں۔ یہ عمل درست نہیں ہے۔ واضح رہے کہ شریعت نے خطبہ سننے کے لیے سامعین کو کسی

خاص ہیئت اختیار کرنے کا پابند نہیں بنایا۔ جس طرح چاہیں بیٹھ سکتے ہیں البتہ تشہد بیٹھنے کی حالت اختیار کرتے ہوئے دونوں ہاتھوں کو رانوں پر رکھ کر خطبہ سنا جائے تو مستحب اور اچھا ہے۔

15: اگر خطیب؛ خطبہ کے دوران قرآن مجید کی یہ آیت ﴿اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ [سورۃ الاحزاب:56] پڑھیں تو سامعین زبان سے درود شریف نہ پڑھیں۔ ہاں دل میں پڑھ لیں تو گنجائش ہے۔

16: خطبہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خصوصاً خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا تذکرہ کرنا اور ان کے فضائل بیان کرنا بہت پسندیدہ عمل ہے۔

17: دو خطبوں کے دوران کوئی دعا مانگنا چاہے تو مانگ سکتا ہے لیکن نہ ہاتھ اٹھائے اور نہ ہی زبان سے دعا کرے بلکہ دل ہی دل میں دعا مانگ لے۔

18: خطیب کے لیے خطبہ کا زبانی پڑھنا بھی درست ہے اور دیکھ کر پڑھنا بھی۔

19: دورانِ خطبہ مسجد یا کسی اور مقصد کے لیے چندہ وصول کرنا اور صفوں کے درمیان چلنا درست نہیں ہے۔ یہ کام خطبہ سے پہلے یا نماز پڑھ لینے کے بعد کر لیا جائے۔

20: بعض لوگ رمضان کے آخری جمعہ کے خطبہ میں الوداعی کلمات پڑھتے ہیں۔ واضح رہے کہ یہ کلمات کہیں سے بھی ثابت نہیں۔ اس لیے ان سے احتراز کرنا چاہیے۔

21: خطبہ سے فراغت پر مقتدیوں کو صفیں درست کرنے کا کہنا جائز ہے۔

جمعہ کے دن کی سنن و آداب:

جمعہ کے دن درج ذیل امور کا اہتمام کرنا چاہیے۔

1: جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن کلمہ طیبہ، استغفار اور درود شریف کثرت سے پڑھنے کا اہتمام کیا جائے۔

2: جمعہ کے دن سورۃ الکہف پڑھی جائے۔ احادیث میں اس کے بہت سے فضائل و فوائد منقول ہیں۔

3: ممکن ہو تو جمعہ کے دن صلوٰۃ التسبیح پڑھی جائے۔

4: صفائی ستھرائی کا اہتمام کیا جائے۔ چنانچہ مونچھیں کاٹی جائیں، ناخن کاٹے جائیں، بغلوں کے اور زیرِ ناف

بالوں کو صاف کیا جائے۔

5: مسواک کیا جائے۔

6: غسل کیا جائے۔ واضح ہو کہ جمعہ کے دن غسل کرنا مسنون ہے، واجب نہیں۔

7: سر اور داڑھی کو تیل لگایا جائے۔

8: خوشبو لگائی جائے۔

9: اچھے اور صاف ستھرے کپڑے پہنے جائیں۔

10: جمعہ کی ادائیگی کے لیے مسجد میں جلدی جانے کا اہتمام کیا جائے۔

11: اگر کوئی عذر نہ ہو اور مسجد بھی قریب ہو تو جمعہ کی نماز کی ادائیگی کے لیے پیدل جانا چاہیے۔

12: جمعہ کی نماز کے لیے کسی کو تکلیف دیے بغیر سکون اور وقار کے ساتھ جانا چاہیے۔

جمعہ کے متعلق چند مسائل:

1: جب جمعہ کی پہلی اذان ہو جائے تو اب جمعہ کی نماز کی تیاری کے علاوہ کوئی اور کام کرنا جائز نہیں ہے؛ چاہے وہ کام دینی ہو یا دنیوی۔

2: جن افراد پر جمعہ کی نماز فرض نہیں (جیسے دیہات میں رہنے والے افراد، بیمار، اپاہج، نابینا، مسافر وغیرہ) تو اگر یہ لوگ کسی ایسی جگہ جمعہ کی نماز ادا کر لیں جہاں جمعہ ہو سکتا ہے (مثلاً شہر یا بڑے قصبے میں) تو ان کا فریضہ ادا ہو جائے گا اور ان سے ظہر کی نماز ساقط ہو جائے گی۔

3: جمعہ کی پہلی اذان کے بعد عربی خطبہ سے پہلے کوئی وعظ اور بیان کرنا جائز ہے۔

4: جمعہ کی دونوں رکعتوں میں امام کے لیے جہری قرأت کرنا واجب ہے۔ مستحب ہے کہ پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ اور دوسری میں سورۃ الغاشیہ پڑھی جائے۔

5: ایک شخص پر جمعہ کی نماز فرض تھی لیکن اس نے جمعہ سے پہلے انفرادی طور پر ظہر کی نماز پڑھ لی تب بھی اسے جمعہ کی نماز پڑھنا ضروری ہے۔

6: نمازِ جمعہ فرض ہے۔ اس لیے جمعہ کی دو رکعات پڑھتے وقت فرض کی نیت کی جائے۔

7: ایک ہی شہر یا بڑے قصبے میں ایک جگہ تمام افراد کا نمازِ جمعہ ادا کرنا جائز ہے اور اگر شہر یا بڑے قصبے کی مختلف مساجد میں جمعہ ادا کیا جائے تو بھی درست ہے۔

8: اگر کوئی شخص جمعہ کے دو فرائض سے پہلے والی چار رکعات سنتِ مؤکدہ ادا نہ کر سکا تو اسے چاہیے کہ جمعہ کے فرض ادا کرنے کے بعد پہلے جمعہ کی نماز کے بعد والی چار رکعات سنت پڑھ لے، پھر دو رکعات سنت پڑھ لے اور اس کے بعد جمعہ کی نماز سے پہلے والی چار رکعات پڑھ لے۔

9: بعض لوگوں کے ہاں یہ بات بلاوجہ مشہور ہے کہ جب تک مسجد میں جمعہ کی نماز ادا نہ کر لی جائے اس وقت تک عورتیں اپنے گھروں میں نماز ادا نہیں کر سکتیں۔ واضح رہے کہ اس بات کی کوئی اصل نہیں ہے، یہ بات غلط مشہور ہو گئی ہے۔ صحیح مسئلہ یہ ہے کہ ظہر کا وقت شروع ہو چکا ہو تو عورتیں گھروں میں اپنی ظہر کی نماز ادا کر سکتی ہیں چاہے مسجد میں جمعہ ہو چکا ہو یا ابھی نہ ہوا ہو۔

10: جن علاقوں میں جمعہ پڑھنا جائز ہو (جیسے شہر اور بڑے قصبے) تو ان میں اگر کچھ افراد ایسے ہوں جو کسی عذر کی وجہ سے مسجد نہ جا سکتے ہوں تو ان کا جمع ہو کر اپنے مقام میں ظہر کی جماعت کروانا مکروہِ تحریمی ہے۔ ایسے افراد اپنی اپنی ظہر کی نماز الگ الگ پڑھیں اور بغیر اذان و اقامت کے پڑھیں۔

11: بعض لوگ صرف جمعہ کے فرض پڑھ کر مسجد سے نکل جاتے ہیں اور گھر یا دکان میں جا کر بقیہ سنتیں ادا نہیں کرتے۔ جمعہ کی سنن مؤکدہ بلاوجہ چھوڑ دینا گناہ ہے۔ ان کی ادائیگی کا اہتمام کرنا چاہیے۔

12: اگر عید اور جمعہ ایک ہی دن میں واقع ہو جائیں تو دونوں کی ادائیگی اپنے اپنے وقت پر ضروری ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ

تراویح کے احکام ومسائل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 37

ترجمہ: جس نے ایمان کی حالت میں اور ثواب کی نیت سے رمضان (کی راتوں) میں قیام کیا (یعنی نمازِ تراویح ادا کی) تو اس کے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

رمضان المبارک میں عشاء کے فرض اور سنتِ مؤکدہ پڑھنے کے بعد بیس رکعات نماز پڑھی جاتی ہے۔ اس نماز کو "تراویح" کہتے ہیں۔ تراویح سنتِ مؤکدہ ہے۔

چند مسائل:

1: تراویح کی نماز کا وقت عشاء کے فرض پڑھ لینے کے بعد شروع ہوتا ہے اور فجر کا وقت داخل ہونے سے پہلے تک باقی رہتا ہے۔ اس لیے اگر کسی نے عشاء کی نماز سے پہلے نمازِ تراویح پڑھی لی تو وہ تراویح شمار نہیں ہو گی۔ وہ نماز نفل شمار ہو گی۔ عشاء کے فرض پڑھنے کے بعد تراویح کی نماز دوبارہ پڑھنا ہو گی۔

2: تراویح شروع کرتے وقت ایک ہی بار نیت کر لی کہ میں تراویح کی نماز پڑھ رہا ہوں تو بھی درست ہے۔ اب ہر دو رکعات پر دوبارہ نیت کرنے کی ضرورت نہ ہو گی۔ تاہم ہر دو رکعات پر نئی نیت کرنا زیادہ بہتر اور افضل ہے۔

3: تراویح کی بیس رکعات ہیں۔ اس سے کم پڑھنا خلافِ سنت ہے۔

4: ایک امام کی اقتداء میں فرض نماز ادا کی جائے اور دوسرے امام کی اقتداء میں تراویح اور وتر پڑھے جائیں تو بھی درست ہے۔

5: ایک شخص ایسے وقت میں مسجد آیا کہ فرض نماز ہو چکی تھی۔ اب یہ شخص پہلے فرض پڑھے، پھر دو رکعت سنتِ مؤکدہ پڑھے، پھر تراویح اور وتر جماعت کے ساتھ پڑھ لے۔

6: تراویح کے لیے امام کا بالغ ہونا ضروری ہے۔ اس لیے نابالغ کے پیچھے تراویح کی نماز جائز نہیں ہو گی۔ البتہ نابالغ لڑکا سامع بن سکتا ہے۔ سامع بننے کے لیے بالغ ہونا شرط نہیں۔

7: عام حالات میں نابالغ کو بچوں کی صف میں کھڑا کرنا چاہیے لیکن اگر سامع نابالغ ہو تو اسے امام کے پیچھے بڑوں کی صف میں کھڑا کرنا بالکل جائز ہے۔

8: مستحب یہ ہے کہ تراویح کی ہر چار رکعات کے بعد اتنی دیر وقفہ کیا جائے جتنی دیر چار رکعات پڑھنے میں لگتی ہے۔ تاہم اگر کوئی اس قدر وقفہ نہ کرے بلکہ مختصر وقفہ کر لے تب بھی درست ہے۔

9: امام اگر نابینا ہو اور پاکی ناپاکی کا خیال رکھتا ہو تو اس کے پیچھے تراویح پڑھنا درست ہے۔

10: تراویح کی نماز میں چار رکعتوں کے بعد سلام پھیرنا مکروہ ہے۔ تراویح اگرچہ ہو جائے گی لیکن ایک متواتر عمل (یعنی دو دو رکعات پر سلام پھیرنے) کی مخالفت کی وجہ سے مکروہ اور ناپسندیدہ ہو گی۔

11: ایک شخص دوسری رکعت کے سجدے سے اٹھ کر تشہد بیٹھنے کے بجائے سیدھا کھڑا ہو گیا تو اس کے لیے حکم یہ ہے کہ جب تک تیسری رکعت کا سجدہ نہیں کیا واپس تشہد بیٹھ جائے اور آخر میں سجدہ سہو کر کے نماز مکمل کر لے۔ اگر یہ شخص واپس لوٹ آیا اور سجدہ سہو کیے بغیر نماز مکمل کر لی تو یہ دو رکعات واجب الاعادہ ہوں گی البتہ ان میں پڑھے گئے قرآن کا اعادہ نہیں ہو گا۔

اگر دوسری رکعت کا قعدہ نہیں کیا اور کھڑے ہو کر تیسری رکعت کا سجدہ بھی کر لیا تھا تو اب حکم یہ ہے کہ چوتھی رکعت بھی پڑھ لے اور آخر میں سجدہ سہو کر کے سلام پھیر دے۔ اس صورت میں آخری دو رکعتیں درست شمار ہوں گی اور پہلی دو رکعات قعدہ نہ کرنے کی وجہ سے فاسد ہو جائیں گی۔ نیز پہلی دو رکعتوں میں پڑھے گئے قرآن کا اعادہ کرنا ہو گا تاکہ پورا قرآن صحیح نماز میں ختم ہو سکے۔

12: تراویح میں ایک مرتبہ قرآن ختم کرنا سنت، دو مرتبہ ختم کرنا باعثِ فضیلت اور تین مرتبہ ختم کرنا افضل ہے۔

13: جو شخص داڑھی منڈاتا ہو یا ایک مشت سے کم کرواتا ہو تو ایسے شخص کے پیچھے نمازِ تراویح اور دیگر پنجگانہ نمازیں پڑھنا مکروہِ تحریمی ہے۔ ایسے شخص کو امام نہیں بنانا چاہیے۔

14: قرآن مجید دیکھ کر نماز پڑھانے سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ اس لیے ایسے امام کی اقتداء کرنا جائز نہیں جو قرآن دیکھ کر نماز پڑھاتا ہو۔ اسی طرح اگر کسی سامع نے قرآن دیکھ کر لقمہ دیا اور امام نے بھی لقمہ لے لیا تو اب بھی نماز فاسد ہو جائے گی۔

15: اگر امام کو کوئی شرعی عذر ہو جس کی وجہ سے وہ روزے نہیں رکھ سکتا تو اس کا امام بننا درست ہے، اس کی اقتداء میں فرض نماز اور تراویح وغیرہ درست ہیں۔

16: مکمل مہینہ تراویح پڑھنا سنت ہے اور تراویح میں ایک قرآن کریم ختم کرنا دوسری سنت ہے۔ اس لیے دونوں سنتوں کا اہتمام کرنا چاہیے۔

17: اگر تراویح میں کوئی غلطی ہو جائے جس سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے تو سجدہ سہو کرنا لازم ہے۔

18: اجرت وصول کرنے کی نیت سے تراویح پڑھانا جائز نہیں ہے۔ ہاں اگر کوئی حافظ اللہ کی رضا کے لیے تراویح پڑھائے اور کوئی اسے ہدیۃً کچھ رقم دینا چاہے تو اس ہدیہ کو لینا جائز ہے۔ بلکہ مقتدیوں کو چاہیے کہ امام صاحب اور حافظ صاحب کو خوب ہدیہ دیں۔

19: بعض اوقات جماعت ہو رہی ہوتی ہے اور کچھ لوگ بیٹھے رہتے ہیں۔ جونہی امام رکوع میں جاتا ہے تو یہ لوگ بھی فوراً نیت باندھ کر امام کے ساتھ شریک ہو جاتے ہیں۔ ایسا کرنا مکروہ اور سخت گناہ ہے۔ اس کام سے باز آ جانا چاہیے۔ مقتدیوں کو چاہیے کہ شروع نماز سے امام کے ساتھ شریک ہوا کریں۔

20: خواتین کے لیے بھی بیس رکعات تراویح سنت مؤکدہ ہیں۔

21: ختمِ قرآن ستائیسویں رات کو کرنا مستحب ہے مگر اسے واجب کا درجہ نہ دیا جائے۔

22: تراویح کی ہر چار رکعات کے بعد استراحت کرنا یعنی بیٹھنا مستحب ہے۔ اس وقفہ میں بندے کو اختیار ہے؛ چاہے تو تلاوت کرے، چاہے تسبیحات پڑھے، چاہے درود پڑھے، نیا وضو بنائے وغیرہ۔ اسی طرح یہ دعا بھی پڑھی جا سکتی ہے البتہ اسے سنت یا ضروری نہ سمجھا جائے:

سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ، سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْهَيْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ، سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِیْ لَا يَنَامُ وَلَا يَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ، اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا

مِنَ النَّارِ یَا مُجِیْرُ یَا مُجِیْرُ یَا مُجِیْرُ.

ترجمہ: پاک ہے وہ ذات جو سلطنت و بادشاہت والی ہے، پاک ہے وہ ذات جو عزت، بڑائی، رعب و دبدبہ، قدرت، شان و شوکت اور جاہ و جلال والی ہے، پاک ہے وہ بادشاہ جو زندہ ہے، نہ سوتا ہے، نہ اس نے فنا ہونا ہے، پاک ہے، مقدس ذات ہے، ہمارا، فرشتوں اور روح (یعنی سب) کا رب ہے۔ اے اللہ! ہمیں آگ سے نجات عطا فرما! اے نجات دینے والے! اے نجات دینے والے! اے نجات دینے والے!

23: ایک شخص کی تراویح کی کچھ رکعات کسی وجہ سے رہ گئی ہوں تو اسے چاہیے کہ وتر امام کے ساتھ پڑھ لے اور بقیہ تراویح بعد میں پڑھ لے۔

24: تراویح کی نماز کی قضا نہیں ہے۔ اس لیے اگر کسی کی تراویح کی نماز فوت ہو گئی یعنی تراویح کے وقت میں ادا نہیں کر سکا تو بعد میں اس کی قضا نہ کرے بلکہ توبہ و استغفار کرے۔

25: اگر کوئی حافظ صاحب گھر میں تراویح پڑھانا چاہتا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ خود اور دیگر مرد اس کے پیچھے تراویح پڑھنا چاہتے ہوں سب مسجد میں فرض نماز ادا کریں۔ پھر گھر آکر تراویح پڑھ لیں تاکہ مسجد میں نماز کے ثواب سے محروم نہ ہوں۔ پھر اگر مرد اور عورت سب آپس میں محرم ہوں تو درمیان میں پردہ لٹکانے کی ضرورت نہیں اور اگر کچھ محرم اور کچھ غیر محرم ہوں تو مردوں اور عورتوں کی صف کے درمیان پردہ لٹکالیا جائے۔

26: ایک شخص ایسے وقت مسجد میں داخل ہوا کہ امام صاحب نماز وتر پڑھانے والے تھے۔ تو اس کو چاہیے کہ پہلے اپنے فرض پڑھ لے۔ پھر اگر امام کو نماز وتر میں پالیا تو اس کے ساتھ وتر بھی پڑھ لے اور اپنی تراویح وتروں کے بعد پڑھ لے۔ اگر امام کو وتر میں نہیں پا سکا تو پہلے اپنی تراویح پڑھ لے، آخر میں وتر پڑھ لے۔

27: مسافر اور مریض حضرات کو تراویح پڑھنے میں کسی قسم کی تکلیف کا سامنا نہ ہو تو تراویح پڑھ لینا افضل ہے گو کہ چھوڑ دینا بھی جائز ہے۔

عیدین کے احکام و مسائل

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

كَانَ لِأَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ يَوْمَانِ فِيْ كُلِّ سَنَةٍ يَلْعَبُوْنَ فِيْهِمَا , فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ, قَالَ: "كَانَ لَكُمْ يَوْمَانِ تَلْعَبُوْنَ فِيْهِمَا , وَقَدْ أَبْدَلَكُمُ اللهُ بِهِمَا خَيْرًا مِّنْهُمَا يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ الْأَضْحٰى.

سنن النسائی: رقم الحدیث 1557

ترجمہ: اہلِ جاہلیت کے لیے سال میں دو دن ایسے تھے جن میں یہ لوگ کھیل کود کیا کرتے تھے۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں (ہجرت کرکے) تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے لیے دو دن تھے جن میں تم لوگ کھیل کود کیا کرتے تھے، لیکن اب اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان دنوں کے بدلے ان سے بھی بہتر دن عطا فرما دیے ہیں؛ ایک عید الفطر کا دن اور دوسرا عید الاضحیٰ کا دن۔

"عید" کا معنی ہے: "خوشی منانا"۔ یکم شوال اور ذوالحج کی دس، گیارہ اور بارہ تاریخ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشی کا موقع ہوتا ہے، اس لیے ان ایام کو "عید" کہتے ہیں۔

نمازِ عید کی ادائیگی کا طریقہ:

پہلی رکعت میں ثناء پڑھنے کے بعد تین زائد تکبیرات اس طرح کہیں کہ ہاتھ کانوں تک اٹھائیں پھر چھوڑ دیں، پھر ہاتھ اٹھائیں پھر چھوڑ دیں، پھر ہاتھ اٹھائیں اور باندھ لیں۔ امام صاحب تعوذ، تسمیہ، فاتحہ اور اس کے بعد والی سورت پڑھے گا۔ مقتدی خاموش رہیں۔ اس کے بعد رکوع، قومہ، دو سجدے کر کے قیام کریں۔ دوسری رکعت میں امام صاحب تسمیہ، فاتحہ اور اس کے بعد والی سورت پڑھے گا۔ مقتدی خاموش رہیں گے۔ قرأت کے بعد تین زائد تکبیریں اس طرح کہیں کہ ہاتھ اٹھائیں پھر چھوڑ دیں، پھر ہاتھ اٹھائیں پھر چھوڑ دیں، پھر ہاتھ اٹھائیں پھر چھوڑ دیں اور پھر رکوع کی تکبیر کہہ کر بغیر ہاتھ اٹھائے رکوع میں چلے جائیں۔ پھر قومہ، دو سجدے کر کے تشہد بیٹھیں اور آخر میں سلام پھیر دیں گے۔ نمازِ عید کے بعد امام دو خطبے دے گا جن کا سننا لازم ہے۔

چند مسائل:

[1]: عید کی نماز واجب ہے۔ اس کے وجوب کے لیے وہی شرائط ہیں جو جمعہ کی فرضیت کی ہیں۔ ان شرائط کو "جمعۃ المبارک کے احکام و مسائل" کے عنوان کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

[2]: عید کی نماز بغیر اذان اور اقامت کے ادا کی جائے گی۔

[3]: عید کے دن نمازِ عید سے قبل مرد و عورت دونوں کے لیے نفل نماز ادا کرنا مکروہ ہے۔ مرد جب عید گاہ میں عید کی نماز ادا کرلیں تو عید گاہ میں بھی نفل ادا کرنا مکروہ ہے۔ ہاں! عید گاہ کے علاوہ کسی اور جگہ ادا کرنا مکروہ نہیں۔

[4]: عید کی نماز ادا کرنے کے بعد امام صاحب دو خطبے پڑھے گا۔ عید کے یہ دونوں خطبے سننا واجب ہیں۔

[5]: اگر کوئی شخص عید گاہ میں تاخیر سے پہنچا تو نماز میں شریک ہونے کے اعتبار سے چند صورتیں ہیں جن کی تفصیل یہ ہے:

☼ امام صاحب پہلی رکعت کی تینوں زائد تکبیرات کہہ چکا ہو اور اب اس نے قرأت شروع کر دی ہو تو آنے والا شخص تکبیرِ تحریمہ کہہ کر تین زائد تکبیرات کہے گا اور خاموشی سے قرأت سنے گا۔

☼ امام صاحب پہلی رکعت میں قرأت سے فارغ ہو کر رکوع میں چلا گیا ہو تو اگر اس آنے والے شخص کو غالب گمان ہو کہ میں زائد تکبیرات کہہ کر رکوع میں شامل ہو سکوں گا تو زائد تکبیرات کہہ کر رکوع میں شامل ہو جائے، اور اگر اسے یہ گمان ہو کہ میں نے زائد تکبیرات کہیں تو رکوع میں نہیں مِل پاؤں گا اور رکعت چلی جائے گی تو اب یہ تکبیرِ تحریمہ کہنے کے بعد مختصر سا قیام کرے اور تکبیر کہہ کر رکوع میں شامل ہو جائے اور رکوع میں ہی تسبیح کے بجائے زائد تکبیرات کہہ لے۔

☼ امام صاحب پہلی رکعت کے رکوع سے سر اٹھا چکا ہو تو یہ شخص اب زائد تکبیرات نہ کہے بلکہ امام کے ساتھ شامل ہو جائے اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی ایک رکعت پڑھ لے۔

☼ امام صاحب دوسری رکعت کی تینوں زائد تکبیرات کہہ چکا ہو اور اب رکوع میں ہو تو آنے والے شخص کے لیے وہی سابقہ صورت والا حکم ہے کہ اگر اسے غالب گمان ہو کہ میں زائد تکبیرات کہہ کر رکوع میں شامل ہو سکوں

گا تو زائد تکبیرات کہہ کر رکوع میں شامل ہو جائے، اور اگر اسے یہ گمان ہو کہ میں نے زائد تکبیرات کہیں تو رکوع میں نہیں مِل پاؤں گا تو اب یہ تکبیرِ تحریمہ کہنے کے بعد مختصر سا قیام کرے اور تکبیر کہہ کر رکوع میں شامل ہو جائے اور رکوع میں ہی تسبیح کے بجائے زائد تکبیرات کہہ لے۔

☼　امام تشہد میں تھا تو آنے والا شخص تشہد میں ہی امام کے ساتھ شریک ہو جائے۔ امام کے سلام پھیرنے کے بعد دونوں رکعات یوں پڑھے کہ پہلی رکعت میں ثنا کے بعد تین زائد تکبیرات کہے اور دوسری رکعت میں رکوع میں جانے سے پہلے تین زائد تکبیرات کہے۔ باقی ترتیب وہی ہے جو عام نمازوں میں ہوتی ہے۔

[6]:　اگر عید اور جمعہ ایک ہی دن میں واقع ہو جائیں تو دونوں کی ادائیگی اپنے اپنے وقت پر ضروری ہے۔

عیدین کے سنن و آداب اور معمولات:

[1]:　عید والے دن جلد بیدار ہونے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ تہجد کی نماز ادا کرنی چاہیے اور مردوں کو نماز فجر مسجد میں باجماعت پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

[2]:　عید کے دن طہارت اور نظافت کا اہتمام کرنا چاہیے جیسے ناخن تراشنا، بال سنوارنا، زیرِ ناف بال صاف کرنا، مونچھیں کتروانا، مسواک کرنا۔ اس دن مسلمانوں کے جم غفیر نے نماز عید کی ادائیگی کے لیے اکٹھے ہونا ہے اس لیے خوب صفائی ستھرائی کا اہتمام کرنا چاہیے تاکہ دوسرے مسلمانوں کو تکلیف نہ ہو۔

[3]:　عید کے دن غسل کرنا مسنون ہے۔ اس لیے اہتمام سے غسل کرنا چاہیے۔

[4]:　عید کے دن نیا لباس ہو تو بہت اچھا ورنہ جو بھی پاک صاف کپڑے میسر ہوں پہننے چاہییں۔

[5]:　عید کے دن خوشبو کا استعمال مسنون ہے۔ جو خوشبو میسر ہو لگانی چاہیے۔ خواتین گھر میں خوشبو کا اہتمام کریں لیکن اگر گھر سے باہر جانا ہو تو تیز خوشبو لگانے سے احتراز کریں۔ ایسے مواقع پر خوشبو لگانی بھی ہو تو دھیمی خوشبو کا انتخاب کریں۔

[6]:　عید الفطر کے دن عید گاہ جانے سے پہلے ممکن ہو تو کھجوریں کھانی چاہییں۔ طاق عدد کا لحاظ کرنا اچھا ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے طاق عدد میں کھانا منقول ہے۔ اگر کھجوریں نہ ہوں تو کوئی بھی میٹھی چیز کھائی جا سکتی ہے۔ عید الاضحیٰ کے دن کچھ کھائے پیے بغیر عید گاہ جانا چاہیے اور نمازِ عید کے بعد سب سے پہلے اپنی قربانی کا

گوشت کھانا مستحب ہے۔

[7]: عید الفطر کے لیے عید گاہ جانے سے قبل صدقہ فطر ادا کرنا چاہیے۔ بلا عذر تاخیر کرنا گناہ ہے۔ اگر کوئی شخص شرعی عذر کی بنا پر روزے نہ رکھ سکا اور آئندہ بھی رکھنے کی امید نہ ہو تو اسے چاہیے کہ وہ صدقہ فطر کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ روزوں کا فدیہ بھی ادا کر کے جائے۔ اگر کسی نے عید سے قبل صدقہ فطر یا روزوں کا فدیہ ادا نہ کیا تو اسے عید کے بعد ضرور ادا کرنا چاہیے اور تاخیر پر توبہ و استغفار بھی کرنی چاہیے۔

[8]: نماز عید کی ادائیگی کے لیے عید گاہ پیدل جانا مسنون ہے۔ اگر کوئی بیمار ہو یا بوڑھا ہو اور عید گاہ دور ہو یا کوئی اور عذر ہو تو سواری پر بھی جا سکتے ہیں۔

[9]: عید گاہ جاتے ہوئے راستے میں یہ تکبیرات کہتے جائیں: ”اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ“ اور عید گاہ پہنچنے تک کہیں۔ عید الفطر کے دن یہ تکبیرات آہستہ آواز سے جبکہ عید الاضحیٰ کے دن قدرے بلند آواز سے کہنی چاہییں۔

[10]: مسنون طریقہ یہ ہے کہ عید گاہ جاتے وقت ایک راستہ اختیار کیا جائے اور واپسی پر دوسرا راستہ۔ لیکن اگر کوئی عذر ہے تو آنے جانے کا ایک ہی راستہ اختیار کرنے میں کوئی حرج بھی نہیں ہے۔

[11]: عید خوشی کا دن ہے۔ اس خوشی کا مظہر یہ ہے کہ جہاں انسان اپنی ذات پر خرچ کرتا ہے وہاں اپنے اہل وعیال پر بھی وسعت کے ساتھ خرچ کرے۔ اپنی خوشی میں بیوی بچوں اور گھر کے دیگر افراد کو بھی شامل کرنا چاہیے۔ ہاں اس موقع پر فضول خرچی سے گریز کرنا چاہیے۔

[12]: خواتین عید گاہ نہ جائیں بلکہ گھروں پر ہی رہیں۔ والد، خاوند، بھائیوں اور بیٹوں کو تیار کر کے عید گاہ بھیجنے میں مشغول رہیں۔

[13]: نمازِ عید کی ادائیگی کے لیے ضروری ہے کہ ایسے امام کا انتخاب کریں جو صحیح العقیدہ ہو۔ عقائد میں فساد یا اعمال میں بدعات ہوں تو ایسے امام کی اقتداء سے اجتناب لازم ہے۔ امام صاحب عید کی نماز سے قبل جو وعظ کرتے ہیں اسے غور سے سنا جائے۔ امام صاحب کی بیان کی ہوئی باتوں پر عمل کرنے کی کوشش کی جائے۔

[14]: نماز عید کی ادائیگی کے بعد امام صاحب عربی میں خطبہ دیں گے جسے غور سے سننا لازم ہے۔ خطبہ کے

دوران خاموشی اختیار کی جائے اور کسی قسم کی گفتگو نہ کی جائے۔

[15]: نماز عید کے بعد دعا مانگیں۔ اللہ تعالیٰ سے رحمت وبرکت اور اپنی مغفرت مانگیں۔ اپنے لیے، گھر والوں کے لیے بلکہ پوری امت مسلمہ کے لیے دعا مانگیں۔ زیادہ بہتر یہی ہے کہ نمازِ عید کے بعد دعا کی جائے لیکن اگر کوئی امام خطبہ کے بعد دعا کرے تب بھی درست ہے۔

[16]: عید کی مبارکباد دینا شرعاً درست بلکہ مستحب عمل ہے بشرطیکہ اسے لازم اور ضروری نہ سمجھا جائے اور جو اس کا اہتمام نہ کرے اسے ملامت بھی نہ کی جائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ایک دوسرے کو "تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنَّا وَ مِنْكُمْ صَالِحَ الْأَعْمَالِ" (کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اور ہمارے نیک اعمال قبول فرمائے) کے الفاظ سے عید کی مبارکباد دینا ثابت ہے۔

اَللّٰهُمَّ تَرَحَّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ تَحَنَّنْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَحَنَّنْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا سَلَّمْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

میت کے احکام و مسائل

جس شخص پر موت کے آثار ظاہر ہونے لگیں تو وہاں پر موجود افراد کو چاہیے کہ اسے اس طرح چت لٹا دیں کہ اس کی دائیں طرف قبلہ ہو۔ اگر اس کے پاؤں قبلہ کی طرف کر کے اس کے سر کے نیچے تکیہ وغیرہ رکھ کر چہرہ بھی قبلہ رخ کر دیا جائے تو بھی درست ہے۔ اس موقع پر مستحب ہے کہ اسے کلمۂ شہادت کی تلقین کی جائے جس کا طریقہ یہ ہے کہ اس سے یہ نہ کہا جائے کہ ”کلمہ شہادت پڑھو!“ بلکہ کوئی شخص بآواز بلند کلمۂ شہادت پڑھنا شروع کر دے۔ اس وقت اس کے پاس سورۃ یٰسین کی تلاوت کرنا مستحب ہے۔

جب اس کی روح نکل جائے تو اس کے ہاتھ پاؤں سیدھے کر دیے جائیں اور کپڑے کی ایک پٹی لے کر اس کی ٹھوڑی کے نیچے سے نکالتے ہوئے دونوں کنارے سر پر لا کر گرہ لگا دی جائے۔ نرمی سے میت کی آنکھیں بند کی جائیں اور اس وقت یہ دعا پڑھی جائے: ”بِسْمِ اللهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللهِ“۔

حیض و نفاس والی عورت اور جس پر غسل فرض ہو میت کے پاس نہ بیٹھیں۔ میت کو جب تک غسل نہ دیا جائے اس کے قریب قرآن کریم کی تلاوت نہ کی جائے۔ ہاں اگر میت کو کپڑے سے ڈھانپ دیا جائے تو اس کے قریب تلاوت کرنا درست ہے۔ اس کی موت کا اعلان کر دیا جائے تا کہ لوگ اس کی نمازِ جنازہ میں شریک ہو سکیں۔

میت کو غسل دینا:

میت کو غسل دینا فرض کفایہ ہے۔ چند افراد مل کر غسل دے دیں تو سب کی طرف سے فریضہ ادا ہو جائے گا۔ اگر میت کو بغیر غسل کے دفن کر دیا گیا تو سب گنہگار ہوں گے۔ غسل دینے کے لیے درج ذیل سامان کا انتظام کریں:

۱: غسل کا تختہ	۲: قینچی	۳: چھوٹی چادر دو عدد	۴: صابن
۵: تولیہ دو عدد	۶: مشک اور کافور	۷: دستانے	۸: پانی کے 2 ٹب
۹: پانی ڈالنے کے لیے 2 ڈبے	۱۰: روئی	۱۱: بیری کے پتے	۱۲: ٹشو پیپر / ڈھیلے
۱۳: کفن	۱۴: چارپائی		

میت کو درج ذیل مراحل کے مطابق بالترتیب غسل دینا چاہیے:

1: میت کو جس تختہ پر غسل دیا جائے اس کو تین یا پانچ یا سات دفعہ لوبان کی دھونی دینی چاہیے۔ پھر میت کو اس پر اس طرح لٹائیں کہ قبلہ اس کی دائیں طرف ہو۔

2: میت کے بدن کے کپڑے مثلاً شیروانی، بنیان وغیرہ چاک کرلیں اور تہ بند اس کے ستر پر ڈال کر اندر ہی اندر وہ کپڑے اتارلیں۔ یہ تہ بند لمبائی میں ناف سے پنڈلی تک اور موٹے کپڑے کا ہونا چاہیے کہ گیلا ہونے کے بعد اندر کا بدن نظر نہ آئے۔

3: ناف سے لے کر رانوں تک میت کا بدن دیکھنا جائز نہیں اور ایسی جگہ ہاتھ لگانا بھی جائز نہیں۔ میت کو استنجا کرانے اور غسل دینے میں اس جگہ کے لیے دستانے پہن لینے چاہییں یا کپڑا ہاتھ پر لپیٹ لینا چاہیے کیونکہ جس جگہ زندگی میں ہاتھ لگانا جائز نہیں وہاں مرنے کے بعد بھی دستانوں کے بغیر ہاتھ لگانا اور نگاہ ڈالنا جائز نہیں۔ غسل شروع کرنے سے پہلے بائیں ہاتھ میں دستانہ پہن کر مٹی کے تین یا پانچ ڈھیلوں یا ٹشو پیپرز سے استنجا کرائیں اور پھر پانی سے پاک کریں۔

4: میت کو وضو کرائیں۔ وضو میں گٹوں تک ہاتھ دھلائیں نہ کلی کرائیں اور نہ ہی ناک میں پانی ڈالیں بلکہ روئی کا پھایا تر کرکے ہونٹوں، دانتوں اور مسوڑھوں پر پھیر دیں۔ اسی طرح یہ عمل تین دفعہ کریں۔ پھر اسی طرح ناک کے دونوں سوراخوں کو روئی کے پھائے سے صاف کریں۔

وضاحت: اگر انتقال ایسی حالت میں ہوا ہو کہ میت پر غسل فرض ہو (مثلاً کسی شخص کا جنابت کی حالت میں یا کسی عورت کا حیض و نفاس کی حالت میں انتقال ہو جائے) تو بھی منہ اور ناک میں پانی ڈالنا درست نہیں ہے۔ البتہ دانتوں اور ناک میں تر کپڑا پھیر دیا جائے تو بہتر ہے مگر ضروری نہیں ہے۔ پھر ناک، منہ اور کانوں میں روئی رکھ دیں تاکہ وضو اور غسل کے دوران پانی اندر نہ جائے۔ پھر منہ دھلائیں، پھر دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھلائیں، پھر سر کا مسح کرائیں، پھر تین دفعہ دونوں پاؤں دھلائیں۔

5: جب وضو مکمل ہو جائے تو سر کو اور اگر مرد ہو تو ڈاڑھی کو بھی صابن وغیرہ سے مَل کر دھوئیں۔

6: پھر اسے بائیں کروٹ لٹائیں اور بیری کے پتوں میں پکایا ہوا نیم گرم پانی دائیں کروٹ پر تین دفعہ سر سے

پاؤں تک اتناڈالیں کہ نیچے کی جانب بائیں کروٹ تک پہنچ جائے۔

7: پھر دائیں کروٹ لٹاکر اسی طرح سے سر سے پیر تک تین دفعہ اتنا پانی ڈالیں کہ نیچے کی جانب دائیں کروٹ تک پہنچ جائے۔

8: اس کے بعد میت کو اپنے بدن کی ٹیک لگا کر ذرا بٹھانے کے قریب کر دیں اوراس کے پیٹ کو اوپر سے نیچے کی طرف آہستہ آہستہ ملیں اور دبائیں۔ اگر کچھ (پیشاب یا پاخانہ وغیرہ) خارج ہو تو صرف اسی کو پونچھ کر دھو دیں، وضواور غسل دہرانے کی ضرورت نہیں کیونکہ اس نجاست کے نکلنے سے میت کے وضواور غسل میں کوئی کمی نہیں آتی۔

9: پھر اسے بائیں کروٹ پر لٹاکر دائیں کروٹ پر کافور ملا پانی سر سے پیر تک تین دفعہ خوب بہادیں کہ نیچے بائیں کروٹ بھی خوب تر ہو جائے۔ پھر دوسرا دستانہ پہن کر سارابدن کسی کپڑے سے خشک کر کے دوسرا خشک کپڑا لپیٹ دیں۔

10: پھر چارپائی پر کفن کے کپڑے اس طریقے سے اوپر نیچے بچھائیں جو آگے کفن پہنانے کے طریقہ میں آرہا ہے۔ پھر میت کو آرام سے غسل کے تختے سے اٹھاکر کفن کے اوپر لٹادیں اور ناک، کان اور منہ سے روئی نکال دیں۔

چند متفرق مسائل:

1: میت کو غسل دینا اس کے قریبی رشتہ داروں کا حق ہے۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ قریبی رشتہ دار ہی غسل دیں۔ مرد میت کو مرد رشتہ دار اور عورت میت کو رشتہ دار عورتیں۔

2: اگر کسی عورت کے خاوند کا انتقال ہو جائے تو بیوی کے لیے اس کے چہرے کو دیکھنا، چھونا، غسل دینا، کفن پہنانا سب درست ہے، اور اگر کسی کی بیوی کا انتقال ہو جائے تو خاوند کے لیے اسے دیکھنا تو جائز ہے لیکن چھونا، غسل دینا اور کفن پہنانا جائز نہیں۔

3: نابالغ لڑکے کا انتقال ہوا اور وہ اتنا چھوٹا ہو کہ اسے دیکھنے سے شہوت نہ ہوتی ہو تو مردوں کی طرح اسے عورتیں بھی غسل دے سکتی ہیں۔ اسی طرح نابالغ لڑکی کا انتقال ہوا اور وہ اتنی چھوٹی ہو کہ اسے دیکھنے سے شہوت نہ ہوتی ہو تو عورتوں کی طرح مرد بھی اسے غسل دے سکتے ہیں۔ البتہ اگر یہ نابالغ ایسے ہوں جنہیں دیکھنے سے شہوت

ہوتی ہو تو لڑکے کو صرف مرد غسل دیں اور لڑکی کو صرف عورتیں۔

4: غسل دینے والے کو بعد میں خود بھی غسل کرنا مستحب ہے۔

5: اجرت لے کر غسل دینا جائز ہے۔

میت کو کفن دینا:

مرد کو تین کپڑوں میں کفنانا مسنون ہے اور عورت کو پانچ کپڑوں میں۔

مرد کی تکفین:

مرد کے لیے مسنون کفن یہ ہے:

1: اِزار یعنی سر سے پاؤں تک لمبی چادر۔

2: لفافہ۔ اسے "چادر" بھی کہتے ہیں جو اِزار سے لمبائی میں تقریباً ایک ذراع (ڈیڑھ فٹ) زیادہ ہوتا ہے۔

3: کرتہ جو بغیر آستین اور کَلی کے ہو۔ اسے قمیص یا کفنی بھی کہتے ہیں، یہ گردن سے پاؤں تک ہوتی ہے۔

مرد کو کفنانے کا طریقہ یہ ہے کہ چارپائی پر پہلے لفافہ بچھا کر اس پر ازار بچھا دیں۔ پھر کرتہ یعنی قمیص کا نچلا نصف حصہ بچھا دیں اور اوپر کا باقی حصہ سمیٹ کر سرہانے کی طرف رکھ دیں۔ پھر میت کو غسل کے تختے سے آرام سے اٹھا کر اس بچھے ہوئے کفن پر لٹا دیں۔ قمیص کا جو نصف حصہ سرہانے کی طرف رکھا تھا اس کو سر کی طرف الٹ دیں کہ قمیص کا سوراخ (گریبان) گلے میں آجائے اور پیروں کی طرف بڑھا دیں۔ جب اس طرح قمیص پہنا چکیں تو غسل کے بعد جو تہبند میت کے بدن پر ڈالا گیا تھا وہ نکال لیں۔ میت کے سر ڈاڑھی پر عطر وغیرہ کوئی خوشبو لگا دیں۔ پھر پیشانی، ناک، دونوں ہتھیلیوں، دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں پر یعنی جن اعضاء پر آدمی سجدہ کرتا ہے کافور مل دیں۔ اس کے بعد ازار کا بایاں کنارہ میت کے اوپر لپیٹ دیں۔ پھر اس کے اوپر دایاں کنارہ لپیٹ دیں تاکہ دایاں کنارہ اوپر رہے۔ پھر اسی طرح لفافہ لپیٹ دیں کہ بایاں کنارہ نیچے اور دایاں کنارہ اوپر رہے۔ پھر کپڑے کی پٹی سے کفن کو سر اور پاؤں کی طرف سے باندھ دیں اور بیچ سے کمر کے نیچے کو بھی ایک پٹی نکال کر باندھ دیں تاکہ ہوا سے یا ہلنے سے کفن کھل نہ جائے۔

عورت کی تکفین:

عورت کے لیے مسنون کفن یہ ہے:

1: ازار: سر سے پاؤں تک (مردوں کی طرح)

2: لفافہ: ازار سے لمبائی میں ایک ذراع (ڈیڑھ فٹ) زیادہ

3: کرتہ: بغیر آستین اور کلی کے جو گردن سے پاؤں تک ہو۔

4: سینہ بند: بغل سے رانوں تک ہو تو اچھا ہے ورنہ ناف تک بھی درست ہے اور چوڑائی میں اتنا ہو کہ باندھا جا سکے۔

5: سر بند: اسے خمار یا اوڑھنی بھی کہتے ہیں، یہ تین ہاتھ لمبا ہونا چاہیے۔

عورت کے کفن میں تین کپڑے تو بعینہ وہی ہیں جو مرد کے لیے ہوتے ہیں البتہ دو کپڑے زائد ہیں؛ ایک سینہ بند اور دوسرا سر بند۔

عورت کو کفنانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے لفافہ بچھا کر اس پر سینہ بند اور اس پر ازار بچھائیں۔ پھر قمیص کا نچلا نصف حصہ بچھا دیں اور اوپر کا باقی نصف حصہ سمیٹ کر سرہانے کی طرف رکھ دیں۔ پھر میت کو غسل کے تختے سے آرام سے اٹھا کر اس بچھے ہوئے کفن پر لٹا دیں اور قمیص کا جو نصف حصہ سرہانے کی طرف رکھا تھا اس کو اس طرح سر کی طرف الٹ دیں کہ قمیض کا سوراخ (گریبان) گلے میں آجائے اور پیروں کی طرف بڑھا دیں۔ جب قمیض پہنا چکیں تو جو تہبند غسل کے بعد عورت کے بدن پر ڈالا گیا تھا وہ نکال دیں اور اس کے سر پر عطر وغیرہ کوئی خوشبو لگا دیں۔ پھر اعضائے سجدہ (پیشانی، ناک، دونوں ہتھیلیوں، دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں) پر کافور مل دیں، پھر سر کے بالوں کو دو حصے کر کے قمیض کے اوپر سینے کی طرف ڈال دیں؛ ایک حصہ دائیں طرف اور دوسرا بائیں طرف۔ پھر سر بند یعنی اوڑھنی سر پر اور بالوں پر ڈال دیں۔ اس کو باندھنا یا لپیٹنا نہیں چاہیے۔ اس کے بعد میت کے اوپر ازار اس طرح لپیٹیں کہ بایاں کنارہ نیچے اور دایاں کنارہ اوپر رہے۔ اس کے بعد سینہ بند سینوں کے اوپر بغلوں سے نکال کر گھٹنوں تک دائیں بائیں باندھیں۔ پھر لفافہ اس طرح لپیٹیں کہ بایاں کنارہ نیچے اور دایاں اوپر رہے۔ اس کے بعد کپڑے کی پٹی سے کفن کو سر اور پاؤں کی طرف سے باندھ دیں اور بیچ میں کمر کے نیچے کو بھی ایک

بڑی پٹی نکال کر باندھ دیں تا کہ ہلنے سے کھل نہ جائے۔

چند متفرق مسائل:

1: مرد و عورت دونوں کے لیے سفید کپڑے کا کفن سب سے اچھا ہے۔ اس کے علاوہ کسی اور رنگ کا کفن بھی درست ہے۔

2: اپنے لیے پہلے سے کفن تیار رکھنا درست ہے اور اسے آب زمزم میں بھگو کر رکھنے میں بھی کوئی حرج نہیں بلکہ باعثِ برکت ہے۔

3: میت کے جسم پر اسی طرح اس کے کفن پر کافور یا روشنائی سے کوئی آیت، حدیث یا دعا لکھنا درست نہیں۔ ہاں بغیر روشنائی کے محض انگلی کے اشارے سے لکھا جائے تو گنجائش ہے۔

نمازِ جنازہ پڑھنا:

نماز جنازہ فرضِ کفایہ ہے یعنی چند افراد پڑھ لیں تو باقی لوگ گناہ سے بچ جائیں گے۔ البتہ لوگ جس قدر زیادہ ہوں گے اس قدر میت کے حق میں اچھا ہے۔

نمازِ جنازہ کے فرائض:

1: قیام

2: چار تکبیریں

نمازِ جنازہ کی شرائط:

1: میت کا مسلمان ہونا (کافر، مرتد کی نماز جنازہ جائز نہیں)

2: میت کے بدن اور کفن کا پاک ہونا

3: میت کے واجب الستر جسم کا ڈھکا ہوا ہونا (بالکل برہنہ میت کی نماز جنازہ جائز نہیں)

4: میت کا نماز پڑھنے والوں کے آگے ہونا (اگر میت نماز پڑھنے والوں کے پیچھے ہو تو نماز جنازہ جائز نہیں)

5: میت کا یا جس چیز پر میت ہے اس کا زمین پر رکھا ہوا ہونا (اگر میت کو لوگ ہاتھوں میں اٹھائے ہوئے ہوں

اور اسی حالت میں نماز جنازہ پڑھی جائے تو صحیح نہ ہوگی)

6: میت کا وہاں موجود ہونا(غائبانہ نمازِ جنازہ پڑھنا جائز نہیں)

نماز جنازہ کی سنتیں:

1: امام کا میت کے سینے کے برابر کھڑا ہونا، خواہ میت مذکر ہو یا مؤنث۔

2: پہلی تکبیر کے بعد ثناء پڑھنا۔

3: دوسری تکبیر کے بعد درود شریف پڑھنا۔

4: تیسری تکبیر کے بعد میت کے لیے دعا کرنا۔ جس کی تفصیل یہ ہے:

بالغ میت کے لیے دعا:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَأُنْثَانَا. اَللّٰھُمَّ مَنْ أَحْیَیْتَهٗ مِنَّا فَأَحْیِهٖ عَلَى الْإِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْإِیْمَانِ.

ترجمہ: اے اللہ! ہمارے زندوں اور مردوں کو بخش دے، ہمارے حاضر اور غائب کو بخش دے، ہمارے چھوٹوں اور بڑوں کو بخش دے، ہمارے مردوں اور عورتوں کو بخش دے۔ اے اللہ! ہم میں سے جس کو زندہ رکھے تو اسلام پر زندہ رکھنا اور جس کو موت دے تو ایمان کی حالت میں موت دینا۔

نابالغ بچے اور مجنون کے لیے دعا:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَاجْعَلْهُ لَنَا اَجْرًا وَذُخْرًا وَاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَمُشَفَّعًا.

ترجمہ: اے اللہ! اس بچے کو ہمارا پیش رَو بنا، اسے ہمارے لیے باعث اجر بنا، اسے ہمارے لیے سفارش کرنے والا بنا اور اس کی سفارش کو قبول فرما۔

نابالغ بچی کے لیے دعا:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فَرَطاً وَاجْعَلْهَا لَنَا اَجْرًا وَذُخْرًا وَاجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَةً.

ترجمہ: اے اللہ! اس بچی کو ہماری پیش رَو بنا، اسے ہمارے لیے باعث اجر بنا، اسے ہمارے لیے سفارش کرنے والا بنا

اور اس کی سفارش کو قبول فرما۔

چند متفرق مسائل:

1: جب میت کو غسل دے چکیں تو اس کے بعد نماز جنازہ جلد پڑھنی چاہیے۔ اس میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔

2: اگر میت کو تیار کرنے میں دیر ہو جائے اور ممنوع وقت (سورج نکلنے کا وقت، عین زوال کا وقت اور سورج غروب ہونے کا وقت) شروع ہو جائے تو اس وقت میں نماز جنازہ پڑھنا جائز بلکہ افضل ہے اور تاخیر مکروہ ہے لیکن اگر میت تیار ہو جائے اور لوگوں کا انتظار کرتے کرتے دیر ہو جائے اور ممنوع وقت شروع ہو جائے تو اب نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں بلکہ ممنوع وقت گزر جانے کے بعد جنازہ کی نماز پڑھی جائے۔

3: ان افراد کی نماز جنازہ پڑھنا صحیح نہیں:

- اسلامی حکومت کے خلاف بغاوت کرنے والا
- ڈاکو
- والدین کو قتل کرنے والا
- ظالم کا ساتھ دیتے ہوئے مارا جانے والا

4: اگر کئی جنازے جمع ہو جائیں تو بہتر یہ ہے کہ ہر ایک کی نماز الگ الگ پڑھی جائے۔ تمام جنازوں کو امام کے سامنے رکھ کر اکٹھا نماز جنازہ پڑھنا بھی جائز ہے۔ اس وقت تمام جنازوں کی صف بنالی جائے جس کی بہترین صورت یہ ہے کہ قبلہ کی جانب ایک جنازے کے آگے دوسرا جنازہ رکھا جائے تاکہ سب کے سر ایک طرف ہوں اور پاؤں ایک طرف۔ ایسی صورت میں سب کا سینہ امام کے مقابل ہو جائے گا جو کہ مسنون صورت ہے۔

5: اگر جنازوں میں مرد، خواتین، نابالغ بچے اور نابالغ بچیاں شامل ہوں تو اس میں سب سے پہلے مرد کو امام کے سامنے رکھا جائے، اس کے بعد نابالغ لڑکے کو، پھر عورت کو اور اس کے بعد نابالغ بچی کو۔

6: نمازِ جنازہ کے بعد دفن سے پہلے اجتماعی دعا مانگنا جائز نہیں۔ اس سے احتراز کرنا چاہیے۔

میت کو دفن کرنا:

قبر کی دو قسمیں ہیں:

1: لحد..... میت کے قد کے برابر ورنہ نصف قد کے برابر گڑھا کھود کر اس کے اندر قبلہ کی جانب مزید گڑھا کھود کر میت کو اس میں رکھا جائے۔ اسے "بغلی قبر" بھی کہتے ہیں۔

2: شَق.... میت کے قد کے برابر ورنہ نصف قد کے برابر گڑھا کھودا جائے جس کی لمبائی میت کے قد کے برابر اور چوڑائی زیادہ سے زیادہ نصف قد کے برابر ہو اور میت کو اس میں دفن کیا جائے۔ اسے "صندوقی قبر" بھی کہتے ہیں۔

میت کے لیے لحد (بغلی قبر) بنانا شق (صندوقی قبر) بنانے سے بہتر ہے۔ تاہم اگر زمین کے نرم ہونے کی وجہ سے قبر بیٹھ جانے کا اندیشہ ہو تو شق (صندوقی قبر) کھودی جائے۔ میت کی تدفین کا طریقہ یہ ہے:

1: میت کو قبر کے کنارے قبلہ کی سمت رکھا جائے اور قبر میں اتارنے والے افراد قبلہ رو کھڑے ہوں اور میت کو اٹھا کر قبر میں رکھ دیں۔

2: میت کو قبر میں رکھتے وقت "بِسْمِ اللهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللهِ" پڑھنا مستحب ہے۔

3: قبر میں رکھنے کے بعد میت کو دائیں پہلو پر قبلہ رخ کر دینا مسنون ہے، صرف چہرہ قبلہ کی طرف پھیر دینا کافی نہیں۔ اس مقصد کے لیے میت کو قبر میں دیوار سے ٹیک لگا کر لٹایا جائے تو اس کا رخ قبلہ کی طرف ہو جائے گا۔

4: کفن کی گرہوں کو اَب کھول دیا جائے کیونکہ اب کفن کے کھل جانے کا خطرہ نہیں رہا۔

5: میت کو قبر میں رکھنے کے بعد قبر کا منہ بند کر دیا جائے۔ اگر لحد ہے تو اینٹوں سے بند کیا جائے اور اگر شق ہے تو اینٹوں، تختوں وغیرہ سے بند کیا جائے۔

6: اس کے بعد مٹی ڈالی جائے۔ مٹی ڈالتے وقت سرہانے کی جانب سے ابتداء کرنا مستحب ہے۔ ہر شخص تین دفعہ اپنے ہاتھوں میں مٹی بھر کر قبر پر ڈالے۔ پہلی مرتبہ ڈالتے وقت ﴿مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ﴾، دوسری مرتبہ ڈالتے وقت ﴿وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ﴾ اور تیسری مرتبہ ڈالتے وقت ﴿وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى﴾ پڑھے۔

7: قبر کو ایک بالشت سے بہت زیادہ بلند کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

8: قبر پر عمارتیں، گنبد، قبے بنانا جائز نہیں۔

9: تدفین کے بعد قبر پر اذان کہنا بدعت ہے۔

10: تدفین کے بعد قبر کے سرہانے کی جانب سورۃ البقرۃ کا ابتدائی حصہ اور قبر کے پاؤں کی جانب سورۃ البقرۃ کا آخری حصہ پڑھنا مسنون ہے۔

11: دفن کرنے کے بعد قبر پر اجتماعی دعا کرنا مسنون ہے جس میں میت کے لیے مغفرت اور سوال و جواب کے وقت ثابت قدمی کا ذکر ہو۔

اَللّٰهُمَّ تَرَحَّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ تَحَنَّنْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَحَنَّنْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا سَلَّمْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

مشق نمبر 2

مختصر جواب دیجیے:

1: کن کن نمازوں کے لیے اذان کہنا سنتِ مؤکدہ ہے؟

2: نماز کی چھ شرائط اور سات ارکان تحریر کریں۔

3: نماز پڑھتے ہوئے اگر تصویر دائیں بائیں جانب یا پاؤں کے نیچے ہو تو نماز کا کیا حکم ہے؟ تفصیلاً ذکر فرمائیں۔

4: جماعت کی فضیلت پر ایک حدیث مبارک تحریر کریں۔

5: بڑی مسجد اور چھوٹی مسجد کی حدود کیا ہیں؟ بیان کریں۔

6: نمازِ وتر پڑھنے کا کیا طریقہ ہے؟ بیان کریں۔

7: درج ذیل نفل نمازوں پر مختصر نوٹ لکھیں:

تہجد، اشراق، اوابین، صلوٰۃ التوبہ

8: اگر کوئی شخص شرعی مسافت پر گیا ہو تو وہ نمازیں کس طرح ادا کرے گا؟

9: ایک شخص نے فرض کی پہلی رکعت میں سورۃ الفاتحہ جان بھول کر چھوڑ دی۔ کیا سجدہ سہو کرنے سے اس کی نماز درست ہو جائے گی؟

10: سجدہ تلاوت کا طریقہ بیان کرتے ہوئے یہ بتائیں کہ قرآن کریم میں کل کتنے سجدے ہیں؟

11: جمعہ کا خطبہ دینے کی شرعی حیثیت واضح کریں، نیز یہ بتائیں کہ عربی زبان کے علاوہ کسی اور زبان میں خطبہ دینا کیسا ہے؟

13: نمازِ جنازہ کے فرائض، شرائط اور سنتیں تحریر کیجیے۔

14: میت کی تدفین کا مسنون طریقہ تحریر کریں۔

15: تراویح کی مسنون رکعات کتنی ہیں؟ اور نابالغ کے پیچھے تراویح کی نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

صحیح جواب کا انتخاب کیجیے:

1: نمازِ پنجگانہ کے فرائض کے لیے ایک بار اور نمازِ جمعہ کے لیے دو بار اذان کہنے کی حیثیت ہے:

فرض واجب سنتِ مؤکدہ

2: جس جگہ نماز پڑھنی ہو اس جگہ کا پاک ہونا نماز کی صحت کے لیے:

شرط ہے سنت ہے مستحب ہے

3: نماز میں ہاتھ یا سر کے اشارہ سے سلام کا جواب دینا:

واجب مکروہ سنت

4: اگر کسی مسجد کا کل رقبہ اتنا یا اس سے زیادہ ہو تو وہ بڑی مسجد ہے:

3600 مربع فٹ 3800 مربع فٹ 4200 مربع فٹ

5: وتر کی نماز ہے:

فرض واجب نفل

6: اپاہج اور پیر کٹے شخص پر جمعہ کی نماز:

واجب ہے فرض نہیں فرض ہے

7: عید اور جمعہ ایک ہی دن میں واقع ہو جائیں تو دونوں کی ادائیگی کا حکم یہ ہے کہ:

دونوں ضروری ہیں صرف جمعہ ضروری ہے صرف عید ضروری ہے

8: تراویح کی نماز ہے:

سنتِ مؤکدہ واجب فرض

9: نمازِ عید کی زائد تکبیرات کی تعداد ہے:

6 9 12

10: عید الفطر کے دن عید گاہ جانے سے پہلے کھانا مسنون ہے:

کھجوریں گوشت چاول

11: میت کو غسل دینا ے کا شرعی حکم یہ ہے:

فرض کفایہ مستحب مسنون

12: مرد اور عورت کے مسنون کفن کے لیے اتنے کپڑے ہیں:

مرد کے 3، عورت کے 5 مرد کے 5، عورت کے 6 مرد کے 4، عورت کے 7

خالی جگہ پر کیجیے:

1: مرد کا ستر ناف کے نیچے سے لے کر............کے نیچے تک ہے۔

2: اذان کا لغوی معنی ہے:............۔

3: اذان کے کلمات کی تعداد............اور اقامت کے کلمات کی تعداد............ہے۔

4: قیام میں نظر............کی جگہ، رکوع میں............پر، سجدے میں............پر اور سلام پھیرتے وقت............پر ہونا مستحب ہے۔

5: مفسدات نماز ان چیزوں کو کہا جاتا ہے جن سے نماز............جاتی ہے۔

6: جمعہ کی ادائیگی کے لیے جماعت شرط ہے جس میں امام کے علاوہ............بالغ افراد شامل ہوں۔

7: امام کا سترہ مقتدیوں کے لیے............ہے۔

8: نماز چاشت............رکعت سے لے کر............رکعات تک پڑھی جاتی ہے۔

9: مغرب کے فرائض اور سنتوں کے بعد چھ سے لے کر بیس رکعات تک پڑھی جانے والی نوافل کو ....کہتے ہیں۔

10: صلوٰۃ التسبیح کی ہر رکعت میں تیسرے کلمہ کا پہلا حصہ............مرتبہ پڑھا جاتا ہے۔

11: جو آدمی اپنی بستی یا شہر سے دور کم از کم............کلومیٹر چلنے کی نیت سے سفر شروع کرے اسے "شرعی مسافر" کہتے ہیں۔

12: قرآن کریم میں سجدوں کی کل تعداد............ہے۔

13: جمعہ کے دو فرائض میں امام کے لیے مستحب ہے کہ پہلی رکعت میں سورت............اور دوسری میں

سورت............ پڑھے۔

14: تراویح میں ایک مرتبہ قرآن ختم کرنا............، دو مرتبہ ختم کرنا............ اور تین مرتبہ ختم کرنا .... ہے۔

غلط اور درست کی نشاندہی کیجیے:

1: نماز پنجگانہ کو جماعت کے ساتھ ادا کرنا مردوں کے لیے واجب یا کم از کم سنت مؤکدہ ہے۔

2: جن چیزوں کو نماز سے پہلے پورا کرنا ضروری ہوتا ہے انہیں "شرائط نماز" کہتے ہیں۔

3: مقتدی کا امام سے آگے کھڑا ہونا اس وقت سمجھا جائے گا جب اس کی ایڑی امام کی ایڑی سے آگے ہو جائے۔

4: رکوع سے کھڑے ہوتے وقت اس قدر سیدھے ہو جائیں کہ جسم میں کوئی خم باقی رہے۔

5: ترک واجب کا مطلب کوئی واجب چھوٹ جائے۔

6: لغت میں "سترہ" اس چیز کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ انسان خود کو پاک کرے۔

7: جن اوقات میں نوافل پڑھے جاسکتے ہیں انہی میں صلوٰۃ التسبیح بھی پڑھ سکتے ہیں۔

8: سجدہ کی آیت پڑھنے والے اور سننے والے دونوں پر سجدہ کرنا واجب ہو جاتا ہے۔

9: بغیر وضو کے سجدہ تلاوت کرنا جائز ہے۔

10: جمعہ کا خطبہ عربی زبان کے علاوہ کسی اور زبان میں دینا مکروہِ تحریمی ہے۔

11: نابالغ کے پیچھے تراویح کی نماز جائز ہے۔

12: نماز جنازہ میں چار تکبیریں اور قیام سنت ہے۔

13: نمازِ جنازہ کے بعد دفن سے پہلے اجتماعی دعا مانگنا جائز نہیں۔

14: تدفین کے بعد قبر پر اذان کہنا درست ہے۔

باب سوم: زکوٰۃ کے احکام و مسائل

اس باب میں درج ذیل عنوانات کا بیان ہو گا:

[1]: زکوٰۃ کے فضائل و اہمیت

[2]: زکوٰۃ کی تعریف اور شرائطِ فرضیت

[3]: صاحبِ نصاب کی تعریف

[4]: زکوٰۃ کا حساب کرنے کا طریقہ

[5]: زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے مددگار فارم

[6]: استعمالی و غیر استعمالی زیورات پر زکوٰۃ کا حکم

[7]: زکوٰۃ کی صحیح ادائیگی کی شرائط

[8]: مصارفِ زکوٰۃ

[9]: زکوٰۃ کے چند متفرق مسائل

[10]: زکوٰۃ کے چند جدید مسائل

[11]: جانوروں کی زکوٰۃ کے احکام

زکوٰۃ کے فضائل واہمیت

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَاْ فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ﴾

سورۃ الروم:39

ترجمہ: اور یہ جو تم سود دیتے ہو تاکہ لوگوں کے مال میں شریک ہو کر بڑھ جائے تو یہ اللہ کے نزدیک بڑھتا نہیں ہے اور جو زکوٰۃ تم اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے ارادے سے دیتے ہو تو (غور سے سن لو کہ) یہی وہ لوگ ہیں جو در حقیقت (اپنے مال کو) بڑھانے والے ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ ؛ شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 8

ترجمہ: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے:

١.... اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں

٢.... نماز قائم کرنا

٣.... زکوٰۃ ادا کرنا

٤.... حج کرنا

٥.... رمضان کے روزے رکھنا۔

زکوٰۃ اسلام کا تیسرا رکن ہے جو ہر صاحبِ نصاب مسلمان پر سال میں ایک بار ادا کرنا فرض ہے۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کا اصل مقصد اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ جب کوئی بندہ زکوٰۃ نکالتا ہے تو زکوٰۃ کی

ادائیگی باقی مال میں برکت، اضافے اور پاکیزگی کا باعث بنتی ہے۔

زکوٰۃ کے چند اہم فوائد:

1: اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل ہوتی ہے۔

2: دولت چند ہاتھوں میں نہیں رہتی بلکہ گردش کرتی رہتی ہے۔

3: مال کی حرص وہوس نہیں رہتی۔

4: معاشرہ معاشی طور پر مضبوط رہتا ہے۔

5: غریب اور امیر میں باہمی رقابت کا ماحول ختم ہو جاتا ہے۔

6: چوری، ڈاکہ، سود وغیرہ جیسے معاشرتی جرائم سے حفاظت رہتی ہے۔

زکوٰۃ کی تعریف اور شرائطِ فرضیت

زکوٰۃ کا لغوی معنی ہے: پاک کرنا اور نشو ونما کرنا۔

زکوٰۃ کا شرعی معنی ہے: مال میں مخصوص شرائط پائے جانے کی صورت میں کسی مستحق شخص کو اس مال کے مخصوص حصے (چالیسویں حصے) کا مالک بنا دینا۔

فرضیتِ زکوٰۃ کی شرائط:

شریعت مبارکہ نے زکوٰۃ ہر انسان پر فرض نہیں کی بلکہ اس کی فرضیت کی کچھ شرائط مقرر کی ہیں۔ جب وہ تمام شرائط پائی جائیں تو زکوٰۃ فرض ہو جاتی ہے اور اگر کوئی ایک شرط کم ہو تو زکوٰۃ فرض نہیں ہوتی۔

جن شرائط کی وجہ سے زکوٰۃ فرض ہوتی ہے وہ دو قسم کی ہیں:

☼ بعض کا تعلق اس فرد کے ساتھ ہے جس کے پاس مال موجود ہے۔

☼ بعض کا تعلق خود مال کے ساتھ ہے۔

ان شرائط کی تفصیل درج ذیل ہے:

(1)فرد سے متعلق شرائط:

[1]: مسلمان ہونا.....(کافر پر زکوٰۃ واجب نہیں کیونکہ یہ خالصتاً عبادت ہے اور کافر عبادت کا اہل نہیں)

[2]: آزاد ہونا.....(شرعی غلام اور باندی پر واجب نہیں۔ واضح ہو کہ آج کل کہیں بھی شرعی غلام اور باندیوں کا وجود نہیں۔ آج کل سب آزاد سمجھے جاتے ہیں)

[3]: عاقل ہونا.....(دیوانے، پاگل پر زکوٰۃ فرض نہیں)

[4]: بالغ ہونا.....(نابالغ پر زکوٰۃ فرض نہیں)

(2)مال سے متعلق شرائط:

[1]: مال مکمل ملکیت میں ہو۔

کسی چیز میں مکمل ملکیت تب ثابت ہوتی ہے جب اس کا مالک بھی ہو اور اس پر مکمل قبضہ بھی ہو۔ لہٰذا ایسا مال جس پر بطورِ امانت قبضہ ہو اس پر زکوٰۃ نہیں۔ اسی طرح وہ مال جو عورت کو بطور حق مہر کے ملے لیکن ابھی تک عورت نے قبضہ نہ کیا ہو اس پر بھی زکوٰۃ نہیں۔ البتہ اگر کسی نے اپنا مال دوسرے کو قرض دیا تو اس پر دیگر شرائط کے ساتھ زکوٰۃ فرض ہوگی کیونکہ اس مال میں قرض خواہ کی ملکیت بھی ثابت ہے اور یہ مال اس کا قبضہ شدہ بھی ہے۔

[2]: مال نصاب کے بقدر ہو۔

اگر مملوکہ مال نصاب سے کم ہو تو زکوٰۃ فرض نہیں۔ نصاب کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

[3]: مال حاجاتِ اَصلیہ سے زائد ہو۔

جو چیزیں انسانی زندگی کی بنیادی ضروریات میں داخل ہیں ان پر زکوٰۃ فرض نہیں، جیسے رہائشی مکان، نان و نفقہ یعنی راشن، سردی گرمی سے بچاؤ کے لیے پہننے کے کپڑے، حفاظت کی غرض سے خریدا ہوا اسلحہ، گھریلو استعمال کے برتن یا فرنیچر، آلاتِ صنعت و حرفت یعنی روزگار کے لیے خریدے ہوئے اوزار، سواری کے لیے گاڑی، مطالعہ کی کتابیں وغیرہ۔ واضح رہے کہ اس شرط کا یہ معنی نہیں کہ جو چیزیں گھر میں ضرورت سے زائد ہیں تو ان پر زکوٰۃ فرض ہے بلکہ اس شرط کا مفاد یہ ہے کہ اگر کسی نے کوئی چیز فروخت کرنے کی نیت سے خریدی لیکن بعد میں اسے اپنی بنیادی ضرورت میں استعمال کر لیا تو اب اس چیز پر زکوٰۃ نہیں ہوگی۔

[4]: مال دَین سے خالی ہو۔

اگر مال نصاب کے بقدر موجود ہو مگر اس پر دَین بھی ہو تو اس مال پر زکوٰۃ فرض نہیں۔ سمجھانے کے لیے دَین کو اردو زبان میں قرض کہہ دیا جاتا ہے۔ مگر فقہ کی زبان میں دَین ہر ایسی چیز کو کہا جاتا ہے جو کسی کے ذمہ واجب ہو خواہ کسی بھی وجہ سے واجب ہوئی ہو۔ پھر خواہ یہ ذمہ میں واجب ہونے والی چیز رقم ہو، سامان ہو یا کوئی اور چیز ہو۔

[5]: مال نامی ہو یعنی بڑھنے والا ہو۔

خواہ حقیقتاً بڑھتا ہو کہ اس کا بڑھنا دِکھائی دے، جیسے جانور مویشی، خواہ حکماً بڑھتا ہو کہ اگر بڑھانا چاہیں تو بڑھا سکیں، جیسے سونا چاندی، روپے پیسے۔ اگر مال بڑھنے والا نہ ہو اگرچہ ضرورت سے زائد بھی ہو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں، جیسے ایک سے زائد مکان، ہیرے جواہرات، موتی، یاقوت، بشرطیکہ تجارت کے لیے نہ ہوں۔

فائدہ: مال نامی چار ہیں:

1: سونا (خواہ جس شکل میں ہو مثلاً زیورات، ڈلی، بسکٹ، آرائشی سامان، سِکے وغیرہ)

2: چاندی (خواہ جس شکل میں ہو مثلاً زیورات، ڈلی، بسکٹ، آرائشی سامان، سِکے وغیرہ)

3: نقدی رقم

4: مالِ تجارت

[6]: مال پر سال گزر چکا ہو۔

اس مال پر چاند کے حساب سے پورا سال گزر جائے تب زکوٰۃ فرض ہوتی ہے۔ فقہی زبان میں اس شرط کو "حولانِ حول" کہتے ہیں۔

فائدہ: مال پر سال گزرنے کا مطلب یہ نہیں کہ ہر ہر روپے یا مال پر مستقل سال گزرے۔ سال گزرنے سے مراد یہ ہے کہ جس تاریخ میں آپ کے پاس پیسہ یا نصاب موجود ہو، وہ تاریخ طے کر لیں۔ یہ تاریخ قمری [چاند کی] تاریخ ہونی چاہیے۔ اگر تاریخ یاد نہ ہو تو کوئی بھی قمری تاریخ طے کر لیں اور آئندہ سال جب وہی تاریخ آئے اس وقت حساب کر لیں، سال کے درمیان میں پیسے آتے جاتے رہیں، اس سے فرق نہیں پڑتا۔

فرض کریں گزشتہ سال 10 رمضان کو اگر آپ 5 لاکھ روپے کے مالک تھے، جس پر ایک سال بھی گزر گیا

تھا۔ زکوٰۃ ادا کر دی گئی تھی۔ اِس سال رمضان تک جو رقم آتی جاتی رہی اُس کا کوئی اعتبار نہیں، بس اِس رمضان میں دیکھ لیں کہ آپ کے پاس اب کتنی رقم ہے، اور اُس رقم پر زکوٰۃ ادا کر دیں۔ مثلاً اِس رمضان میں 6 لاکھ روپے آپ کے پاس قرض نکال کر باقی بچ گئے ہیں تو 6 لاکھ پر 2.5٪ زکوٰۃ ادا کر دیں۔

صاحبِ نصاب کی تعریف

اگر کسی شخص کی ملکیت میں درج ذیل اموال مقدار مذکور میں ہوں تو وہ صاحبِ نصاب ہے۔

[۱]: اگر کسی شخص کی ملکیت میں ساڑھے سات تولہ (87.48 گرام) یا اس سے زائد صرف سونا موجود ہو (خواہ جس شکل میں ہو مثلاً زیورات، ڈلی، آرائشی سامان، سِکے وغیرہ) تو وہ صاحبِ نصاب ہے۔

[۲]: اگر کسی کی ملکیت میں ساڑھے باون تولہ (612.36 گرام) یا اس سے زائد صرف چاندی موجود ہو (خواہ جس شکل میں ہو مثلاً زیورات، ڈلی، آرائشی سامان، سِکے وغیرہ) تو وہ صاحبِ نصاب ہے۔

[۳]: اگر کسی کی ملکیت میں ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کے برابر یا اس سے زائد صرف نقدی موجود ہو (خواہ جس ملک کی بھی ہو مثلاً روپے، ریال، ڈالر، درہم وغیرہ) تو وہ صاحبِ نصاب ہے۔

[۴]: اگر کسی کی ملکیت میں ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کے برابر یا اس سے زائد صرف تجارت کا مال موجود ہو تو وہ صاحبِ نصاب ہے۔

[۵]: اگر کسی کی ملکیت میں مذکورہ چار چیزوں (سونا، چاندی، نقدی، مالِ تجارت) کی تھوڑی تھوڑی مقدار کی مالیت یا ان میں سے کوئی دو یا زائد چیزوں کی مجموعی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر یا اس سے زائد موجود ہو تو وہ صاحبِ نصاب ہے۔

مالِ تجارت سے مراد:

اگر کسی چیز کو خریدتے وقت نیت یہ تھی کہ اسے بعد میں فروخت کر دیں گے اور یہ نیت تاحال باقی بھی ہو تو اب یہ چیز "مالِ تجارت" میں شمار ہو گی، لیکن اگر کوئی چیز خریدتے وقت اسے آگے فروخت کرنے کی نیت نہ ہو یا اس وقت تو آگے فروخت کرنے کی نیت تھی لیکن بعد میں نیت بدل گئی تو ایسی چیز "مالِ تجارت" میں شمار نہ ہو گی۔

زکوٰۃ کا حساب کرنے کا طریقہ

زکوٰۃ کا حساب لگانے سے پہلے دو چیزوں کو نوٹ کر لیں:

نمبر1: قابل زکوٰۃ اموال اور اثاثہ جات

نمبر2: مالیاتی ذمہ داریاں

نمبر1: قابل زکوۃ اشیاء اور اثاثہ جات:

(1): سونا اور چاندی، کسی بھی شکل میں ہوں اور کسی بھی مقصد کے لیے ہوں۔ کھوٹ اور نگینے نکال کر ان کی جو مالیت بنے وہ نوٹ کر لیں۔

(2): گھر میں یا جیب میں موجود رقم۔

(3): بینک اکاؤنٹ یا لاکر میں موجود رقم۔

(4): غیر ملکی کرنسی کی موجودہ مالیت۔

(5): پرائز بانڈ کی اصل جمع شدہ رقم۔

(6): مستقبل کے کسی منصوبے؛ حج، بچوں کی شادی وغیرہ کے لیے جمع شدہ رقم۔

(7): تکافل یا انشورنس پالیسی میں جمع شدہ رقم۔

نوٹ: انشورنس کروانا حرام ہے، اگر کسی نے کروائی ہو تو فوراً ختم کر دے۔ انشورنس پالیسی میں جمع شدہ رقم پر بھی زکوۃ واجب ہے۔

(8): جو قرض دوسروں سے لینا ہے اور توقع ہو کہ وہ واپس بھی دے دے گا۔

(9): کمیٹی BC کی جو رقم جمع کرا چکے ہیں اور ابھی کمیٹی نہیں نکلی۔

(10): کسی بھی چیز کے لیے ایڈوانس میں دی گئی رقم جب کہ وہ چیز ابھی ملی نہ ہو۔

(11): سرمایہ کاری، مضاربت، شراکت میں لگی ہوئی رقم۔

(12): شئیرز، سیونگ سرٹیفکیٹس، این آئی ٹی یونٹس، این ڈی ایف سیونگ سرٹیفکیٹس، پراویڈنٹ فنڈ کی وصول

شدہ یا کسی اور ادارے میں مالک کے اختیار سے منتقل شدہ رقم۔

(13): مال تجارت یعنی دکان، گودام یا فیکٹری میں جو سٹاک قابل فروخت ہے اس کی موجودہ قیمت۔

(14): خام مال جو فیکٹری، دکان یا گودام میں موجود ہے، اس کی موجودہ قیمت۔

(15): فروخت شدہ مال کے بدلے میں حاصل شدہ اشیاء کی مالیت اور فروخت شدہ مال کی قابل وصول رقم۔

(16): فروخت کرنے کی نیت سے خریدے گئے پلاٹ، گھر، فلیٹ، دکان یا زمین کی موجودہ قیمت۔

اوپر ذکر کردہ تمام اشیاء کی کل مالیت کا حساب نکال کر ٹوٹل کرلیں اور اسے "A" کا نام دے دیں۔

نمبر 2: مالیاتی ذمہ داریاں:

(1): قرض جو ادا کرنا ہے یعنی ادھار لی ہوئی رقم۔

(2): ادھار خریدی ہوئی چیزوں کی جو رقم ادا کرنی ہے۔

(3): بیوی کا حق مہر جو ابھی ادا کرنا ہے۔

(4): پہلے سے نکلی ہوئی کمیٹی BC کی جو بقیہ قسطیں ادا کرنی ہیں۔

(5): آپ کے ملازمین کی تنخواہیں جو اس تاریخ تک واجب الادا ہوں۔

(6): ٹیکس، دکان مکان وغیرہ کا کرایہ، یوٹیلٹی بلز وغیرہ جو اس تاریخ تک واجب الادا ہوں۔

(7): گذشتہ برسوں کی زکوۃ جو ابھی تک ادا نہیں کی گئی۔

مذکورہ تمام اشیاء کی کل مالیت کا حساب لگا کر ان کا بھی ٹوٹل کرلیں اور اسے B کا نام دے دیں۔

اب قابل زکوٰۃ اشیاء کی کل مالیت سے یہ بعد والی رقم یعنی مالیاتی ذمہ داریوں والی رقم تفریق کردیں یعنی "A" میں سے "B" کو تفریق (Minus) کریں۔ جو جواب آئے اس کو چالیس 40 پر تقسیم کردیں۔ اب جو جواب آئے گا وہ آپ کے ذمہ واجب الاداز کوٰۃ کی کل رقم ہے۔

مثال: "A" کی مقدار بیس لاکھ اور "B" کی مقدار دو لاکھ ہے۔ بیس لاکھ میں سے دو لاکھ مائنس کیا تو جواب آیا اٹھارہ لاکھ۔ اس کو چالیس پر تقسیم کیا تو جواب آیا پینتالیس ہزار۔ تو 45 ہزار روپے آپ کے ذمہ زکوٰۃ کی کل رقم ہے۔ آپ یہ رقم اکٹھی بھی دے سکتے ہیں اور تھوڑی تھوڑی کرکے بھی ادا کرسکتے ہیں۔

زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے مددگار فارم

صاحبِ نصاب ہونے کی قمری تاریخ:______________________

(A)قابلِ زکوٰۃ اثاثوں کی مالیت	رقم	(B)مالی ذمہ داریاں	رقم
سونا (چاہے کسی بھی صورت میں ہو)		لیا ہوا قرضہ	
چاندی (چاہے کسی بھی صورت میں ہو)		بیوی کا غیر اداشدہ مہر	
نقدی (چاہے کسی بھی مقصد کے لیے ہو)		بجلی کا واجب الادا بل	
بینک بیلنس		گیس کا واجب الادا بل	
کسی کو ادھار یا امانت دی ہوئی رقم		پانی کا واجب الادا بل	
سیکیورٹی میں دی گئی رقم		ٹیلیفون کا واجب الادا بل	
انشورنس پالیسی میں اصل جمع شدہ رقم		مکان کا واجب الادا کرایہ	
غیر ملکی کرنسی (موجودہ ریٹ کے مطابق)		دکان کا واجب الادا کرایہ	
بانڈز، مختلف سرٹیفکیٹس		گودام کا واجب الادا کرایہ	
وصول شدہ پراویڈنٹ فنڈ		دیگر واجب الادا اخراجات	
سامانِ تجارت، تیار مال کا سٹاک		ملازمین کی واجب الادا تنخواہیں	
بیچنے کی نیت سے خریدی گئی دکان، مکان، پلاٹ، گاڑی، خام مال			
مجموعہ Total		مجموعہ Total	

1: پچھلے سال جس قمری / اسلامی تاریخ کو آپ صاحبِ نصاب بنے تھے وہ تاریخ اوپر درج کریں۔

2: اس سال جب وہی تاریخ آئے تو اس فارم کے کالمز میں اپنے اثاثہ جات اور مالی ذمہ داریوں کی ویلیوز درج کریں۔

3: کالم نمبر A کے مجموعے کو کالم نمبر B کے مجموعہ سے منہا (Minus) کیجیے۔ جو جواب آئے تو دیکھیں کہ اگر جوابی رقم کی یہ مقدار اس سال چاندی کے نصاب کے (52.5 تولہ / 612.36 گرام) کی قیمت کے برابر یا زائد ہو تو آپ پر زکوٰۃ واجب ہے۔ اس جوابی رقم کا اڑھائی (2.5) فیصد زکوٰۃ دیجیے۔ اور اگر جوابی رقم چاندی کے نصاب سے کم ہو تو آپ پر زکوٰۃ واجب نہیں۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ:

بعض لوگ صرف رجب کو زکوٰۃ کا مہینہ سمجھتے ہیں اور بعض صرف شعبان کو اور بعض صرف رمضان کو۔ یہ لوگ صرف اسی مہینے میں ہی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ یہ بات درست نہیں۔ قمری تاریخ کے اعتبار سے جس تاریخ کو نصاب کے پیسے پورے ہو جائیں وہی زکوٰۃ کی تاریخ ہے اور وہی زکوٰۃ کا مہینہ ہے۔ اگر وہ تاریخ یاد نہ ہو تو کوئی ایک تاریخ طے کر لی اور آئندہ ہر سال اسی تاریخ کو حساب کیا کریں۔

ایک بات یہ بھی سمجھ لیں کہ اس تاریخ کو حساب کرنا ضروری ہے، ادا جب چاہیں کر سکتے ہیں، رمضان کے مہینے میں کریں یا کسی اور مہینے میں۔ یکمشت ادا کریں یا تھوڑے تھوڑے کر کے، دونوں طرح ٹھیک ہے لیکن کوشش کر کے جلد ادائیگی کا اہتمام کرنا چاہیے۔

استعمالی و غیر استعمالی زیورات پر زکوٰۃ کا حکم

خیر القرون سے عصر حاضر تک کے جمہور علماء، فقہاء اور محدثین قرآن و سنت کی روشنی میں سونے یا چاندی کے استعمالی و غیر استعمالی تمام زیورات پر وجوبِ زکوٰۃ کے قائل ہیں۔

قرآن و سنت کے عمومی احکام میں سونے یا چاندی پر بغیر کسی استعمالی یا غیر استعمالی شرط کے زکوٰۃ واجب ہونے کا ذکر آیا ہے اور ان آیات و احادیث شریفہ میں زکوٰۃ کی ادائیگی میں کوتاہی کرنے پر سخت ترین وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ متعدد آیات و احادیث میں یہ عموم ملتا ہے۔ چند پیش کی جاتی ہیں:

[1]: ﴿وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ﴾
سورۃ التوبۃ:34

ترجمہ: اور جو لوگ سونا چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور اسے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے (یعنی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے) انہیں دردناک عذاب کی خبر دیجیے۔

اس آیت میں عمومی طور پر سونے یا چاندی پر زکوٰۃ کی عدم ادائیگی پر دردناک عذاب کی خبر دی گئی ہے خواہ وہ استعمالی زیور ہوں یا تجارتی سونا و چاندی۔

[2]: حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں:

دَخَلْتُ أَنَا وَخَالَتِي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهَا أَسْوِرَةٌ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ لَنَا: "أَتُعْطِيَانِ زَكَاتَهُ؟" قَالَتْ: فَقُلْنَا لَا! قَالَ: "أَمَا تَخَافَانِ أَنْ يُسَوِّرَكُمَا اللهُ أَسْوِرَةً مِنْ نَارٍ، أَدِّيَا زَكَاتَهُ."

مسند احمد: رقم الحدیث 27614

ترجمہ: میں اور میری خالہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں، ہم نے سونے کے کنگن پہن رکھے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: کیا تم اس کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ ہم نے کہا: نہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم ڈرتی نہیں کہ کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے آگ کے کنگن تمہیں پہنائے؟ لہٰذا ان کی زکوٰۃ ادا کرو۔

[3]: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں:

خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: "يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ! تَصَدَّقْنَ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ فَإِنَّكُنَّ أَكْثَرُ أَهْلِ جَهَنَّمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ."

سنن الترمذی: رقم الحدیث 635

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: اے عورتوں کی جماعت! تم زکوٰۃ ادا کیا کرو اگرچہ وہ (مال) زیور ہی کیوں نہ ہو اس لیے کہ (زکوٰۃ کی ادائیگی میں کوتاہی کی بناء پر) قیامت کے دن تم میں سے اکثر عورتیں جہنم میں ہوں گے۔

ان دلائل سے ثابت ہوا کہ خواتین کے استعمال کے زیورات پر بھی زکوٰۃ فرض ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ

زکوۃ کی صحیح ادائیگی کی شرائط

زکوۃ کی ادائیگی کے صحیح ہونے کی دو شرطیں ہیں:

1: نیت کرنا

2: تملیک

پہلی شرط: نیت کرنا

نیت کس وقت کی جائے؟ اس کی تفصیل یہ ہے:

[1]: اپنے کُل مال میں سے زکوۃ کی رقم الگ کرتے وقت یہ نیت کرلی جائے کہ یہ رقم زکوۃ کی ہے، میں یہ کسی مستحق کو دوں گا۔ جب مستحق شخص کو رقم دی جائے تو دوبارہ نیت کرنا ضروری نہیں۔

[2]: اگر رقم کل مال سے الگ کرتے وقت زکوۃ کی نیت نہ کی ہو تو مستحق آدمی کو رقم دیتے وقت زکوۃ ادا کرنے کی نیت کرلی جائے۔

[3]: زکوۃ دینے والا خود نہ دے بلکہ کسی کے ذریعے زکوۃ کی رقم مستحق کو دینا چاہے تو اپنے وکیل یا نمائندہ کو رقم دیتے وقت زکوۃ ادا کرنے کی نیت کرلے۔

اگر درج بالا کسی بھی موقع پر نیت نہ کی ہو اور زکوۃ کی رقم ابھی تک مستحق کے پاس موجود ہو تو اس کے استعمال کرنے سے پہلے پہلے نیت کر سکتا ہے۔ اگر بغیر نیت کے رقم دی ہو اور مستحق وہ رقم خرچ کر دے تو بعد میں نیت کرنا معتبر نہیں ہے۔ اس صورت میں زکوۃ ادا نہیں ہوئی، دوبارہ ادا کی جائے۔

اسی طرح کسی کو قرض یا کسی اور مد میں رقم دی ہو اور بعد میں زکوۃ کی نیت کرلی یا زکوۃ کی مد میں کٹوتی کرلی تو یہ بھی جائز نہیں۔ اس صورت میں بھی زکوۃ ادا نہیں ہوئی، دوبارہ ادا کی جائے۔

دوسری شرط: تملیک یعنی مالک بنا دینا

زکوۃ کی رقم کا مستحق شخص کو ایسے طور پر مالک بنا دیا جائے کہ وہ اس پر مکمل قبضہ بھی کرلے، پھر اپنی مرضی سے جہاں چاہے جیسے چاہے استعمال میں لاسکے۔

مصارفِ زکوٰۃ

یعنی جن لوگوں کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔ یہ کل آٹھ افراد ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمایا ہے:

﴿اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلۡفُقَرَآءِ وَ الۡمَسٰكِيۡنِ وَ الۡعٰمِلِيۡنَ عَلَيۡهَا وَ الۡمُؤَلَّفَةِ قُلُوۡبُهُمۡ وَ فِى الرِّقَابِ وَ الۡغٰرِمِيۡنَ وَ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَ ابۡنِ السَّبِيۡلِ﴾

سورۃ التوبۃ:60

ترجمہ: صدقات (واجبہ) تو صرف فقیروں اور مسکینوں کے لیے اور زکوٰۃ جمع کرنے والے عاملوں کے لیے ہیں اور ان کے لیے جن کے دلوں میں الفت ڈالنی مقصود ہے اور غلام آزاد کرنے میں اور قرض ادا کرنے والوں میں اور اللہ کے راستے میں اور مسافر پر خرچ کرنے کے لیے ہیں۔

۱،۲: فقراء اور مساکین — فقیر وہ ہوتا ہے جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو اور مسکین وہ ہوتا ہے جس کے پاس کچھ مال ہو لیکن بنیادی ضروریات پوری کرنے کے لیے کافی نہ ہو۔ یہ دونوں زکوٰۃ کے مستحق ہیں۔

۳: عاملینِ زکوٰۃ — وہ لوگ جنہیں حکومت کی جانب سے زکوٰۃ جمع کرنے پر مقرر کیا گیا ہے۔ ان کی تنخواہوں کی ادائیگی زکوٰۃ کی رقم سے کی جاسکتی ہے۔

۴: مؤلفۃ القلوب — مستحق نو مسلم جنہیں اسلام پر پختہ کرنا مقصود ہو۔

۵: غلام — غلام آزاد کروانے کے لیے۔

۶: مقروض — مقروض کو قرض کی ادائیگی یا دیگر ضروریات کے لیے زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔

۷: فی سبیل اللہ — فی سبیل اللہ سے اصل مراد "مجاہدین" ہیں۔ "سبیل اللہ" میں وہ شخص بھی شامل ہے جو دینی علم حاصل کرنے کے لیے مکمل طور پر وقت دے۔ ایسے شخص کو زکوٰۃ کی مد میں جیب خرچ، کپڑے، اور کتب وغیرہ لے کر دی جاسکتی ہیں۔

۸: ابن سبیل — اس سے مراد مسافر ہے۔ یعنی ایسا مسافر جس کے پاس زادِ راہ ختم ہو چکا ہو تو اسے اپنی ضروریات پوری کرنے یا اپنے علاقے تک پہنچنے کے لیے زکوٰۃ سے امداد دی جاسکتی ہے۔

ان مصارف کی روشنی میں درج ذیل احکام ملاحظہ ہوں:

[1]: اگر کسی شخص کی ملکیت میں ساڑھے سات تولے سونا (87.48 گرام) یا ساڑھے باون تولہ چاندی (612.36 گرام) ہو تو اسے زکوٰہ دینا جائز نہیں۔

[2]: اگر کسی شخص کی ملکیت میں سونے چاندی کی مذکورہ مقدار بالکل نہ ہو یا کم ہو تو اب دیکھا جائے گا کہ اگر اس کی ملکیت میں یہ پانچ چیزیں سونا، چاندی، نقدی، مالِ تجارت اور گھر کا زائد از ضرورت سامان موجود ہوں یا ان میں سے بعض موجود ہوں اور ان کی مجموعی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو تو اس شخص کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔

فائدہ نمبر1: "زائد از ضرورت سامان" سے مراد وہ سامان ہے جس کے بغیر انسان کی بنیادی ضروریات پوری ہو جاتی ہوں۔ اس تعریف کی رو سے کھانے پینے کا سامان، رہائشی مکان، استعمال کے کپڑے اور زیورات، گھریلو ضروری اشیاء (مثلاً سلائی اور دھلائی کی مشین، فریج، کھانا پکانے کے برتن وغیرہ)، تاجروں اور مزدور طبقہ کے آلاتِ صنعت و حرفت (مثلاً مشینری، فرنیچر وغیرہ) ضرورت کا سامان کہلائے گا، اور ایسا سامان، برتن اور کپڑے وغیرہ جو بنیادی ضرورت و حاجت کے نہ ہوں اور سال بھر میں ایک بار بھی استعمال نہ ہوتے ہوں تو وہ زائد از ضرورت سامان شمار ہوں گے۔

فائدہ نمبر2: ان پانچ چیزوں (سونا، چاندی، نقدی، مالِ تجارت، گھر کا زائد از ضرورت سامان) کے مجموعے کو "حرمانِ زکوٰۃ کا نصاب" کہا جاتا ہے۔ اس کی موجودگی میں زکوٰۃ لینا جائز نہیں۔ نیز یہی نصاب صدقۃ الفطر کا بھی ہے۔

[3]: زکوٰۃ اپنے اصول (ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی) اور فروع (بیٹا بیٹی، پوتا پوتی اور نواسا نواسی) کو دینا جائز نہیں ہے۔

[4]: شوہر؛ بیوی کو اور بیوی؛ شوہر کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔

[5]: بھائی، بھابھی، بھتیجا، بھتیجی، بہن اگر نصاب کے مالک نہ ہوں اور مستحق بھی ہوں تو ان کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔

[6]: خاندانِ بنوہاشم کو زکوٰۃ اور صدقاتِ واجبہ دینا جائز نہیں ہے۔ بنوہاشم سے مراد وہ لوگ ہیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عباس رضی اللہ عنہ، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ، حضرت عقیل رضی اللہ عنہ اور حضرت حارث بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی اولاد اور ان کے نسب سے تعلق رکھتے ہوں۔ اس لیے ان کی مدد زکوٰۃ اور صدقاتِ واجبہ کے علاوہ دیگر رقوم صدقات سے کی جائے۔

[7]: اگر میاں بیوی میں سے کوئی ایک بنی ہاشم سے ہو اور دوسرا غیر بنی ہاشم سے ہو تو جو غیر بنی ہاشم سے ہو اس کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔ اگر باپ بنی ہاشم سے ہو تو اس کی اولاد بھی بنی ہاشم سے شمار ہوگی۔ اگر باپ غیر بنی ہاشم سے ہو، بیوی بنی ہاشم سے ہو تو اولاد غیر بنی ہاشم شمار ہوگی کیونکہ نسب میں باپ کا اعتبار ہوتا ہے، ماں کا نہیں۔

[8]: اگر استاذ غریب ہے اور نصاب کا مالک نہیں ہے تو شاگرد کے لیے استاذ کو زکوٰۃ دینا جائز ہے بلکہ مستحق استاذ کو زکوٰۃ دینے کا ثواب زیادہ ملے گا۔

[9]: مسجد میں زکوٰۃ کی رقم نہیں دے سکتے۔

[10]: مستحق ملازمین کو بطور تنخواہ زکوٰۃ کی رقم دینا جائز نہیں۔ ہاں تنخواہ کے عنوان کے علاوہ ویسے امداد کے طور پر دے دی جائے تو جائز ہے۔

[11]: ایسی NGO's اور ادارے جو شرعی حدود کا لحاظ نہیں کرتے، انہیں زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔

زکوٰۃ کے چند اہم مسائل

1: زکوٰۃ کل مال کا اڑھائی فیصد یعنی چالیسواں حصہ واجب ہوتی ہے۔

2: زکوٰۃ جس کو دی جائے اس میں اسے مالک بنانا ضروری ہے۔ تملیک ضروری ہے، اباحت کافی نہیں۔

<u>تملیک:</u> کسی کو زکوٰۃ کا مالک بنا دینا۔ جیسے کسی کو زکوٰۃ کی رقم دے دی کہ جہاں چاہے خرچ کرے، اس پر کسی قسم کی روک ٹوک نہ ہو۔

<u>اباحت:</u> کسی کو زکوٰۃ کے مال سے نفع حاصل کرنے کی اجازت دینا لیکن اسے آگے تصرف کا اختیار نہ دینا۔ جیسے کسی

کو زکوٰۃ کی رقم سے دستر خوان پر کھانا کھلانا کہ وہ صرف کھا سکتا ہو، نہ گھر لے جا سکتا ہو اور نہ کسی اور کو دے سکتا ہو۔

3: اگر کسی کی آمدنی کافی ہے لیکن وہ مقروض ہے اور اخراجات زیادہ ہونے کی وجہ سے قرض ادا کرنے پر قادر نہیں تو ایسے آدمی پر زکوٰۃ واجب نہیں۔

4: جس شخص کی ماہانہ آمدنی معقول ہے لیکن سال بھر تک اس کے پاس نصاب کی مقدار کے برابر جمع نہیں رہتی تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔

5: اگر ادھار کی رقم نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو اس رقم پر زکوٰۃ واجب ہے۔ ہاں البتہ زکوٰۃ کی ادائیگی فی الفور لازم نہیں بلکہ رقم وصول ہونے کے بعد بھی ادا کی جا سکتی ہے۔ اگر ادھار کی رقم وصول ہونے میں چند سال کا عرصہ گزر گیا تو گزشتہ تمام سالوں کی زکوٰۃ دینا لازم ہے۔

6: مردہ کے ایصال ثواب کے لیے زکوٰۃ کی رقم دینا جائز نہیں بلکہ صدقاتِ واجبہ اور زکوٰۃ کے علاوہ دوسری حلال رقم سے ایصال ثواب کرنا ہو گا ورنہ میت کو ثواب نہیں پہنچے گا۔

7: باپ اور بیٹا مل کر پیسہ کماتے ہیں اور پیسہ باپ کے قبضہ میں ہے اور باپ ہی اس میں سے تصرف کرتا ہے اور وہ رقم نصاب کے برابر ہے تو سال گزرنے کے بعد باپ پر زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہو گا، بیٹے پر نہیں کیونکہ ان پیسوں کا مالک باپ ہے۔ ہاں اگر وہ اپنا اپنا پیسہ تقسیم کر لیں تو اب الگ الگ زکوٰۃ واجب ہو گی۔

8: بچہ اگر صاحب نصاب ہے تو نابالغ ہونے کی وجہ سے اس کے مال پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ دوسری عبادات کی طرح نابالغ پر زکوٰۃ بھی واجب نہیں۔

9: زکوٰۃ کی رقم سے مکانات بنا کر مستحق لوگوں میں تقسیم کرنے سے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی البتہ اس کے لیے ضروری ہے کہ مستحق لوگوں کو مکمل طور پر مالک بنا دیا جائے۔ اس مقصد کے لیے مکان کا قبضہ بھی دے دیا جائے اور رجسٹرڈ کروا کر کاغذات بھی ان کے حوالے کر دیے جائیں تاکہ وہ اپنے اختیار سے جس قسم کا جائز تصرف کرنا چاہیں کر سکیں۔

10: جو رقم زکوٰۃ کی نیت کے بغیر ادا کی جائے اور جس کو دی جائے وہ خرچ بھی کر لے تو اب اس رقم کو زکوٰۃ کی مد میں شمار کرنا درست نہیں۔ اس سے زکوٰۃ ادا نہیں ہو گی۔

11: پرائز بانڈ کی اصل قیمت (یعنی جس رقم سے پرائز بانڈ خریدا ہے) نصابِ زکوٰۃ میں شامل ہو گی اور اس اصلی رقم پر زکوٰۃ واجب ہے اور ہر قرعہ اندازی میں نام نکلنے کی صورت میں جو رقم زائد ملتی ہے وہ نہ تو لینا جائز ہے اور نہ ہی اس پر زکوٰۃ ہے بلکہ جہاں سے یہ اضافہ لیا ہے وہیں واپس کرے ورنہ بغیر ثواب کی نیت کے کسی غریب کو دے دے۔

12: اگر کوئی تجارت کی نیت سے پلاٹ یا زمین خریدے (یعنی فروخت کرنے کی نیت سے) تو اس صورت میں اس کی قیمت سے ہر سال زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔ زکوٰۃ ادا کرنے کے لیے ہر سال کی مارکیٹ ویلیو کا اعتبار ہو گا۔ مثلاً ایک پلاٹ ایک لاکھ میں خریدا تھا۔ سال مکمل ہونے پر اس کی قیمت 5 لاکھ ہو گئی تو زکوٰۃ 5 لاکھ کے اعتبار سے دینی ہو گی۔

اور اگر پلاٹ ذاتی ضروریات کے لیے خریدا تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں، اور اگر پلاٹ رقم کو محفوظ کرنے کے لیے خریدا تو اس صورت میں بھی زکوٰۃ ہر سال واجب ہو گی۔

13: اگر پلاٹ خریدتے وقت فروخت کرنے کی نیت نہیں تھی، بعد میں فروخت کرنے کا ارادہ ہو گیا تو جب تک اس کو فروخت نہ کیا جائے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔

14: اگر کوئی شخص سال کے پورا ہونے سے پہلے یا سال مکمل ہونے کے بعد تھوڑی تھوڑی کر کے زکوٰۃ ادا کرے تب بھی جائز ہے۔ یعنی ایڈوانس زکوٰۃ ادا کی جا سکتی ہے البتہ حساب متعلقہ تاریخ کو ہی کیا جائے گا۔

15: اگر کسی آدمی نے کمیٹی کے طور پر پیسے جمع کروائے ہوں اور وہ نصاب کے برابر بھی ہوں اور پھر اس آدمی پر کسی قسم کا قرض وغیرہ بھی نہ ہو تو اس محفوظ شدہ پیسوں کی زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہو گا اور زکوٰۃ ادا کرتے وقت کمیٹی کی جمع شدہ رقم کو اصل مال اور نقدی کے ساتھ ملایا جائے گا۔

16: اگر کوئی شخص انکم ٹیکس ادا کرتا ہے اور پھر یہ سمجھتا ہے کہ انکم ٹیکس کے ساتھ ساتھ زکوٰۃ بھی ادا ہو گئی۔ تو اس کی یہ سوچ غلط ہے کیونکہ انکم ٹیکس ملکی ضروریات کے لیے گورنمنٹ کی طرف سے ہے جبکہ زکوٰۃ ایک مسلمان کے لیے فریضۂ خداوندی اور عبادت ہے۔ انکم ٹیکس ادا کرنے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی بلکہ زکوٰۃ کا الگ سے ادا کرنا فرض ہے۔

17: زکوٰۃ کی رقم سے دینی کتابیں، کپڑے، جوتے یا کوئی اور استعمال کی چیز خرید کر مستحق کو مالک بنا دیا جائے تو بھی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

18: جس پر زکوٰۃ فرض ہو اس کی اجازت سے اگر کوئی دوسرا زکوٰۃ ادا کر دے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ اگر اجازت کے بغیر یہ کام کرے تو ادا نہیں ہو گی خواہ بعد میں اجازت بھی دے دے۔

19: مستحق آدمی کو زکوٰۃ ادا کرتے وقت "زکوٰۃ" کا لفظ کہنا ضروری نہیں بلکہ زکوٰۃ کو ہدیہ، انعام وغیرہ کے نام سے دینا بھی جائز ہے البتہ دل میں زکوٰۃ کی نیت کر لے۔ بہتر ہے کہ یوں کہہ دیا جائے کہ یہ کچھ رقم ہے، آپ اپنی ضروریات میں استعمال کر لیں۔

20: امتحان میں پوزیشن حاصل کرنے والے مستحقِ زکوٰۃ طلباء کو "انعام" میں زکوٰۃ کی رقم، کتاب وغیرہ دینا جائز ہے۔

21: مدرسہ اور مسجد کا چندہ خواہ نصاب کے برابر ہو یا نصاب سے زائد اس پر سال گزر جائے تب بھی اس مال میں زکوٰۃ فرض نہیں۔

22: زکوٰۃ فرض ہونے کے بعد اگر آدمی مقروض ہو جائے تو بھی یہ شخص چونکہ صاحبِ نصاب رہ چکا ہے اس لیے اس پر سابقہ زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہو گا۔

23: اگر صاحبِ نصاب نے زکوٰۃ کی رقم الگ کر کے ایک جگہ رکھ دی کہ یہ کسی مستحق کو دوں گا لیکن ابھی تک ادا نہیں کی تھی کہ زکوٰۃ کا مال چوری ہو گیا یا ضائع ہو گیا تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی۔

24: اگر زکوٰۃ کا مال چوری ہو جائے یا گم ہو جائے تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی بلکہ دوبارہ زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہو گا۔ اگر زکوٰۃ ادا نہ کی تو یہ زکوٰۃ اس کے ذمے سے ساقط نہ ہو گی۔

25: اگر کسی آدمی نے ڈرائی کلین کی دکان میں کپڑے دھونے کے لیے مشین رکھی ہے تو اس مشین پر زکوٰۃ لازم نہیں بلکہ اس سے حاصل شدہ آمدن پر زکوٰۃ ہو گی۔ چنانچہ اس آمدن کو قابلِ زکوٰۃ اثاثہ جات میں شامل کر کے زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

26: اگر کسی آدمی نے ڈیری فارم بنایا ہوا ہے اور مقصد اس فارم سے دودھ فروخت کرنا ہے۔ تو ایسے آدمی کے

لیے گائے اور بھینس کی مالیت پر تو زکوٰۃ نہ ہو گی البتہ دودھ فروخت کرنے کی آمدنی اگر نصاب کو پہنچ گئی تو پھر زکوٰۃ لازم ہو گی۔ اگر نصاب سے کم ہو تو وہ آمدنی بقیہ نصاب کے ساتھ ملا کر حساب کرنا ضروری ہے۔

27: دکان میں جو الماریاں اور شوکیس محض سامان رکھنے کے لیے ہوں یا فرنیچر استعمال کے لیے ہو تو اس میں زکوٰۃ لازم نہیں البتہ اگر دکان دار فرنیچر کا ہی کاروبار کرتا ہے اور تجارت کی نیت سے فرنیچر رکھا ہے تو ایسے فرنیچر پر زکوٰۃ فرض ہو گی۔

28: زکوٰۃ کی مد میں مریضوں کو خون خرید کر دینے سے زکوٰۃ ساقط نہیں ہوتی بلکہ دوبارہ زکوٰۃ ادا کرنی پڑے گی، کیونکہ خون مال نہیں ہے۔ ہاں البتہ اگر انہیں براہِ راست زکوٰۃ کی رقم کا مالک بنا دیا جائے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

29: مچھلی خواہ سمندر سے پکڑی ہو یا دریا سے، اس پر تو زکوٰۃ لازم نہیں ہے، البتہ اگر مچھلی کی تجارت کی، تو فروخت کرنے کے بعد حاصل شدہ رقم پر زکوٰۃ ہے۔ چنانچہ اس رقم کو قابلِ زکوٰۃ اثاثہ جات میں شامل کر کے زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

30: مچھلی فارم کی زمین، تالاب اور سامان پر زکوٰۃ لازم نہیں لیکن مچھلی فروخت کے بعد اس کی رقم کو قابلِ زکوٰۃ اثاثہ جات میں شامل کر کے زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

31: استعمال کے موبائل پر زکوٰۃ لازم نہیں ہے۔ ہاں اگر تجارت کے لیے ہو تو اس پر زکوٰۃ ہو گی۔ چنانچہ اس کی مارکیٹ ویلیو قابلِ زکوٰۃ اثاثہ جات میں شامل کر کے زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

32: قادیانی؛ شریعتِ اسلامیہ اور پاکستانی قانون کی رو سے کافر اور زندیق ہیں۔ اس لیے قادیانیوں کو زکوٰۃ دینا سخت گناہ ہے اور اس سے زکوٰۃ بھی ادا نہیں ہو گی بلکہ ان کو تو کوئی نفلی صدقات دینا بھی جائز نہیں۔

33: ڈرافٹ کے ذریعے زکوٰۃ بھیجنا جائز ہے۔ اس صورت میں رقم کی تبدیلی کی وجہ سے زکوٰۃ کی ادائیگی میں کوئی فرق نہیں پڑے گا لیکن ڈرافٹ کی فیس زکوٰۃ کی رقم سے نہیں بلکہ اس کے علاوہ رقم سے ادا کی جائے گی۔

34: اگر کسی کو زکوٰۃ ادا کرنے کا وکیل بنایا اور وکیل کے پاس زکوٰۃ کی رقم ضائع ہو گئی تو موکل کی زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی بلکہ دوبارہ ادا کرنی ہو گی۔ باقی رہی یہ بات کہ ضائع شدہ رقم کا ضمان وکیل پر ہو گا یا نہیں؟ تو واضح رہے کہ وکیل پر ضمان اس وقت لازم ہو گا جب وکیل کی طرف سے غفلت پائی گئی ہو، ورنہ نہیں۔

زکوٰۃ کے چند جدید مسائل

بینک کا زکوٰۃ کاٹنا:

حکومت بینکوں کے ذریعے جو زکوٰۃ کاٹ لیتی ہے تو اس طریقے سے اکاؤنٹ ہولڈر کی زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے۔ اسے دوبارہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ لیکن اکاؤنٹ ہولڈر کو اگر اس میں شبہ ہو کہ یہ رقم صحیح مصرف میں ادا ہو گی یا نہیں یا خدانخواستہ حکومت اس سلسلہ میں غفلت اختیار کرے گی تب بھی اس کا وبال حکومت پر ہو گا، زکوٰۃ دہندہ کی زکوٰۃ کا فریضہ اس کے ذمہ سے ادا ہو جاتا ہے۔ البتہ اگر اکاؤنٹ ہولڈر بینک سے اپنی رقم نکلوا لے اور زکوٰۃ کا حساب لگا کر خود صحیح مصرف میں ادا کرنے کا اہتمام کرے تو بلاشبہ یہ طریقہ افضل اور محتاط ہو گا۔

طویل المیعادی قرضے:

سرمایہ دار اور بڑے کاروباری لوگ بینکوں سے جو بڑی رقومات طویل مدت کے لیے بطور قرض لیتے ہیں، ان کاروباری قرضوں کا حکم یہ ہے کہ ہر سال جتنی قسط کی رقم واجب الادا ہوتی ہے، صرف اتنی ہی رقم اصل سرمایہ سے منہا کی جائے گی اور بقیہ قرض کو مالِ زکوٰۃ کے نصاب سے منہا نہیں کیا جائے گا بلکہ بقیہ کل مالیت کا حساب لگا کر زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

اسی طرح اگر کسی نے انفرادی طور پر بھی طویل المیعادی قرض لیا ہو تو صرف موجودہ ایک سال [زکوٰۃ کے حساب والے سال] کی واجب الادا رقم اس کی قابلِ زکوٰۃ رقم سے منہا (Minus) کی جائے گی۔ آئندہ سالوں میں واجب الادا رقم کل حساب سے منہا نہیں کی جائے گی۔

پراپرٹی پر زکوٰۃ کے احکام:

1: جو زمین یا گھر رہائش کی نیت سے خریدا گیا ہو، اس پر زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی۔

2: جو دکان اس غرض سے خریدی ہو کہ اس میں کاروبار کیا جائے گا تو اس دکان کی ویلیو پر بھی زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔

3: پراپرٹی خریدتے وقت اگر کوئی نیت نہ کی ہو کہ اس کو بیچنا ہے یا رہائش اختیار کرنی ہے تو اس پر بھی زکوٰۃ

نہیں ہے۔

4: جو پراپرٹی تجارت کی نیت سے لی ہو کہ اس کو فروخت کر کے نفع کمایا جائے گا تو ایسی تمام پراپرٹیز اگر نصاب کے بقدر ہوں تو ہر سال ان کی موجودہ ویلیو پر لازم ہو گی۔

5: اگر پراپرٹی کرایہ پر دی ہو تو اس پراپرٹی کی مالیت پر زکوٰۃ لازم نہیں ہو گی، البتہ اگر حاصل ہونے والا کرایہ جمع ہو اور پراپرٹی کا مالک پہلے سے صاحبِ نصاب ہو یا جمع شدہ کرایہ ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کے برابر یا اس سے زیادہ ہو تو سالانہ اس پر زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہو گا۔ اگر کرایہ خرچ ہو جاتا ہو، بچت میں جمع نہ ہوتا ہو تو اس کرائے پر زکوٰۃ نہیں ہو گی۔

6: قسطوں پر خریدا ہوا پلاٹ اگر تجارت کی نیت سے خریدا ہو تو اس پر بھی زکوٰۃ واجب ہے، خواہ قبضہ ملا ہو یا نہ ملا ہو۔ زکوٰۃ میں اس کی موجودہ قیمت کا اعتبار ہو گا۔

7: تجارت کی نیت سے خریدی ہوئی پلاٹ کی فائل کی موجودہ قیمت پر بھی زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔

8: زرعی زمین اگر تجارت کی نیت سے خریدی جائے تو اس پر بھی زکوٰۃ واجب ہے۔ اگر زراعت کی نیت سے خریدی جائے تو زکوٰۃ واجب نہیں۔

زکوٰۃ کی رقم کسی دوسری جگہ بھجوانے پر سروس چارجز کا حکم:

اگر کسی شخص نے اپنی زکوٰۃ کی رقم ایکسچینج، بینک، موبائل اکاؤنٹ، ڈاکخانہ کے ذریعے کسی دوسری جگہ بھجوائی اور متعلقہ ادارے یا افراد اس پر کچھ چارجز لیتے ہوں تو چارجز کی اس رقم کو زکوٰۃ کی رقم سے کاٹنا جائز نہیں ہے بلکہ زکوٰۃ دہندہ پر لازم ہے کہ چارجز کی رقم زکوٰۃ کی رقم کے علاوہ دے۔

جانوروں کی زکوٰۃ کے احکام

درج ذیل تین قسم کے جانوروں میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے جبکہ وہ سائمہ ہوں:

1:　اونٹ (مذکر، مؤنث)

2:　گائے (مذکر، مؤنث، نیز بھینس بھی گائے ہی کی قسم ہے)

3:　بکری (مذکر، مؤنث، اس میں بھیڑ دنبہ بھی شامل ہیں)

سائمہ بننے کی شرائط:

سائمہ بننے کے لیے درج ذیل شرائط کا پایا جانا ضروری ہے:

[1]:　یہ جانور سال کا اکثر حصہ بطورِ خود ایسی گھاس چر کر گزارا کرتے ہوں جو مباح ہو اور ان جانوروں کے مالک کو اس گھاس کا معاوضہ نہ دینا پڑتا ہو۔

[2]:　ان جانوروں کے پالنے کا مقصد صرف دودھ لینا ہو یا ان سے بچے حاصل کر کے ان کی نسل بڑھانا ہو یا ان کو فربہ بنانا ہو۔

[3]:　یہ جانور ایسے صحت مند ہوں کہ جن میں بڑھوتری ممکن ہو۔ لہٰذا اگر جانور ایسے کمزور ہوں کہ ان میں بڑھوتری اور اضافے کا امکان نہ ہو تو ان میں زکوٰۃ واجب نہیں۔

[4]:　یہ جانور سب کے سب بچے نہ ہوں بلکہ ان میں ایک جانور بڑا ہونا ضروری ہے۔ اس لیے اگر یہ جانور سب بچے ہی ہوں تو ان میں زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔

اگر ان جانوروں میں یہ شرائط پائی جائیں تو نصاب کو پہنچنے کی صورت ان پر زکوٰۃ واجب ہو گی۔

اونٹوں کا نصاب اور زکوٰۃ:

پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ فرض نہیں۔ جب اونٹوں کی تعداد پانچ ہو جائے تو ان میں دیگر شرائط کی موجودگی میں زکوٰۃ فرض ہو گی۔

تفصیل یہ ہے:

تعداد	زکوٰۃ
5تا9	ایک سالہ ایک بکری
10تا14	ایک سالہ دو بکریاں
15تا19	ایک سالہ تین بکریاں
20تا24	ایک سالہ چار بکریاں
25تا35	ایک سالہ ایک اونٹنی
36تا45	دو سالہ ایک اونٹنی
46تا60	تین سالہ ایک اونٹنی
61تا75	چار سالہ ایک اونٹنی
76تا90	دو سالہ دو اونٹیاں
91تا124	تین سالہ دو اونٹیاں
125تا129	تین سالہ دو اونٹیاں اور ایک بکری
130تا134	تین سالہ دو اونٹیاں اور دو بکریاں
135تا139	تین سالہ دو اونٹیاں اور تین بکریاں
140تا144	تین سالہ دو اونٹیاں اور چار بکریاں
145تا149	تین سالہ دو اونٹیاں اور ایک سالہ ایک اونٹنی
150تا154	تین سالہ تین اونٹنیاں

اسی ترتیب پر نصاب اور اس کی زکوٰۃ کو آگے بڑھایا جائے کہ 150 کے بعد ہر 5 اونٹوں پر ایک سالہ ایک بکری، 25 سے 35 اونٹوں پر ایک سالہ ایک اونٹنی، 36 سے 45 اونٹوں تک دو سالہ ایک اونٹنی، پھر 46 سے 50 اونٹوں تک تین سالہ ایک اونٹنی کا اضافہ کیا جائے گا۔ اسی اعتبار سے آگے کا حساب لگایا جائے۔

گائے کا نصاب اور زکوٰۃ:

تیس سے کم گائیوں میں زکوٰۃ واجب نہیں۔ ان کی تعداد اگر تیس ہو جائے تو ان میں دیگر شرائط کی موجودگی میں زکوٰۃ فرض ہوگی۔

تفصیل یہ ہے:

تعداد	زکوٰۃ
30تا39	ایک سالہ ایک گائے
40تا59	دو سالہ ایک گائے
60تا69	ایک سالہ دو گائے
70تا79	ایک سالہ ایک گائے اور دو سالہ ایک گائے
80تا89	دو سالہ دو گائے

اسی ترتیب پر نصاب اور اس کی زکوٰۃ کو آگے بڑھایا جائے۔ چنانچہ گائے کی تعداد 90 ہو تو ان میں ایک سالہ تین گائے لازم ہوں گی کیونکہ اس میں تیس تیس کے تین نصاب ہیں۔ اگر تعداد 100 ہو جائے تو ایک سالہ دو گائے اور دو سالہ ایک گائے لازم ہوں گی کیونکہ اس میں تیس تیس کے دو اور چالیس کا ایک نصاب ہے۔ اسی طرح آگے بڑھاتے جائیں۔

نوٹ: بھینس کا نصاب وہی ہے جو گائے کا نصاب ہے۔ نیز اگر کسی کے پاس کچھ گائے اور کچھ بھینسیں ہوں تو دونوں کو جمع کر کے زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

بکری، بھیڑ کا نصاب اور زکوٰۃ:

چالیس سے کم بھیڑ بکریوں میں زکوٰۃ واجب نہیں۔ ان کی تعداد اگر چالیس ہو جائے تو ان میں دیگر شرائط کی موجودگی میں زکوٰۃ فرض ہوگی۔

تفصیل یہ ہے:

تعداد	زکوٰۃ
40تا120	ایک سال کی ایک بکری یا بھیڑ
121تا200	ایک سال کی دو بکریاں یا بھیڑیں
201تا399	ایک سال کی تین بکریاں یا بھیڑیں
400	ایک سال کی چار بکریاں یا بھیڑیں

اس کے بعد ہر 100 بکریوں میں ایک ایک بکری واجب ہوتی چلی جائے گی۔

چند اہم مسائل:

1: اگر کسی جانور کو گھر میں رکھ کر چارا کھلایا جاتا ہو تو ایسے جانوروں میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ جیسے ڈیری والے لوگ گائے بھینس وغیرہ باڑے میں پالتے ہیں تو ان جانوروں میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔

2: ایسے جانور جنہیں گوشت کھانے کے لیے یا سواری کرنے کے لیے یا کھیتی باڑی کے لیے پالا جائے تو ان میں زکوٰۃ واجب نہیں۔

3: اگر کسی نے بھیڑیں رکھی ہوں اور مقصود ان سے اون حاصل کرنا ہو تو ان پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّ اٰلَ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَرَحِمْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

مشق نمبر 3

مختصر جواب دیجیے:

1: زکوۃ کا لغوی اور اصطلاحی معنی بیان کریں۔

2: زکوۃ کے چار فوائد ذکر کریں۔

3: زکوۃ کی وہ شرائط جن کا تعلق "مال" کے ساتھ ہے، کتنی ہیں اور کون کون سی ہیں؟

4: زکوۃ کی وہ شرائط تحریر کریں جن کا تعلق "فرد" کے ساتھ ہے۔

5: استعمالی زیورات پر زکوۃ ہے یا نہیں؟ اس حوالے سے ایک حدیث مبارک بھی تحریر کریں۔

6: قرآنِ کریم میں زکوۃ کے جن مصارف کو بیان کیا گیا ہے، ان کے صرف نام تحریر کریں۔

7: خاندانِ بنوہاشم سے کون لوگ مراد ہیں؟ ان کو زکوۃ دی جاسکتی ہے یا نہیں؟

8: قادیانیوں کو زکوۃ دینے کا کیا حکم ہے؟ کیا زکوۃ ادا ہو جائے گی؟

9: دکان میں جو الماریاں اور شوکیس محض سامان رکھنے کے لیے ہوں، یا جو فرنیچر استعمال کے لیے ہو تو اس میں زکوۃ واجب ہے یا نہیں؟

10: اگر بینک زکوۃ کاٹ لے تو کیا شرعاً ادا ہو جائے گی یا نہیں؟ نیز اس حوالے سے احتیاطی پہلو کیا ہے؟

11: طویل المیعادی قرضوں کو زکوۃ کا حساب کرتے وقت کل اثاثہ جات سے منہا کریں گے یا نہیں؟

12: پراپرٹی پر زکوۃ کے کیا احکام ہیں؟

13: کیا قرض کو زکوۃ کی مد میں معاف کیا جاسکتا ہے؟

14: زکوۃ کی رقم کسی دوسری جگہ بھجوانے پر سروس چارجز کا کیا حکم ہے؟ انہیں زکوۃ سے کٹوتی کرسکتے ہیں؟

15: سائمہ کی تعریف کرتے ہوئے یہ بتائیں کہ جانوروں پر زکوۃ کب فرض ہوتی ہے؟ شرائط لکھیں۔

صحیح جواب کا انتخاب کیجیے:

1: زکوٰۃ کا لغوی معنی ہے:

پاک کرنا، نشوونما کرنا اضافہ کرنا، بڑھانا شہرت دینا

2: وہ شرائط جن کا تعلق زکوٰۃ دینے والے کے ساتھ ہے ان کی تعداد ہے:

3 2 4

3: وہ شرائطِ زکوٰۃ جن کا تعلق خود مال کے ساتھ ہے ان کی تعداد ہے:

6 5 8

4: زکوۃ فرض ہوتی ہے اتنی قسم کے مال پر:

3 2 4

5: ساڑھے سات تولہ سونے کی مقدار گرام کے حساب سے بنتی ہے:

88.60 گرام 87.48 گرام 86.88 گرام

6: ساڑھے باون تولہ چاندی کی مقدار گرام کے حساب سے بنتی ہے:

700.25 گرام 800 گرام 612.36 گرام

7: قرآن کریم نے زکوٰۃ کے مصارف بیان کیے ہیں:

8 مصارف 10 مصارف 12 مصارف

8: ایسا شخص جس کے پاس مال ہو لیکن ضرورت سے کم ہو اسے کہتے ہیں:

مقروض مسکین فقیر

9: ایسا شخص جس کے پاس کچھ مال بھی نہ ہو اسے کہتے ہیں:

ابن سبیل فقیر مسکین

10: کتاب میں ذکر کردہ حدیث کے مطابق اسلام کی بنیاد جن چیزوں پر ہے ان میں سے زکوٰۃ کا نمبر ہے:

پہلا تیسرا دوسرا

11: جس نصاب کی موجودگی میں زکوٰۃ لینا جائز نہیں اسے کہتے ہیں:

وجوبِ زکوٰۃ کا نصاب حرمانِ زکوٰۃ کا نصاب

12: زکوٰۃ کی رقم سے دستر خوان پر کسی کو کھانا کھلانا جسے وہ صرف کھا سکتا ہو، گھر نہ لے جا سکتا ہو؛ کہلاتا ہے:

تملیک تصرف اباحت

13: اونٹوں کی تعداد اس سے کم ہو تو ان پر زکوٰۃ فرض نہیں:

پانچ سے کم سات سے کم نو سے کم

خالی جگہ پر کیجیے:

1: زکوٰۃ کل مال کا............ فیصد یعنی............ حصہ واجب ہوتی ہے۔

2: کسی چیز میں مکمل ملکیت تب ثابت ہوتی ہے جب اس کا مالک بھی ہو اور اس پر............ بھی ہو۔

3: بچہ اگر صاحبِ نصاب ہو تو اس کے مال پر زکوٰۃ واجب............۔

4: دَین ہر ایسی چیز کو کہا جاتا ہے جو ذمہ میں............ ہو۔

5: پلاٹ اگر ذاتی ضرورت کے لیے خریدا تو اس پر زکوٰۃ واجب............۔

6: زکوٰۃ کی ادائیگی کے درست ہونے کی پہلی شرط نیت کرنا اور دوسری شرط............ ہے۔

7: سادات کو زکوٰۃ اور صدقات واجبہ دینا جائز نہیں ہے، سادات سے مراد............ ہے۔

8: رہائشی مکان اور استعمال کی گاڑی............ میں داخل ہے۔

9: .... سے مراد وہ مستحق نو مسلم ہیں جنہیں اسلام پر پختہ کرنے کے لیے زکوٰۃ دینا جائز ہوتا ہے۔

10: قادیانی؛ شریعت اسلامیہ اور پاکستانی آئین کے مطابق............ ہیں، اس لیے انہیں زکوٰۃ دینا گناہ ہے۔

11: مستحق رشتے داروں کو زکوٰۃ دینے میں دوہرا اجر ہے،............ کا اور............ کا۔

12: زکوٰۃ کی رقم ابھی مالک کے پاس تھی کہ چوری ہوگئی یا گم ہوگئی تو زکوٰۃ ادا............۔

13: تیس بھینسوں میں............ بطورِ زکوٰۃ دینا فرض ہے۔

غلط اور درست کی نشاندہی کیجیے:

1: مال میں مخصوص شرائط پائے جانے کی صورت میں کسی مستحق شخص کو اس مال کے مخصوص حصے (چالیسویں حصے) کا مالک بنادینا "زکوٰۃ" کہلاتا ہے۔

2: زکوٰۃ کی ادائیگی سے معاشرہ معاشی طور پر مضبوط ہو جاتا ہے۔

3: شریعت مبارکہ نے ہر مسلمان عاقل، بالغ، امیر، غریب پر زکوٰۃ فرض کی ہے۔

4: زکوٰۃ کی فرضیت کے لیے بلوغت شرط نہیں ہے۔

5: اگر کچھ نقدی، کچھ سونا اور کچھ مال تجارت موجود ہو اور ان سب کی مجموعی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہو تو ایسا شخص "صاحبِ نصاب" کہلاتا ہے۔

6: "حولان حول" کا مطلب ہے مال پر سال کا گزرنا۔

7: انشورنس کروانا حرام ہے، اگر کسی نے کروائی ہو تو اسے فوراً ختم کرنا لازم ہے۔

8: اگر زیور استعمال میں ہے تو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں، اگر گھر میں رکھا ہوا ہو تو اس پر زکاۃ فرض ہے۔

9: انکم ٹیکس کی ادائیگی کے ساتھ زکوٰۃ بھی ادا ہو جاتی ہے۔

10: حکومت بینک کے ذریعے جو زکوٰۃ کاٹ لیتی ہے اس طریقہ سے اکاؤنٹ ہولڈر کی زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے

11: بھیڑ بکریوں کی تعداد کم از کم پچاس ہو تو ان میں دیگر شرائط کی موجودگی میں زکوٰۃ فرض ہو گی۔

12: بھیڑیں اگر اون حاصل کرنے کے لیے رکھی ہوں تو ان پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔

باب چہارم: روزہ

اس باب میں درج ذیل عنوانات کا بیان ہو گا:

[1]: روزے کی فضیلت واہمیت

[2]: روزے کا معنی اور اقسام

[3]: روزے کی فرضیت اور صحتِ ادا کی شرائط

[4]: روزے کی نیت کے مسائل

[5]: روزے کے چند مسائل

]6[: روزے کے متعلق چند جدید مسائل

[7]: صدقۃ الفطر کے احکام ومسائل

روزے کی فضیلت واہمیت

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَ الْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ ؕ وَ مَنْ كَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ﴾

سورۃ البقرۃ:185

ترجمہ: رمضان کا مہینا وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا، جو لوگوں کے لیے سراپا ہدایت اور ایسی روشن نشانیوں کا حامل ہے جو سیدھی راہ دکھاتی ہیں اور حق و باطل کے درمیان فرق کرتی ہیں۔ اس لیے تم میں سے جو شخص بھی یہ مہینا پائے تو وہ اس میں ضرور روزہ رکھے اور اگر کوئی شخص بیمار ہو یا سفر پر ہو تو وہ دوسرے دنوں میں اتنی ہی تعداد پوری کرلے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"أُعْطِيَتْ أُمَّتِيْ خَمْسَ خِصَالٍ فِيْ رَمَضَانَ لَمْ تُعْطَهَا أُمَّةٌ قَبْلَهُمْ ؛ خُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ، وَتَسْتَغْفِرُ لَهُمُ الْمَلَائِكَةُ حَتّٰى يُفْطِرُوْا، وَيُزَيِّنُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ كُلَّ يَوْمٍ جَنَّتَهٗ ثُمَّ يَقُوْلُ: يُوْشِكُ عِبَادِيَ الصَّالِحُوْنَ أَنْ يُلْقُوْا عَنْهُمُ الْمَئُوْنَةَ وَالْأَذٰى وَيَصِيْرُوْا إِلَيْكِ، وَيُصَفَّدُ فِيْهِ مَرَدَةُ الشَّيَاطِيْنِ فَلَا يَخْلُصُوْا إِلٰى مَا كَانُوْا يَخْلُصُوْنَ إِلَيْهِ فِيْ غَيْرِهٖ، وَيُغْفَرُ لَهُمْ فِيْ آخِرِ لَيْلَةٍ." قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! أَهِيَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ؟ قَالَ: "لَا! وَلٰكِنَّ الْعَامِلَ إِنَّمَا يُوَفّٰى أَجْرَهٗ إِذَا قَضٰى عَمَلَهٗ."

مسند احمد: رقم الحدیث 7904

ترجمہ: میری امت کو رمضان المبارک میں پانچ چیزیں خاص طور پر دی گئیں ہیں جو پہلی امتوں کو نہیں دی گئیں۔
۱... ان کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے، ۲... ان کے لیے فرشتے دعا کرتے رہتے ہیں حتیٰ کہ افطار کے وقت تک دعا کرتے ہیں، ۳... جنت ان کے لیے ہر روز سجا دی جاتی ہے۔ پھر اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ عنقریب میرے نیک بندے مشقتیں اپنے اوپر سے ہٹا کر تیری طرف آئیں گے، ۴... اس مہینہ میں سرکش شیاطین قید کر دیے جاتے ہیں اور لوگ رمضان میں ان برائیوں کی طرف نہیں پہنچ سکتے جن کی طرف غیر رمضان

میں جاسکتے ہیں، ۵... رمضان کی آخری رات میں روزہ داروں کی مغفرت کی جاتی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: کیا یہ شب قدر ہے؟ ارشاد فرمایا: نہیں، بلکہ دستور یہ ہے کہ مزدور کو مزدوری کام ختم ہونے کے وقت دی جاتی ہے۔

رمضان المبارک کا روزہ اسلام کا چوتھا رکن ہے۔ روزے کا منکر کافر ہے اور اس کا تارک فاسق ہے۔

روزہ کا معنی اور اقسام

صوم (روزہ) کا لغوی معنی ہے: رکنا اور بچنا۔

صوم (روزہ) کا شرعی معنی ہے: عبادت کی نیت کے ساتھ صبحِ صادق سے لے کر غروبِ آفتاب تک کھانے، پینے اور جنسی تعلق سے رکنا۔

روزہ کی پانچ اقسام ہیں:

[1]: فرض روزہ

رمضان المبارک کے روزے فرض ہیں۔

[2]: واجب روزہ

نذر مانے ہوئے روزے اور کفارہ کے روزے واجب ہیں۔ اسی طرح نفل روزہ شروع کرنے کے بعد اس کی تکمیل بھی واجب ہوتی ہے۔

[3]: مسنون روزہ

یوم عاشورہ (10 محرم) کا روزہ رکھنا جس کے ساتھ ایک روزہ مزید (9 یا 11 محرم) ملایا جائے، مسنون ہے۔

[4]: مستحب روزہ

ہر ماہ تین دن بالخصوص قمری مہینے کی 13، 14، 15 تاریخ کا روزہ، شوال کے چھ روزے، ہفتہ وار پیر اور جمعرات کا روزہ اور غیر حاجیوں کے لیے یوم عرفہ (9 ذوالحجہ) کا روزہ مستحب ہے۔

[5]: حرام روزہ

یکم شوال اور10، 11، 12، 13ذوالحجہ کو روزہ رکھنا حرام ہے۔

روزہ کی فرضیت اور صحتِ ادا کی شرائط

بعض شرائط ایسی ہیں کہ اگر کسی میں پائی جائیں تو اس پر رمضان کا روزہ فرض ہوتا ہے اور بعض شرائط ایسی ہیں کہ اگر وہ پائی جائیں تو روزہ رکھنا درست ہوتا ہے ورنہ نہیں۔ پہلی قسم کی شرائط کو "شرائطِ فرضیت" اور دوسری قسم کی شرائط کو "صحتِ ادا کی شرائط" کہا جاتا ہے۔ ہر ایک کی تفصیل بیان کی جاتی ہے۔

شرائطِ فرضیت:

جس شخص میں یہ تین شرطیں پائی جائیں اس پر رمضان کا روزہ فرض ہے:

[1]: مسلمان ہونا۔ کافر پر روزہ فرض نہیں۔

[2]: عاقل ہونا۔ دیوانے اور پاگل پر روزہ فرض نہیں۔

[3]: بالغ ہونا۔ نابالغ پر روزہ فرض نہیں۔

صحتِ ادا کی شرائط:

صحتِ ادا کی تین شرائط ہیں:

[1]: تندرست ہونا۔

اگر کوئی شخص بیمار ہو اور روزہ رکھنے سے مرض بڑھ جانے کا خطرہ ہو تو وہ روزے چھوڑ سکتا ہے۔ تندرست ہونے کے بعد ان کی قضا واجب ہے۔ اسی طرح ایک شخص نے جب روزہ رکھا تو اس وقت صحیح تھا، دن کو بیمار ہو گیا یا کسی حادثہ میں زخمی ہو گیا اور روزہ رکھنا انتہائی مشکل ہو گیا تو اس کے لیے روزہ توڑ دینا جائز بلکہ بہتر ہے۔ بعد میں اس کی قضا کرلے۔ حاملہ عورت کے روزہ رکھنے سے اگر خود اسے یا حمل کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو روزہ نہ رکھے، بعد میں اس کی قضا کرلے۔ اسی طرح بچے کو دودھ پلانے والی عورت اگر روزہ رکھے اور دودھ کی کمی کی وجہ سے بچے کو نقصان کا اندیشہ ہو اور متبادل کوئی انتظام نہ ہو تو یہ بھی روزہ نہ رکھے، بعد میں قضا کرلے۔

[2]: مقیم ہونا۔

اگر کوئی شخص مسافر ہو تو اسے بھی روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے لیکن یہ اجازت بھی اس وقت ہے جب وہ سحری کے وقت حالتِ سفر میں ہو۔ اگر دن میں سفر کا ارادہ ہو لیکن سحری کے وقت مقیم ہو تو روزہ رکھنا لازم ہے۔ مسافرِ شرعی کو اگر سفر میں مشقت نہ ہو تو روزہ رکھ لینا اچھا ہے۔ جو روزے سفر کی وجہ سے رہ جائیں تو رمضان کے بعد ان کی قضا کرنا واجب ہے۔

[3]: حیض و نفاس سے پاک ہونا۔

حیض و نفاس کی حالت میں روزے رکھنا جائز نہیں۔ جتنے روزے حیض و نفاس کی وجہ سے چھوٹ جائیں تو رمضان کے بعد ان کی قضا کرنا لازم ہے۔

روزہ کی نیت کے مسائل

"نیت" دل کے ارادے کا نام ہے۔ اگر دل میں ارادہ کر لیا کہ آج میرا روزہ ہے تو روزہ درست ہے۔ زبان سے روزہ کی نیت کا اظہار کرنا ضروری نہیں البتہ بہتر ہے۔

روزہ کی نیت کے حوالے سے چند مسائل ملاحظہ ہوں:

1: افضل یہ ہے کہ رمضان المبارک کے روزوں کی نیت صبحِ صادق سے پہلے پہلے کر لی جائے۔ اگر صبحِ صادق سے پہلے رمضان المبارک کا روزہ رکھنے کا ارادہ نہیں تھا، صبح صادق کے بعد ارادہ ہوا تو اگر کچھ کھایا پیا نہ ہو تو نصف النہار شرعی سے پہلے پہلے روزہ رکھنے کی نیت درست ہے۔ نصف النہار شرعی یہ ہے کہ طلوعِ فجر سے لے کر غروبِ آفتاب تک کے وقت کو دو حصوں میں تقسیم کر لیا جائے۔ پہلے نصف حصے سے پہلے پہلے نیت کر لی جائے۔

2: قضا، نذرِ غیر معین اور کفارے کے روزے کی نیت صبحِ صادق سے پہلے پہلے کرنا ضروری ہے۔ اس کے بعد نیت کی تو شرعاً معتبر نہ ہو گی۔

3: نفل اور نذرِ معین کے روزے کی نیت کا حکم ادائے رمضان کے روزوں کی طرح ہے یعنی اگر صبحِ صادق سے پہلے نیت نہ کی ہو تو نصف النہار شرعی سے پہلے پہلے کی جا سکتی ہے بشرطیکہ صبحِ صادق کے بعد کچھ کھایا پیا نہ ہو۔

روزہ کے چند مسائل

سہولت کی خاطر روزہ کے مسائل کو تین قسموں میں تقسیم کیا جاتا ہے:

1: جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

2: روزہ ٹوٹ جاتا ہے لیکن صرف قضالازم ہے، کفارہ نہیں۔

3: روزہ ٹوٹ جاتا ہے، قضاو کفارہ دونوں لازم ہیں۔

ہر ایک کی تفصیل پیش کی جاتی ہے:

[1] جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا

1: بھول کر کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ ایک سے زائد بار بھول کر کھاپی لیں تب بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔

2: ایک شخص کو بھول کر کچھ کھاتے پیتے دیکھا تو اگر وہ اس قدر طاقت ور ہے کہ روزہ سے زیادہ تکلیف نہیں ہوتی تو روزہ یاددلادینا واجب ہے اور اگر اس قدر طاقتور نہیں بلکہ اسے روزہ سے تکلیف ہوتی ہے تو اس کو یاد نہ دلائیں، کھانے دیں۔

3: اپنا تھوک نگلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا خواہ جتنا بھی ہو۔

4: پان کھا کر خوب کلی، غرارہ کر کے منہ صاف کر لیا لیکن تھوک کی سرخی ختم نہیں ہوئی تو کوئی حرج نہیں، روزہ صحیح ہے۔

5: ناک کو اتنے زور سے سُڑک لیا کہ رینٹ حلق میں چلی گئی تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ اسی طرح منہ کی رال سُڑک کر نگل جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

6: خون تھوک سے کم ہو اور خون کا مزہ حلق میں معلوم نہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

7: اگر زبان سے کوئی چیز چکھ کر تھوک دی تو روزہ نہیں ٹوٹا لیکن خواہ مخواہ ایسا کرنا مکروہ ہے۔ اگر کسی کا شوہر بدمزاج ہو اور یہ ڈر ہو کہ اگر سالن میں نمک وغیرہ درست نہ ہوا تو غصہ ہوگا، اس کو نمک چکھ لینے کی گنجائش ہے۔

8: کسی چیز کو اپنے منہ سے چبا کر چھوٹے بچے کو کھلانا مکروہ ہے البتہ اگر اس کی شدید ضرورت پڑے

اور مجبوری وناچاری ہو تو گنجائش ہے۔

9: مسواک سے دانت صاف کرنا درست ہے خواہ سوکھی مسواک ہو یا تازہ۔ مسواک کا ذائقہ منہ میں محسوس ہو تب بھی مکروہ نہیں۔

10: خون دینے، خون لگوانے، انجکشن اور ڈرپ سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔

11: میک اپ کرنے، کریم، لوشن لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

12: لپ اسٹک لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا لیکن اس کا خیال رہے کہ منہ کے اندر نہ جائے۔

13: روزہ دار کو احتلام ہو جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

14: استحاضہ ایک بیماری ہے، اس میں نماز پڑھنا ہوتی ہے اسی طرح استحاضہ کی حالت میں روزہ بھی رکھنا ہوتا ہے۔ دوران روزہ اگر استحاضہ کا خون آجائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

15: اگر پاخانے کے مقام کے ارد گرد بیرونی اطراف میں دوا لگائی جائے جو اندر نہ جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

16: بام لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا لیکن ناک کے اندر نہ لگائیں۔

17: پھول یا کوئی بھی خوشبو سونگھنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

18: روزے کی حالت میں گیلے کپڑے کو سر یا جسم پر لپیٹنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

19: ناک، منہ، کان یا کسی زخم سے یا بواسیر کا خون نکلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

20: روزے کی حالت میں خلال کرنا درست ہے لیکن یہ ذہن میں رکھیں کہ خلال کا دھاگہ فلیورڈ نہ ہو۔ فلیورڈ دھاگے سے خلال کرنا مکروہ ہے۔

21: روزے کی حالت میں تیراکی کرنا جائز ہے۔ یہ خیال رہے کہ ناک یا منہ کے ذریعے پانی اندر نہ جائے۔ اگر پانی اندر گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضا لازم ہو گی۔

22: روزے کی حالت میں غیر ضروری بال صاف کرنا جائز ہے، اس سے روزہ پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔

[2] روزہ ٹوٹ جاتا ہے لیکن صرف قضا لازم ہے، کفارہ نہیں

روزے کے اس عنوان کے مسائل کو سمجھنے سے پہلے قضا اور کفارہ کا معنی و مفہوم سمجھنا ضروری ہے۔

قضا: ایک روزہ دوبارہ رکھنے کو قضا کہتے ہیں۔

کفارہ: دوماہ کے لگاتار (بغیر ناغے کے) روزے رکھنے کو کفارہ کہتے ہیں۔

اب مسائل ملاحظہ ہوں:

1: کسی نے زبردستی روزہ دار کے منہ میں کوئی چیز ڈال دی اور وہ حلق میں اتر گئی۔

2: روزہ یاد تھا اور کلی کرتے وقت بغیر ارادے کے پانی حلق میں اتر گیا۔

3: خود بخود قے آنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا خواہ تھوڑی سی قے ہو یا زیادہ۔ البتہ جان بوجھ کر قے کی اور منہ بھر کے تھی تو روزہ ٹوٹ گیا، اور اس سے تھوڑی ہو تو نہیں ٹوٹا۔

4: تھوڑی سی قے آئی پھر خود بخود حلق میں واپس چلی گئی تو روزہ نہیں ٹوٹا البتہ اگر قے کو قصداً لوٹا لیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔

5: اگر کسی کو قے آ گئی اور وہ یہ سمجھا کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا، اس گمان پر پھر قصداً کھا لیا اور روزہ توڑ دیا۔

6: دانتوں میں رہی ہوئی چیز کو زبان سے نکال کر نگل لیا جب کہ وہ چنے کے دانے کے برابر یا اس سے زیادہ ہو تو روزہ ٹوٹ گیا، اس سے کم ہو تو نہیں ٹوٹا۔ اگر منہ سے نکال کر پھر نگل گیا تو چاہے چنے سے کم ہو یا زیادہ روزہ ٹوٹ جائے گا۔

7: دانتوں میں سے نکلا ہوا خون نگل گیا جب کہ خون؛ تھوک سے زیادہ ہو تو صرف قضا واجب ہے۔

8: کسی نے بھولے سے کچھ کھا پی لیا، پھر یہ سمجھا کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا ہے اس وجہ سے پھر جان بوجھ کر کچھ کھایا تو روزہ ٹوٹ گیا، قضا واجب ہے، کفارہ واجب نہیں۔

9: یہ سمجھ کر کہ ابھی صبح صادق یعنی اذانِ فجر کا وقت نہیں ہوا، سحری کھا لی، پھر معلوم ہوا کہ صبح صادق کے بعد کھایا پیا تھا۔ صرف قضا لازم ہے۔

10: بادل یا غبار کی وجہ سے یہ سمجھ کر کہ سورج غروب ہو چکا ہے روزہ افطار کر لیا، بعد میں معلوم ہوا کہ ابھی دن باقی تھا۔ اسی طرح گھڑی پر وقت غلط ہونے یا کسی کے غلطی سے وقت سے پہلے اذان دینے کی وجہ سے وقت سے پہلے روزہ افطار کر لیا تو بھی قضا لازم ہو گی۔

11: رمضان المبارک کے علاوہ اور دنوں میں کوئی روزہ جان بوجھ کر توڑ دیا۔

12: روزہ کی حالت میں ٹوتھ پیسٹ یا منجن سے دانت صاف کرنا مکروہ ہے اور اگر اس میں سے کچھ حلق میں اتر جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا، قضا لازم ہو گی۔

13: بیوی کا بوسہ لینے یا ساتھ لیٹنے کی وجہ سے انزال ہو گیا تو صرف قضا واجب ہے۔

14: روزہ پورا کرنے کی صورت میں مرض کی شدت یا مدت مرض میں اضافے کا پورا یقین ہو تو روزہ توڑنا جائز ہے۔ اس صورت میں صرف قضا واجب ہے۔

15: حلق کے اندر مکھی چلی گئی یا خود بخود دھواں چلا گیا یا گرد و غبار چلا گیا تو روزہ نہیں ٹوٹا البتہ اگر جان بوجھ کر ایسا کیا تو روزہ ٹوٹ گیا، قضا لازم ہے۔

16: لوبان، عُود وغیرہ کو سُلگا کر اس کو اپنے پاس رکھ کر سونگھا تو روزہ ٹوٹ گیا، قضا کرنا ہو گی۔

17: کسی نے کنکری یا لوہے کا ٹکڑا وغیرہ کوئی ایسی چیز کھالی جس کو بطورِ غذا نہیں کھایا کرتے اور نہ اس کو کوئی بطور دوا کھاتا ہے تو اس کا روزہ ٹوٹ گیا، لیکن اس پر کفارہ واجب نہیں صرف قضا لازم ہو گی۔

18: روزے کے توڑنے سے کفارہ تب ہی لازم آتا ہے جب رمضان المبارک میں روزہ توڑ ڈالے، رمضان کے علاوہ روزے کے توڑنے سے کفارہ واجب نہیں ہوتا خواہ جس طرح توڑے اگرچہ وہ روزہ رمضان کی قضا ہی کیوں نہ ہو۔

19: انہیلر سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، صرف قضا لازم ہے۔

20: پاخانے کی جگہ میں اندر کی طرف کوئی تر چیز یا دوائی لگائی جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ قضا لازم ہو گی۔

21: مشت زنی کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، قضا لازم ہوتی ہے۔

22: انیما کروانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ قضا لازم ہوتی ہے۔

[3] روزہ ٹوٹ جاتا ہے، قضا و کفارہ دونوں لازم ہیں

1: ایسی چیز جو غذا یا دوا کے طور پر استعمال کی جاتی ہے جان بوجھ کر کھا پی لی تو اس صورت میں قضا اور کفارہ دونوں واجب ہیں۔

2: جان بوجھ کر روزہ کی حالت میں ہمبستری کر لی۔

3: سرمہ لگایا اور یہ سمجھا کہ روزہ ٹوٹ گیا پھر جان بوجھ کر کھا پی لیا۔

4: مسواک کی اور یہ سمجھا کہ روزہ ٹوٹ گیا پھر جان بوجھ کر کھا پی لیا۔

5: غیبت کی اور یہ سمجھا کہ روزہ ٹوٹ گیا پھر جان بوجھ کر کھا پی لیا۔

6: اگر کوئی مرد بیوی کو ہمبستری پر مجبور کرے اور بیوی راضی نہ ہو تو مرد پر قضا و کفارہ دونوں واجب ہیں اور عورت پر صرف قضا لازم ہے۔ اگر ابتدا میں عورت راضی نہ ہو اور دخول کے بعد راضی ہو جائے تب بھی عورت پر صرف قضا ہو گی، کفارہ نہیں۔

7: عورت نے یہ سوچ کر کہ آج مجھے حیض آئے گا روزہ توڑ دیا پھر حیض نہیں آیا تو قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں۔

8: روزے کی حالت میں حقہ یا سگریٹ پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں۔

9: روزہ کی حالت میں بھول کر کچھ کھا پی رہے ہوں، تو جونہی روزہ یاد آئے یا کوئی یاد دلائے تو منہ میں موجود کھانے کو فوراً پھینک دیں۔ اگر یاد آنے یا یاد دلائے جانے کے بعد منہ میں موجود کھانا کھائیں گے تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضا اور کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔

فائدہ: یہاں مذکورہ عنوان کی مناسبت سے قضا اور کفارہ کے متعلق چند مسائل ذکر کیے جاتے ہیں۔

قضا اور کفارہ کے روزوں کے مسائل:

1: کفارہ کے روزوں کے دوران کوئی روزہ چھوٹ جائے تو پھر سے شروع کرنا لازم ہیں۔ پچھلے روزوں کا اعتبار نہ ہو گا۔ اگر بڑھاپے یا دائمی بیماری کی وجہ سے روزے رکھنا ممکن نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دو وقت کا کھانا کھلا سکتے ہیں۔

2: قضا روزے ایک سے زیادہ ہوں تو مسلسل رکھنا ضروری نہیں بلکہ درمیان میں وقفہ بھی کر سکتے ہیں۔

3: بیماری کی وجہ سے کفارے کے روزوں میں وقفہ آجائے تو انہیں دوبارہ ایک سے شروع کرنا ہو گا۔

4: اگر عورت کو کفارے کے روزوں کے درمیان حیض آجائے تو حیض کی وجہ سے جو ناغہ ہو گا وہ معاف ہے۔ حیض بند ہوتے ہی بقیہ روزے رکھنا شروع کر دے۔ مثلاً بیس روزے رکھنے کے بعد حیض آجائے تو حیض سے پاک

ہونے کے بعد صرف بقیہ چالیس روزے رکھے گی تو کفارہ ادا ہو جائے گا۔

5: کفارہ کے روزوں میں اگر نفاس کی وجہ سے ناغہ ہو گیا تو دوبارہ ایک سے شروع کرنا ہو گا۔

6: اگر ایک رمضان میں متعدد کفارے لازم ہوئے تو سب کی طرف سے ایک کفارہ کافی ہے البتہ قضا ہر روزہ کی الگ الگ ہو گی۔ اور اگر متعدد رمضان کے کفارے لازم ہوئے ہوں تو ہر ایک کی طرف سے الگ الگ کفارہ دینا لازم ہو گا۔

7: کفارہ صرف رمضان کے روزے کو رمضان المبارک میں جان بوجھ کر کسی ایسی چیز سے توڑنے پر واجب ہوتا ہے جو غذا یا دوا کے طور پر کھائی جاتی ہو۔ رمضان المبارک کے علاوہ کسی اور مہینے میں کوئی بھی روزہ توڑنے پر صرف قضا واجب ہوتی ہے، کفارہ نہیں۔

روزہ کے متعلق چند جدید مسائل

1: خون دینا

روزے کے دوران اگر کسی مریض کو خون دینے کی ضرورت ہے تو خون دینا جائز ہے اس سے روزہ فاسد نہیں ہو گا۔ البتہ اتنا خون دینا جس سے کمزوری آجائے اور روزہ پورا کرنا مشکل ہو جائے، مکروہ ہے۔

2: خون لگوانا

اگر روزے کے دوران خون لگوانے کی ضرورت ہو تو خون لگوا سکتے ہیں روزہ فاسد نہیں ہو گا۔

3: سیمپل دینا

روزے کی حالت میں ٹیسٹ کروانے کے لیے خون کا نمونہ یعنی سیمپل دینا جائز ہے۔

4: انجکشن لگوانا

روزے میں انجکشن لگوانا جائز ہے روزہ فاسد نہیں ہو گا۔ انجکشن پٹھے (Muscle) میں بھی لگوا سکتے ہیں اور اور رگ (Vain) میں بھی۔

5: طاقت کے لیے انجکشن

انجکشن خواہ کسی مرض کے لیے ہو یا طاقت کے لیے؛ روزہ فاسد نہ ہو گا۔ البتہ بلا ضرورت روزے کا احساس نہ ہونے اور محض طاقت حاصل کرنے کے لیے اگر طاقت کا انجکشن لگوایا تو یہ مکروہ ہے اور روزے کے اجر میں کمی واقع ہو جائے گی۔

6: ڈرپ

مریض روزے کی حالت میں ڈرپ لگوا سکتا ہے۔ اور اس میں مختلف قسم کے انجکشن بھی ڈالے جاسکتے ہیں۔ لیکن بلا ضرورت صرف کمزوری دور کرنے اور طاقت حاصل کرنے کے لیے ڈرپ لگانا مکروہ ہے۔

7: روزہ میں انہیلر استعمال کرنا

سانس کی تکلیف اور دمہ کے مریض کے لیے روزے کے دوران انہیلر کے استعمال سے روزہ فاسد ہو جائے گا کیونکہ اس میں دوائی ہوتی ہے جو پمپ کرنے کی صورت میں حلق کے اندر جاتی ہے۔ دوائی اندر جانے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے اور قضا لازم ہوتی ہے۔ اس لیے ایسے افراد جب تک ممکن ہو انہیلر کے استعمال کے بغیر روزہ رکھیں اور جب نہ رکھ سکیں تو بعد میں فوت شدہ روزوں کی قضا کریں۔

8: کرونا کا ٹیسٹ اور کرونا ویکسین

کرونا کا ٹیسٹ کروانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اسی طرح کرونا ویکسین جو انجکشن کے ذریعے لگائی جاتی ہے، اس سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔

9: انیما کروانا (یعنی مقعد کے ذریعے دوا جسم میں داخل کرنا)

انیما کروانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ قضا لازم ہوتی ہے۔

10: روزہ کی حالت میں آکسیجن لینا

روزہ کی حالت میں اگر صرف آکسیجن لی جائے اور اس کے ساتھ کوئی اور دوا شامل نہ ہو تو روزہ فاسد نہیں ہو گا۔ ہاں اگر اس کے ساتھ دوا کے اجزا بھی شامل ہیں تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

صدقۃ الفطر کے احکام ومسائل

عبد اللہ بن ثعلبہ بن ابی صُعَیر اپنے والد (حضرت ثعلبہ بن ابی صُعَیر رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"صَاعٌ مِنْ بُرٍّ أَوْ قَمْحٍ عَلٰى كُلِّ اثْنَيْنِ ؛ صَغِيرٍ أَوْ كَبِيرٍ ، حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ، ذَكَرٍ أَوْ أُنْثٰى أَمَّا غَنِيُّكُمْ فَيُزَكِّيْهِ اللّٰهُ وَأَمَّا فَقِيْرُكُمْ فَيَرُدُّ اللّٰهُ عَلَيْهِ أَكْثَرَ مِمَّا أَعْطَاهُ".

سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 1619

ترجمہ: گندم کا ایک صاع ہر دو افراد کی طرف سے ہو گا (اس اعتبار سے ایک فرد کی طرف سے نصف صاع ہو گا)؛ وہ دونوں افراد چھوٹے ہوں یا بڑے، آزاد ہوں یا غلام، مرد ہوں یا عورت۔ اس لیے جو لوگ تم میں سے غنی (مالدار) ہوں تو ان کو اللہ تعالیٰ (صدقۃ الفطر کی وجہ سے) پاک فرمائیں گے اور جو تم میں سے غریب ہوں (تو صدقہ ان پر واجب تو نہیں، تاہم اگر وہ دے دیں) تو اللہ تعالیٰ انہیں اس صدقہ سے زیادہ عطا فرمائیں گے جو انہوں نے دیا ہے۔

عید الفطر سے پہلے صدقۃ الفطر اپنی شرائط کے مطابق واجب ہوتا ہے۔ اس کے وجوب کا مقصد روزہ میں ہو جانے والی کمی کوتاہی کو دور کرنا ہے۔ نیز عید الفطر کے موقع پر صدقۃ الفطر کا حکم دینا اس لیے بھی ہے تاکہ غرباء و مساکین کی معاونت ہو جائے اور وہ بھی عید کی خوشیوں میں شریک ہو سکیں۔

صدقۃ الفطر کا وجوب:

جس مرد و عورت میں یہ شرائط پائی جائیں اس پر صدقۃ الفطر واجب ہے۔

[1]: مسلمان ہونا..... (کافر پر صدقۃ الفطر واجب نہیں کیونکہ یہ خالصۃً عبادت ہے اور کافر عبادت کا اہل نہیں)

[2]: آزاد ہونا..... (شرعی غلام اور باندی پر واجب نہیں۔ واضح ہو کہ آج کل کہیں بھی شرعی غلام اور باندیوں کا وجود نہیں)

[3]: صاحبِ نصاب ہونا..... (اس کی تفصیل آگے آرہی ہے)

فائدہ 1: صدقۃ الفطر واجب ہونے کے لیے مقیم ہونا شرط نہیں جس طرح کہ قربانی میں مقیم ہونا شرط ہے۔ چنانچہ

اگر کوئی شخص مسافر ہو اور مندرجہ بالا شرائط اس میں پائی جائیں تو اس پر بھی صدقۃ الفطر واجب ہے۔

فائدہ 2: صدقۃ الفطر واجب ہونے کے لیے بالغ ہونا بھی شرط نہیں۔ چنانچہ اگر کوئی بچہ نصاب کا مالک ہو تو اس کے مال سے صدقۃ الفطر ادا کیا جائے گا اور اگر وہ نصاب کا مالک نہ ہو بلکہ اس کا والد نصاب کا مالک ہو تو اس بچے کی طرف سے صدقۃ الفطر ادا کرنا اس کے والد پر واجب ہو گا۔

فائدہ 3: صدقۃ الفطر واجب ہونے کے لیے رمضان المبارک کے روزے رکھنا بھی شرط نہیں۔ چنانچہ اگر کوئی شخص کسی وجہ سے رمضان المبارک کے روزے نہ رکھ سکا لیکن باقی شرائط اس میں پائی جاتی ہوں تو اس پر بھی صدقۃ الفطر واجب ہے۔

صدقۃ الفطر کے وجوب کا نصاب:

صدقۃ الفطر کے وجوب کے نصاب میں یہ تفصیل ہے کہ

[۱]: اگر کسی شخص کی ملکیت میں ساڑھے سات تولہ (87.48 گرام) یا اس سے زائد صرف سونا موجود ہو (خواہ جس شکل میں ہو مثلاً زیورات، ڈلی، بسکٹ، آرائشی سامان، سِکے وغیرہ) تو اس شخص پر صدقۃ الفطر واجب ہے۔

[۲]: اگر کسی کی ملکیت میں ساڑھے باون تولہ (612.36 گرام) یا اس سے زائد صرف چاندی موجود ہو (خواہ جس شکل میں ہو مثلاً زیورات، ڈلی، بسکٹ، آرائشی سامان، سِکے وغیرہ) تو اس پر بھی صدقۃ الفطر واجب ہے۔

[۳]: اگر کسی کی ملکیت میں ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کے برابر یا اس سے زائد صرف نقدی موجود ہو (خواہ جس ملک کی بھی ہو مثلاً روپے، ریال، ڈالر، درہم وغیرہ) تو اس پر بھی صدقۃ الفطر واجب ہے۔

[۴]: اگر کسی کی ملکیت میں ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کے برابر یا اس سے زائد صرف تجارت کا مال موجود ہو تو اس پر بھی صدقۃ الفطر واجب ہے۔

[۵]: اگر کسی کی ملکیت میں ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کے برابر یا اس سے زائد صرف زائد از ضرورت سامان موجود ہو تو اس پر بھی صدقۃ الفطر واجب ہے۔

[۶]: اگر کسی کی ملکیت میں مذکورہ پانچ چیزوں (سونا، چاندی، نقدی، مالِ تجارت، زائد از ضرورت سامان) کی تھوڑی تھوڑی مقدار کی مالیت یا ان میں سے کوئی دو یا زائد چیزوں کی مجموعی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت

کے برابر یا اس سے زائد موجود ہو تو اس پر بھی صدقۃ الفطر واجب ہے۔

فائدہ: "مالِ تجارت" اور "زائد از ضرورت سامان" کی تفصیل زکوٰۃ کے باب میں گزر چکی ہے، وہیں ملاحظہ ہو۔

نصاب کا اعتبار کب ہو گا؟

صدقۃ الفطر واجب ہونے کے لیے مذکورہ بالا نصاب پر سال گزرنا لازم نہیں بلکہ اگر کسی شخص کے پاس عید الفطر کے دن طلوعِ فجر کے وقت نصاب موجود ہوا تو اس پر صدقۃ الفطر واجب ہو گا۔ اس اعتبار سے چند مسائل درج ذیل ہیں:

[1]: صبح صادق سے پہلے کوئی بچہ پیدا ہوا تو اس کا صدقۃ الفطر بھی واجب ہے۔

[2]: صبحِ صادق سے پہلے کوئی کافر مسلمان ہوا اور اس کی ملکیت میں نصاب کے برابر مال موجود تھا تو اس پر بھی صدقۃ الفطر واجب ہے۔

[3]: صبحِ صادق سے پہلے کوئی فقیر؛ صاحب نصاب بن گیا تو اس پر بھی صدقۃ الفطر واجب ہے۔

[4]: اگر کوئی صاحبِ نصاب شخص عید الفطر کی صبح صادق کے بعد فوت ہو گیا یا مالدار؛ فقیر بن گیا تب بھی اس پر صدقۃ الفطر واجب ہے۔ (اگر فوت ہونے والے شخص نے صدقۃ الفطر کی ادائیگی کی وصیت کی تھی تو وارثوں پر واجب ہے کہ اس کے مال کے ایک تہائی حصہ میں سے صدقۃ الفطر کی ادائیگی کر دیں، اور اگر مرحوم نے وصیت نہیں کی تھی تو وارثوں پر اس کی ادائیگی واجب نہیں ہے۔ تاہم اگر تمام ورثاء عاقل بالغ ہوں اور اپنی رضامندی سے وراثت کے مال میں سے صدقۃ الفطر ادا کر دیں تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرما کر مرحوم سے باز پرسی نہیں فرمائیں گے۔ یہ واضح رہے کہ اگر ورثاء میں کوئی نابالغ موجود ہو تو اس کی رضامندی معتبر نہ ہو گی۔ اس لیے وصیت نہ کرنے کی صورت میں نابالغ کے حصے سے مرحوم کے صدقۃ الفطر کی ادائیگی درست نہ ہو گی۔)

[5]: اگر کوئی بچہ صبحِ صادق کے بعد پیدا ہوا یا کوئی کافر صبحِ صادق کے بعد اسلام لایا یا کوئی فقیر صبحِ صادق کے بعد مالدار بن گیا تو ان سب پر صدقۃ الفطر واجب نہیں۔

صدقۃ الفطر کی ادائیگی کا وقت:

(1): صدقۃ الفطر عید کے دن صبحِ صادق کے وقت واجب ہوتا ہے اور اس کی ادائیگی عید کی نماز سے پہلے کی

جاتی ہے۔ تاہم اگر کوئی شخص عید الفطر سے پہلے رمضان المبارک میں ہی اس کی ادائیگی کر دے تو بھی یہ ادا ہو جائے گا۔

(2): اگر کوئی شخص صدقۃ الفطر رمضان المبارک آنے سے پہلے ہی ادا کر دے تو ادا ہو جائے گا لیکن احتیاط اسی میں ہے کہ رمضان کی آمد سے پہلے ادا نہ کرے بلکہ رمضان شروع ہونے کے بعد کسی دن ادا کر لے۔

(3): اگر کسی نے صدقۃ الفطر ادا نہ کیا حتی کہ عید الفطر کی نماز بھی ادا کر لی گئی تو بھی یہ اس کی ذمہ سے ساقط نہیں ہو گا بلکہ اس کی ادائیگی عمر بھر اس شخص کے ذمہ واجب رہے گی۔ اب یہ شخص جب بھی ادا کرے گا تو اس کی ادائیگی درست سمجھی جائے گی البتہ بلاوجہ تاخیر کی وجہ سے توبہ واستغفار لازم ہے۔

(4): اگر کسی شخص نے دوسرے کو نماز عید سے پہلے صدقۃ الفطر کی ادائیگی کے لیے وکیل بنایا اور وکیل نے کوتاہی کرتے ہوئے صدقۃ الفطر؛ عید کی نماز کے بعد ادا کیا تو اس تاخیر کا وبال وکیل پر ہو گا، البتہ صدقۃ الفطر اس صورت میں بھی ادا سمجھا جائے گا۔

صدقہ فطر کی مقدار:

احادیث میں صدقۃ الفطر وزن کے اعتبار سے چار قسم کی چیزوں سے ادا کرنے کا ذکر ملتا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہیں:

کشمش	ایک صاع (ساڑھے تین کلو گرام)
چھوہارے / کھجور	ایک صاع (ساڑھے تین کلو گرام)
جَو	ایک صاع (ساڑھے تین کلو گرام)
گندم	آدھا صاع (پونے دو کلو گرام)

اس حوالے سے چند مسائل ملاحظہ ہوں:

[1]: بہتر صدقۃ الفطر وہ ہے جسے اپنی مالی حیثیت کے مطابق ادا کیا جائے۔ کشمش، کھجور، جو اور آخر میں گندم۔ اللہ کریم نے جتنی استطاعت دی ہو اسی کے مطابق صدقۃ الفطر ادا کیا جائے۔ صرف گندم ہی کو معیار سمجھنا غلط ہے۔

[2]: بعینہ یہی چار اشیاء دی جائیں تب بھی درست ہے اور اگر ان میں سے کسی ایک کی قیمت لگا کر اتنی رقم دی

جائے تب بھی درست ہے۔

[3]: اگر گندم کے علاوہ کوئی اور غلہ مثلاً باجرہ، چاول وغیرہ دیا جائے تو اس میں مذکورہ چار اجناس (گندم، جَو، کھجور، کشمش) میں سے کسی ایک کی قیمت کا اعتبار ہو گا یعنی مذکورہ چار اجناس میں سے کسی ایک جنس کی جتنی قیمت بنتی ہو اتنی رقم کا دوسرا غلہ دیا جائے گا۔

صدقۃ الفطر کن کی طرف سے ادا کرنا واجب ہے؟

1: مرد کے لیے اپنی جانب سے اور اپنی نابالغ اولاد کی جانب سے صدقۃ الفطر ادا کرنا واجب ہے۔

2: مرد پر اپنی بالغ اولاد کی جانب سے صدقۃ الفطر ادا کرنا واجب نہیں اگرچہ بالغ اولاد؛ والد کے ساتھ ایک ہی گھر میں رہتے ہوں۔

3: مرد پر اس کے والد، والدہ اور بیوی کی طرف سے صدقۃ الفطر ادا کرنا بھی واجب نہیں۔

4: ایسی بالغ اولاد جو مجنون اور پاگل ہو تو اس کا حکم بھی نابالغ اولاد کی طرح ہے۔ اس کی جانب سے بھی ادا کرنا والد پر واجب ہے۔

5: چھوٹے بہن، بھائیوں اور دیگر رشتہ داروں کی جانب سے صدقۃ الفطر ادا کرنا واجب نہیں اگرچہ وہ اس شخص کی زیرِ کفالت ہوں۔

6: عورت اگر خود صاحبِ نصاب ہو تو اس پر اپنی جانب سے تو صدقۃ الفطر ادا کرنا واجب ہے لیکن اس پر کسی اور کی طرف سے صدقۃ الفطر ادا کرنا ضروری نہیں ہے، نہ بچوں کی طرف سے، نہ ماں باپ کی طرف سے اور نہ شوہر کی طرف سے۔

7: جن افراد کا صدقۃ الفطر ادا کرنا انسان پر واجب نہیں ہوتا اگر ان کی اجازت سے ادا کر دے تو ادا ہو جائے گا۔

صدقۃ الفطر کا مصرف:

صدقۃ الفطر کا مصرف وہی لوگ ہیں جو زکوٰۃ کے مصارف ہیں۔ ان کی تفصیل زکوٰۃ کے باب میں ملاحظہ فرمائیں۔

مشق نمبر 4

مختصر جواب دیجیے:

1: روزے کی فضیلت پر ایک حدیث مبارک تحریر کیجیے۔

2: صوم (روزہ) کا لغوی اور اصطلاحی معنی بیان کرتے ہوئے بتائیں کہ روزے کی کتنی اقسام ہیں؟

3: روزے کی فرضیت کی کیا شرائط ہیں؟

4: روزے کے منکر اور تارک کا شرعی حکم کیا ہے؟ تحریر کیجیے۔

5: ان روزوں کی نیت کب تک کی جا سکتی ہے؟

رمضان کا ادا روزہ، رمضان کا قضا روزہ، نفلی روزہ۔

6: جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا، ان میں سے کم از کم سات درج کریں۔

7: جن صورتوں میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے مگر صرف قضا لازم آتی ہے، کم از کم چھ تحریر کریں۔

8: جن صورتوں میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضا و کفارہ دونوں لازم ہوتے ہیں، کم از کم پانچ تحریر کریں۔

9: کفارے کے روزوں کے درمیان اگر عورت کو حیض آجائے تو کیا اس سے تسلسل ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟

10: روزے کی حالت میں خون دینے یا لگوانے کا کیا حکم ہے؟

11: روزہ کی حالت میں طاقت کے انجکشن یا ڈرپ لگوانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

12: صدقۃ الفطر کے وجوب کی شرائط کتنی اور کون کون سی ہیں؟ تحریر کیجیے۔

13: اگر کوئی صاحبِ نصاب شخص عید الفطر کی صبح صادق کے بعد فوت ہو گیا یا مالدار؛ فقیر بن گیا تو اس پر صدقۃ الفطر واجب ہے یا نہیں؟

14: اگر کوئی بچہ صبحِ صادق کے بعد پیدا ہوا یا کوئی کافر صبحِ صادق کے بعد اسلام لایا یا کوئی فقیر صبحِ صادق کے بعد مالدار بن گیا تو ان سب پر صدقۃ الفطر واجب ہے یا نہیں؟

15: صدقہ فطر کی مقدار کیا ہے اور یہ کن اجناس سے دیا جا سکتا ہے؟

صحیح جواب کا انتخاب کیجیے:

1: روزے کا لغوی معنی ہے:

رکنا، بچنا شامل ہونا متوجہ ہونا

2: روزے کی نیت زبان سے کرنا:

ضروری ہے ضروری نہیں منع ہے

3: رمضان کے روزے کی نیت کر سکتے ہیں:

نصف النہار سے قبل عصر سے پہلے مغرب سے پہلے

4: قضا، نذرِ غیر معین اور کفارے کے روزے کی نیت کرنا ضروری ہے:

نصف النہار سے پہلے ظہر کے فوراً بعد صبحِ صادق سے پہلے پہلے

5: تھوک نگلنے سے روزہ:

ٹوٹ جاتا ہے نہیں ٹوٹتا مکروہ ہو جاتا ہے

6: روزے کی حالت میں تیراکی کرنا:

جائز ہے واجب ہے حرام ہے

7: انہیلر سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور:

کفارہ لازم ہے صرف قضا لازم ہے کچھ نہیں ہوتا

8: مسواک کی اور یہ سمجھا کہ روزہ ٹوٹ گیا پھر جان بوجھ کر کھا پی لیا تو:

صرف کفارہ لازم صرف قضا لازم دونوں لازم

9: روزہ کی حالت میں حقہ یا سگریٹ پینے سے روزہ:

ٹوٹ جاتا ہے نہیں ٹوٹتا مکروہ ہو جاتا ہے

10: کرونا کے ٹیسٹ سے روزہ:

ٹوٹ جاتا ہے نہیں ٹوٹتا مکروہ ہو جاتا ہے

11: صدقۃ الفطر کے واجب ہونے میں اتنے قسم کا مال دیکھا جائے گا:

6قسم کا 4قسم کا 5قسم کا

12: صبح صادق سے پہلے کوئی بچہ پیدا ہوا تو اس کی جانب سے صدقۃ الفطر دینا:

واجب ہے واجب نہیں مستحب ہے

خالی جگہ پر کیجیے:

1: کفارے کے روزے............رکھنا واجب ہے۔

2: رمضان المبارک کے علاوہ اور دنوں میں کوئی شخص جان بوجھ کر روزہ توڑ دے تو صرف............ واجب ہے۔

3: نذر مانے ہوئے روزے اور کفارے کے روزے رکھنا............ہیں۔

4: یکم شوال اور دس، گیارہ، بارہ، تیرہ ذوالحجہ کو روزہ رکھنا............ہے۔

5: صدقہ فطر کی ادائیگی کا اصل وقت............سے پہلے ہے۔

6: سحری کرنا............ہے۔

7: ....سے افطار کرنا سنت ہے۔

8: صدقۃ الفطر میں ایک آدمی کی طرف سے گندم کی مقدار............ اور کھجور، جَو، کشمش کی مقدار ....دی جاتی ہے۔

9: صدقۃ الفطر کے واجب ہونے کے لیے بالغ ہونا شرط............۔

10: صدقۃ الفطر کے واجب ہونے کے لیے رمضان کے روزے رکھنا شرط............۔

11: انیما کروانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور............لازم ہے۔

12: کفارہ کے روزوں میں عورت کو............ آجائے تو تسلسل ٹوٹ جاتا ہے۔

غلط اور درست کی نشاندہی کیجیے:

1: خون دینے، خون لگوانے، انجکشن اور ڈرپ سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

2: قضا روزے ایک سے زیادہ ہوں تو مسلسل رکھنا ضروری نہیں۔

3: روزہ کی حالت میں ٹوتھ پیسٹ استعمال کرنا مکروہ ہے۔

4: جھوٹ بولنے اور غیبت کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

5: اگر ایک رمضان میں متعدد کفارے لازم ہوئے ہو تو سب کا ایک ہی کفارہ کافی نہیں۔

6: زبردستی روزہ دار کے منہ میں کوئی چیز ڈالی گئی اور وہ حلق میں چلی گئی تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

7: جان بوجھ کر رمضان کا روزہ توڑنے سے کفارہ لازم نہیں ہوتا۔

8: رمضان کے روزے کی نیت نصف النہار سے پہلے پہلے تک کر سکتے ہیں۔

9: بھول کر کھانے پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

10: کفارہ کے روزوں کی تعداد 50 ہے۔

11: عورت نے یہ سوچ کر کہ آج مجھے حیض آئے گا روزہ توڑ دیا پھر حیض نہیں آیا تو قضا لازم ہے، کفارہ نہیں۔

12: کفارہ کے روزوں میں اگر نفاس کی وجہ سے ناغہ ہو گیا تو دوبارہ ایک سے شروع کرنا ہو گا۔

باب پنجم: حج

اس باب میں درج ذیل عنوانات کا بیان ہو گا:

1: حج کی فضیلت واہمیت

2: حج کا معنی، شرائط فرضیت اور شرائط صحتِ ادا

3: حج کے متعلق بعض اصطلاحات

4: حج کے فرائض، واجبات، سنن اور اقسام

5: احرام میں ممنوع، مکروہ اور جائز کام

6: حج کرنے کا طریقہ

7: مدینہ منورہ کی حاضری

حج کی فضیلت و اہمیت

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِينَ﴾

سورۃ اٰل عمران:97

ترجمہ: جو لوگ خانہ کعبہ تک پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہوں ان پر اللہ تعالیٰ کے لیے اس گھر کا حج کرنا فرض ہے اور اگر کوئی انکار کرے (تو یاد رکھو) اللہ تعالیٰ دنیا جہان کے تمام لوگوں سے بے نیاز ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 1521

ترجمہ: جس نے اللہ کی رضا کے لیے حج کیا اور حج میں کوئی فحش اور بے ہودہ بات نہیں کی اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی تو وہ (گناہوں سے پاک) اس طرح لوٹتا ہے جیسے اس کی ماں نے اسے آج ہی جنم دیا ہو۔

حج کا معنی، شرائطِ فرضیت اور شرائطِ صحتِ ادا

حج کا لغوی معنی ہے: کسی عظیم چیز کا قصد اور ارادہ کرنا۔

حج کا شرعی معنی ہے: خاص طریقے سے خاص اوقات میں مخصوص شرائط کی رعایت رکھتے ہوئے بیت اللہ اور دیگر مقدس مقامات کی زیارت کا ارادہ کرنا۔

پوری امت کا اتفاق ہے جس شخص میں فرضیتِ حج کی شرائط پائی جائیں تو اس پر حج کرنا فرض ہوتا ہے۔ حج کی فرضیت قرآن، سنت اور اجماعِ امت سے ثابت ہے۔

شرائطِ فرضیتِ حج:

جس انسان نے درج ذیل شرائط پائی جائیں اس پر زندگی میں ایک بار حج کرنا فرض ہے:

1: مسلمان ہونا۔ کافر پر حج فرض نہیں۔

2: بالغ ہونا۔ نابالغ پر حج فرض نہیں۔

3: عاقل ہونا۔ دیوانے اور پاگل پر حج فرض نہیں۔

4: آزاد ہونا۔ شرعی غلام اور باندی پر حج فرض نہیں۔ آج کل شرعی غلاموں کا وجود نہیں ہے۔ آج سب آزاد سمجھے جاتے ہیں۔

5: حج کرنے کی استطاعت ہونا۔ استطاعت سے مراد یہ ہے کہ بیت اللہ جانے اور واپس آنے کے اخراجات، وہاں کے قیام وطعام اور واپسی تک اپنے اہل وعیال اور زیرِ کفالت لوگوں کے خرچ کا انتظام بھی کر سکتا ہو۔ عورت کے لیے اپنے اخراجات کے علاوہ مَحرم کے اخراجات کی استطاعت رکھنا بھی شرط ہے ورنہ عورت پر حج فرض نہ ہو گا۔

حج کی ادائیگی کے صحیح ہونے کی شرائط:

اگر کوئی حج کرے تو حج کے صحیح قرار پانے کے لیے بھی کچھ شرائط ہیں۔ انہیں "حج کی ادائیگی کے صحیح ہونے کی شرائط" کہا جاتا ہے۔ ان شرائط کا مفاد یہ ہے کہ اگر ایک شخص میں حج فرض ہونے کی شرائط پائی جاتی ہوں تو جب تک یہ شرائط نہ پائی جائیں اس کے حج کی ادائیگی درست نہیں ہو گی۔

[1]: احرام باندھنا:

اگر کسی شخص نے احرام نہ باندھا تو اس کا حج صحیح نہیں ہوا۔ احرام کے صحیح ہونے کے لیے دیگر شرائط کے علاوہ نیت کے ساتھ تلبیہ پڑھنا ضروری ہے۔

[2]: حج کے ارکان کا مخصوص زمانہ میں ہونا:

اس لیے اگر کسی نے حج کے مہینوں سے پہلے یا بعد میں ارکان ادا کر لیے تو اس کا حج صحیح نہیں ہو گا۔ حج کے مہینے؛ شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ کے دس دن ہیں۔ اس لیے اگر کسی نے ان مہینوں سے پہلے حج کا طواف یا سعی کر لی تو اس کا حج درست نہ ہو گا۔

[3]: حج کے ارکان کا مخصوص مقامات میں ادا کرنا۔

چنانچہ اگر کسی نے ارکانِ حج؛ مناسک ادا کیے جانے والی جگہوں کے علاوہ کسی اور مقام پر ادا کیے تو اس کا حج

صحیح نہ ہو گا۔ مناسک ادا کیے جانے والے مقامات میں مسجدِ حرام اور میدانِ عرفات شامل ہیں۔

چند مسائل:

1: حج فرض ہو جانے کے بعد اس کی ادائیگی میں تاخیر کرنا جائز نہیں حتی کہ اولاد کی شادی اور مکانات کی تعمیر وغیرہ پر بھی حج کی ادائیگی مقدم ہے۔

2: اگر حج فرض ہونے کے بعد نہ کیا اور پھر حج کرنے کے بقدر مال نہ رہا تو بھی حج فرض ہی رہے گا۔

3: اگر کسی کے پاس صرف اتنا خرچ ہے کہ مکہ تک آنا جانا تو ہو سکتا ہے مگر مدینہ منورہ تک پہنچنے کا خرچ نہیں ہے تو اس پر بھی حج فرض ہو جاتا ہے۔

4: حج عمر بھر میں بس ایک مرتبہ فرض ہے۔ اگر کئی حج کیے تو ایک فرض اور باقی سب نفل ہوں گے۔

5: لڑکپن میں ماں باپ کے ساتھ اگر کسی نے حج کر لیا ہو تو وہ نفلی حج ہے۔ اگر جوان ہونے کے بعد صاحب استطاعت ہو جائے تو پھر حج کرنا فرض ہو گا۔

6: اگر کسی ایسے شخص نے قرض لے کر یا امداد مانگ کر حج کر لیا جو صاحب استطاعت نہ تھا، اس کے بعد اگر مال دار ہو جائے تو دوبارہ حج کرنا فرض نہ ہو گا۔

حج کے متعلق بعض اصطلاحات

اشہر حج: حج کے مہینے یعنی شوال کا مہینہ، ذوالقعدہ کا مہینہ اور ذوالحجہ کے دس دن۔

ایام حج: 8 ذوالحجہ سے 12 ذوالحجہ تک پانچ دن۔

یوم عرفہ: 9 ذوالحجہ کا دن۔

وقوف: ٹھہرنا۔

اِحرام: اس کا مطلب ہے "اپنے اوپر کوئی چیز حرام کرنا"۔ حج یا عمرہ کی پختہ نیت کر کے ایک خاص لباس (مردوں کے لیے دو چادریں اور عورتوں کے لیے معمول کا لباس) پہنا جاتا ہے جس سے چند حلال اور جائز کام؛ حرام اور ناجائز ہو جاتے ہیں۔

مُحرِم: احرام باندھنے والے کو کہتے ہیں۔

تلبیہ: یہ کلمات پڑھنا: "لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ." ترجمہ: میں حاضر ہوں، اے اللہ! میں حاضر ہوں۔ میں حاضر ہوں، آپ کا کوئی شریک نہیں۔ میں حاضر ہوں۔ بے شک تمام تعریفیں آپ ہی کے لائق ہیں اور تمام نعمتیں آپ ہی کی عطا کردہ ہیں اور بادشاہی آپ ہی کی ہے اور آپ کا کوئی شریک نہیں۔

میقات: وہ جگہ جہاں سے مکہ مکرمہ جانے والے کا بغیر احرام کے آگے بڑھنا جائز نہیں۔ وہ جگہیں یہ ہیں:

☆ یَلَمْلَم... یمن والوں کے لیے ☆ ذات عرق... عراق والوں کے لیے

☆ جُحْفہ... شام والوں کے لیے ☆ ذوالحلیفہ... مدینہ والوں کے لیے

☆ قرن المنازل... نجد والوں کے لیے

آفاقی: وہ شخص ہے جو میقات کی حدود سے باہر رہتا ہو۔ مثلاً پاکستانی، بھارتی، مصری، شامی، عراقی، ایرانی وغیرہ۔ یہ لوگ بغیر احرام کے مکہ مکرمہ میں داخل نہیں ہو سکتے۔

حرم: مکہ مکرمہ کے ارد گرد چاروں اطراف میں زمین کی ایک مقررہ حد تک حد بندی کی گئی ہے، اس حد بندی کے اندر کی زمین کو "حرم" کہتے ہیں۔ اس حد بندی پر مستقل نشانات لگے ہوئے ہیں۔ ان حدود کے اندر شکار کرنا، درخت کاٹنا، سبز گھاس وغیرہ کاٹنا منع ہے۔

مکہ مکرمہ، منیٰ اور مزدلفہ حدودِ حرم میں داخل ہیں البتہ میدانِ عرفات داخلِ حرم نہیں۔

استلام: حجرِ اسود کو بوسہ دینا۔ اگر رش کی وجہ سے بوسہ دینا ممکن نہ ہو تو ہاتھ لگا کر ہاتھوں کو بوسہ دینا یا محض ہاتھوں کا اشارہ کر کے ہاتھوں کو بوسہ دینا۔

اِضْطِباع: دایاں کندھا ننگا رکھنا یعنی چادر کو داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر اس کے دونوں کنارے بائیں کندھے پر اس طرح ڈال دینا کہ دایاں کندھا کھلا رہے۔

طواف: بیت اللہ کے ارد گرد مخصوص طریقے سے چکر لگانا۔

طوافِ قدوم: یہ طواف بیت اللہ میں آمد پر کیا جاتا ہے۔ یہ طواف ہر اس آفاقی کے لیے مسنون ہے جو حج اِفراد یا حج

قِران کی نیت سے مکہ مکرمہ میں داخل ہو۔

طوافِ زیارت: حج کا طواف جو حلق (سر منڈوانا) یا قصر (سر کے بال کٹوانا) کے بعد 10 ذوالحجہ سے لے کر 12 ذوالحجہ کو غروبِ آفتاب سے پہلے کرنا ضروری ہوتا ہے۔ یہ طواف فرض ہوتا ہے۔ اسے "طوافِ اِفاضہ" بھی کہتے ہیں۔

طوافِ وداع: یہ طواف بیت اللہ سے واپسی کے موقع پر کیا جاتا ہے اور واجب ہے۔ اسے "طواف رخصت" اور "طواف صدر" بھی کہتے ہیں۔

رمل: طواف کے پہلے تین چکروں میں شانے ہلاتے ہوئے قریب قریب قدم رکھ کر ذرا تیزی سے چلنا جیسے بہادر اور پہلوان لوگ چلتے ہیں۔

نوٹ: رمل کا حکم صرف مردوں کے لیے ہے، عورتوں کے لیے نہیں۔

حجرِ اسود: جنت سے آیا ہوا وہ پتھر جو بیت اللہ کے دروازے کی دائیں جانب بیت اللہ کے جنوب مشرقی کونے پر لگا ہوا ہے۔

رکنِ یمانی: بیت اللہ کے جنوب مغربی کونے کو کہتے ہیں کیونکہ یہ یمن کی جانب ہے۔

مطاف: طواف کرنے کی جگہ کو کہتے ہیں جو بیت اللہ کے چاروں طرف ہے۔ وہاں سفید سنگ مرمر لگا ہوا ہے۔

ملتزم: بیت اللہ کے دروازے اور حجرِ اسود کے درمیان والی جگہ جہاں دیوار کے ساتھ چمٹ کر دعا کرنا مسنون ہے۔

جنایت: گناہ اور جرم کو کہتے ہیں۔

دم: حالتِ احرام میں بعض ممنوع کام کرنے کی وجہ سے بھیڑ، بکری یا بڑے جانور اونٹ، گائے وغیرہ کا ذبح کرنا واجب ہو جانا۔

سعی: صفا اور مروہ کے درمیان سات چکر لگانا۔

میلین اخضرین: دو سبز نشان۔ صفا سے مروہ کی جانب کچھ دور چلنے کے بعد تھوڑے تھوڑے فاصلے پر دونوں طرف کی دیواروں اور چھت میں سبز روشنیاں لگی ہوئی ہیں۔ ان دونوں سبز نشانوں کے درمیان سعی کرنے والے مردوں کو ذرا دوڑنا ہوتا ہے۔

حج کے فرائض، واجبات، سنن اور اقسام

فرائضِ حج:

1: احرام یعنی نیت کرنا اور تلبیہ کہنا یا اس کی جگہ ایسے کلمات کہنا جن میں اللہ کی بڑائی کا بیان ہو۔

2: وقوف عرفہ (9) ذوالحجہ کے دن زوال کے بعد عرفات کے میدان میں ٹھہرنا۔ تھوڑی دیر ٹھہرنے سے بھی یہ فرض ادا ہو جائے گا۔

3: طوافِ زیارت

واجباتِ حج:

1: وقوف مزدلفہ یعنی مزدلفہ میں دس ذوالحجہ صبح صادق اور طلوع آفتاب کے درمیان کچھ وقت ٹھہرنا۔

2: تینوں دن (یعنی دس، گیارہ، بارہ ذوالحجہ) رمی جمرات یعنی شیطان کو کنکریاں مارنا۔

3: قربانی (یہ حکم صرف قارن و متمتع کے لیے ہے)

4: حلق یا قصر۔ (حلق کا مطلب ہے بلیڈ یا استرے کے ساتھ بال مونڈ دینا، قصر کا مطلب ہے قینچی یا مشین کے ساتھ سر کے کم از کم چوتھائی حصہ کے ایک انچ تک بال کاٹ دینا)

5: صفا مروہ کی سعی۔

6: طوافِ وَداع (یہ ان لوگوں کے لیے ہے جو مکہ میں مستقل مقیم نہ ہوں)

سننِ حج:

1: مفرد اور قارن کے لیے طوافِ قدوم کرنا۔

2: طوافِ قدوم یا طوافِ زیارت میں رمل اور اضطباع کرنا

3: ذوالحجہ کی آٹھ تاریخ کی صبح کو منٰی کے لیے روانہ ہونا اور وہاں پانچ نمازیں (8 ذوالحجہ کی ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور 9 ذوالحجہ کی فجر) پڑھنا۔

4: نویں ذی الحجہ کو طلوعِ آفتاب کے بعد منٰی سے عرفات کے لیے روانہ ہونا۔

5: عرفات سے غروبِ آفتاب کے بعد امام حج سے پہلے روانہ نہ ہونا۔

6: عرفات سے واپس ہو کر رات کو مزدلفہ میں ٹھہرنا۔

7: عرفات میں غسل کرنا۔

8: ایام منٰی میں رات کو منٰی میں رہنا۔

حج کی اقسام:

حج کی تین اقسام ہیں:

1:حجِ افراد 2:حجِ قران 3:حج تمتع

1:حجِ اِفراد

میقات سے گزرتے وقت صرف حج کا احرام باندھا جائے اور 10 ذوالحجہ کو رمی کرنے کے بعد احرام کھول دیا جائے۔ ایسا حج کرنے والے کو "مُفرِد" کہتے ہیں۔ اس میں قربانی واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔

2:حجِ قِران

میقات سے حج اور عمرہ دونوں کا احرام اکٹھا باندھا جائے۔ پہلے عمرہ کے افعال ادا کیے جائیں لیکن حلق یا قصر نہ کروایا جائے بلکہ بدستور اسی احرام میں رہا جائے۔ پھر حج کے دنوں میں اسی احرام کے ساتھ حج کے ارکان ادا کیے جائیں اور 10 ذوالحجہ کو رمی، قربانی اور حلق کرنے کے بعد عمرہ و حج دونوں کا احرام کھول دیا جائے۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک "حجِ قِران" افضل ہے۔ ایسا حج کرنے والے کو "قارِن" کہتے ہیں اور اس میں قربانی واجب ہے۔

3:حج تمتع

میقات سے عمرہ کا احرام باندھا جائے اور عمرہ کے افعال ادا کرنے کے بعد احرام کھول دیا جائے۔ پھر 8 ذوالحجہ کو حدودِ حرم کے اندر اپنی رہائش گاہ سے حج کا احرام باندھا جائے اور 10 ذوالحجہ کو رمی، قربانی اور حلق کرنے کے بعد احرام کھول دیا جائے۔ ایسا حج کرنے والے کو "متمتع" کہتے ہیں اور اس میں بھی قربانی واجب ہے۔

احرام میں ممنوع، مکروہ اور جائز کام

احرام میں بعض کام ممنوع ہیں یعنی ان کا ارتکاب کرنا شریعت کی طرف سے ناجائز اور منع قرار دیا گیا ہے۔ بعض کام مکروہ وناپسندیدہ ہیں اور بعض کام جائز اور درست ہیں۔ ذیل میں ہر ایک کی تفصیل پیش کی جاتی ہے:

ممنوعات احرام:

◆ سر یا چہرہ ڈھانپنا (مرد سر اور چہرہ نہیں ڈھانپ سکتا البتہ خواتین کے لیے سر ڈھانپنا اور چہرے کا پردہ کرنا ضروری ہے۔ پردہ اس طرح کریں کہ کپڑا چہرے کو نہ لگے)

◆ سلا ہوا کپڑا پہننا (مَردوں کے لیے)

◆ جسم یا احرام کی چادروں کو خوشبو لگانا

◆ خوشبودار تیل یا صابن لگانا

◆ بدن کے کسی بھی حصے کے بال کاٹنا یا مونڈنا

◆ ناخن کاٹنا

◆ بوس وکنار کرنا، شہوت سے ہاتھ لگانا، شہوت کی باتیں کرنا اور ہمبستری کرنا

◆ سر، جسم یا کپڑے کی جوں مارنا یا جوں مارنے کے لیے کپڑے کو دھوپ میں ڈالنا

◆ لڑائی جھگڑا، گالم گلوچ اور اس طرح کے دیگر گناہ کے کام کرنا

◆ مرد کے لیے ایسا جوتا پہننا جس سے پاؤں کی ابھری ہوئی ہڈی چھپ جائے (البتہ عورت ہر قسم کا جوتا پہن سکتی ہے)

◆ مرد کے لیے جرابیں پہننا منع ہے البتہ پاؤں کو چادر یا رومال سے ڈھانپنا جائز ہے۔

◆ خشکی کے جانور کا شکار کرنا یا شکاری کا تعاون کرنا

نوٹ: حدود حرم میں مُحرِم اور غیر مُحرِم دونوں کے لیے شکار کرنا جائز نہیں ہے البتہ حدودِ حرم کے باہر صرف غیر مُحرِم کے لیے شکار جائز ہے۔

نوٹ: محرم کے لیے مرغی، بکری، اونٹ، گائے وغیرہ (یعنی گھریلو جانوروں) کا ذبح کرنا اور کھانا جائز ہے۔

مکروہ کام:

- بدن سے میل کچیل دور کرنا
- کپڑے یا تولیے سے منہ پونچھنا (صرف ہاتھوں سے منہ کو صاف کر لیا جائے)
- بغیر خوشبو والے صابن سے بدن دھونا
- خوشبو سونگھنا (بغیر ارادہ اگر ناک تک پہنچ جائے تو مکروہ نہیں)
- خوشبودار پھل اور پھول سونگھنا
- بالوں کو اتنی شدت سے کھجلانا کہ گرنے لگیں (آہستہ کھجلانا کہ بال نہ گریں جائز ہے)
- سر اور ڈاڑھی کے بالوں میں کنگھی کرنا
- خوشبودار کھانا (بغیر پکا ہوا) کھانا (البتہ پکا ہوا خوشبودار کھانا مکروہ نہیں)

جائز کام:

- تازگی کے حصول یا گردوغبار کو دور کرنے کے لیے غسل کرنا بشرطیکہ جسم سے میل کچیل دور نہ کرے
- عینک لگانا، چھتری استعمال کرنا جب کہ سر سے دور رہے۔
- آئینہ دیکھنا، مسواک کرنا، انگوٹھی پہننا، گھڑی پہننا
- عورت کے لیے دستانے پہننا (لیکن نہ پہننا افضل ہے اور مرد کے لیے جائز نہیں)
- احرام کی چادر پر بیلٹ باندھنا
- بغیر خوشبو ملا ہوا شربت پینا (خوشبو ملی شربت پینے سے بچنا چاہیے اگرچہ معمولی مقدار ہی کیوں نہ ہو ورنہ صدقہ واجب ہوگا)
- موذی جانوروں کو مارنا (چاہے وہ حرم ہی میں ہوں مثلاً سانپ، بچھو، بھڑ، کھٹمل وغیرہ)

حج کرنے کا طریقہ

حج کی تین اقسام ہیں:

1: حجِ اِفراد

2: حجِ قران

3: حجِ تمتع

یہاں حجِ اِفراد کا طریقہ بیان کیا جاتا ہے، بعد میں حجِ قران اور حجِ تمتع سے متعلقہ امور بھی ذکر کیے جائیں گے تاکہ تینوں اقسام کا طریقہ کار سامنے آجائے۔

حجِ اِفراد کا طریقہ:

(1): حج کے مہینوں میں مکہ مکرمہ پہنچیں۔ چنانچہ اپنے متعلقہ میقات سے احرام باندھیں۔ احرام باندھتے وقت قبلہ رخ ہو کر اس طرح نیت کریں:

”اے اللہ! میں تیری رضا کے لیے حج کرتا/کرتی ہوں، اسے میرے لیے آسان فرما اور اسے اپنی بارگاہ میں قبول فرما!“

اس کے بعد مکمل تلبیہ تین بار پڑھیں۔

(2): احرام باندھ کر مکہ مکرمہ آئیں۔ وضو یا غسل کر کے مسجدِ حرام میں داخل ہوں۔ تلبیہ اور درود شریف پڑھتے ہوئے مطاف میں آئیں۔

(3): یہاں سب سے پہلے طوافِ قدوم کریں۔ طواف کے بعد مقامِ ابراہیم کے قریب یا مسجد حرام میں جہاں میسر ہو دو رکعت واجب الطواف ادا کریں۔

نوٹ: مفرد کے لیے حج کی سعی؛ طوافِ زیارت کے بعد کرنا افضل ہے اور طوافِ قدوم کے بعد کرنا جائز ہے۔ اس لیے اگر مفرد نے طوافِ قدوم کے بعد حج کی سعی کرنی ہے تو طواف کے اِن سات چکروں میں رَمل اور اضطباع بھی کرے اور طواف کے بعد حج کی سعی کرلے۔ اور اگر اس طواف کے بعد حج کی سعی نہیں کرنی تو طوافِ قدوم بغیر

رمل اور اضطباع کے کرے۔

(4): طوافِ قدوم کے بعد حج کے ایام آنے تک احرام کی پابندی کرتے رہیں اور نفلی عبادات، طواف وغیرہ سرانجام دیتے رہیں۔

(5): 8ذوالحجہ کو طلوعِ آفتاب کے بعد منیٰ کی طرف روانہ ہوں۔

(6): 9ذوالحجہ کو طلوع آفتاب کے بعد منیٰ سے عرفات کو جائیں۔ کوشش کریں کہ زوال سے پہلے پہلے عرفات پہنچ جائیں۔

(7): وقوفِ عرفہ کا وقت زوال کے بعد شروع ہو جاتا ہے، اس لیے زوال کے بعد وقوف شروع کریں۔ خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ رہیں۔ شام تک تلبیہ، استغفار، چوتھا کلمہ پڑھتے رہیں، دعائیں گڑگڑا کر مانگتے رہیں، وقوف کھڑے ہو کر کرنا مستحب ہے اور بیٹھ کر کرنا جائز ہے۔

(8): میدانِ عرفات میں ظہر اور عصر کی نماز پڑھنی ہوتی ہے۔ اگر شرائط پائی جائیں تو عرفات میں مسجد نمرہ کے امام کے ساتھ ظہر اور عصر کی نمازیں اکٹھی ادا کریں ورنہ ظہر کے وقت میں ظہر کی نماز اور عصر کے وقت میں عصر کی نماز (اذان واقامت وجماعت کے ساتھ) اپنے خیموں میں ہی ادا کریں۔ (نمازیں اکٹھی ادا کرنے کی شرائط کے لیے ملاحظہ ہو میری کتاب: حج وعمرہ)

(9): غروبِ آفتاب کے بعد مغرب پڑھے بغیر عرفات سے مزدلفہ کی طرف روانہ ہوں۔ روانگی کے دوران ذکر اللہ، درود شریف اور تلبیہ کی کثرت کریں۔

(10): مزدلفہ پہنچ کر نماز مغرب اور عشاء کو عشاء کے وقت میں اکٹھی ادا کریں۔ رات مزدلفہ میں قیام کریں۔

(11): 10ذوالحجہ فجر کی نماز مزدلفہ میں جماعت کے ساتھ اندھیرے ہی میں ادا کریں۔ نماز کے بعد قبلہ رخ کھڑے ہو کر تسبیحاتِ فاطمی، "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ" اور چوتھا کلمہ پڑھیں، تلبیہ کثرت سے پڑھیں اور دعا کے لیے دونوں ہاتھ پھیلائیں اور خوب دعائیں کریں۔ روشنی خوب پھیلنے تک یہی عمل جاری رکھیں۔ یہ وقوفِ مزدلفہ ہے۔ طلوع آفتاب سے کچھ وقت قبل مزدلفہ سے منیٰ روانہ ہو جائیں۔

(12): 10ذوالحجہ کو منیٰ پہنچ کر اپنے خیموں میں جا کر سامان رکھیں۔

(13): تلبیہ پڑھتے ہوئے جمرات کی طرف جاکر صرف بڑے جمرہ کو "بِسۡمِ اللهِ وَاللهُ أَكۡبَرُ" کہتے ہوئے سات کنکریاں ماریں اور پہلی کنکری کے ساتھ ہی تلبیہ پڑھنا بند کر دیں۔

(14): مفرد پر قربانی واجب نہیں ہے بلکہ مستحب ہے۔ اس لیے وسعت ہو تو کر لینی چاہیے۔

(15): اس کے بعد حلق یا قصر کرائیں۔ عورتوں کو تقریباً ایک انچ بال کاٹنے چاہییں۔

(16): اب آپ احرام کی حالت سے باہر آ چکے ہیں۔ احرام کی وجہ سے جن چیزوں کے استعمال پر پابندی تھی وہ ختم ہو چکی ہے البتہ بیوی سے صحبت کرنا یا بوس و کنار کرنا طواف زیارت کرنے تک حلال نہ ہو گا۔

(17): منیٰ میں 10، 11، 12 ذوالحجہ تک قیام کرنا سنت ہے۔

(18): منیٰ سے طواف زیارت کے لیے خانہ کعبہ چلے جائیں۔

(19): طواف مکمل کرنے بعد دو رکعت واجب الطواف ادا کریں۔

(20): آب زمزم خوب سیر ہو کر پییں اور یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيۡۤ اَسۡئَلُكَ عِلۡمًا نَافِعًا وَّرِزۡقًا وَّاسِعًا وَّشِفَاءً مِّنۡ كُلِّ دَاءٍ.

(21): اگر حج (اِفراد) کی سعی طوافِ قدوم کے ساتھ پہلے کر چکے ہوں تو وہی کافی ہے ورنہ اب طوافِ زیارت کے بعد سعی کریں۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ بیت اللہ میں باب الصفا سے "صفا" پر آئیں۔ "صفا" سے "مروہ" پہنچنے پر ایک چکر مکمل ہو گیا۔ اسی طرح چھ چکر اور لگانے ہیں کہ "مروہ" سے "صفا" تک دو چکر ہو جائیں گے، پھر "صفا" سے مروہ تک تین... اسی طرح چلتے چلتے ساتواں چکر "مروہ" پر ختم ہو گا۔

(22): سعی مکمل کرنے کے بعد اب منیٰ میں جاکر ٹھہرنا چاہیے، مکہ میں نہ ٹھہریں۔

(23): 11 ذوالحجہ کو زوال کے بعد پہلے چھوٹے، پھر درمیانے اور پھر بڑے جمرہ کو سات سات کنکریاں ماریں۔

(24): پہلے دو جمرات کو کنکریاں مارنے کے بعد ذرا آگے بڑھ کر قبلہ رخ کھڑے ہو کر دعا کر لیں لیکن آخری جمرہ کو کنکریاں مارنے کے بعد ٹھہر کر دعا نہ کریں بلکہ بغیر دعا کیے واپس آ جائیں۔

(25): کنکریاں مار کر واپس اپنے خیموں میں جائیں اور رات منیٰ ہی میں قیام کریں۔

(26): 12 ذوالحجہ کو زوال آفتاب کے بعد کنکریاں مارنے کے لیے جائیں۔

(27): تینوں جمرات کو اس ترتیب سے کنکریاں ماریں جس طرح 11 ذوالحجہ کو ماری تھیں۔

(28): بارھویں تاریخ کو غروبِ آفتاب سے پہلے مکہ مکرمہ جاسکتے ہیں، غروب کے بعد جانا مکروہ ہے۔

(29): اگر تیرھویں تاریخ کی صبح منیٰ میں ہو جائے تو اس دن رمی بھی لازم ہو جائے گی۔

(30): اپنے وطن واپس جانے سے پہلے طواف وداع کر لیں۔

حجِ قران کا طریقہ:

اس کا طریقہ یہ ہے کہ حجِ قران کرنے والا شخص بیت اللہ میں داخل ہو کر پہلے عمرہ ادا کرے گا۔ چنانچہ پہلے طواف کے سات چکر لگائے جس میں پہلے تین چکروں میں رَمل کرے اور پورے طواف میں اضطباع کرے۔ اس کے بعد صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے۔ اس سے قارن کے عمرہ کے افعال مکمل ہو جائیں گے۔ قارن نہ سر کے بال کٹوائے گا نہ ہی منڈوائے گا بلکہ احرام کی پابندیاں اس پر بدستور عائد رہیں گی۔ طوافِ عمرہ کے بعد قارن طوافِ قدوم کرے گا جس کا طریقہ یہ ہے کہ طواف کے سات چکر لگائے۔ اگر قارن نے اس طوافِ قدوم کے بعد حج کی سعی کرنی ہے تو طواف کے اِن سات چکروں میں رَمل اور اضطباع بھی کرے اور طواف کے بعد حج کی سعی کرے۔ یہ قارن کا طوافِ قدوم ہے۔ طوافِ قدوم کے بعد حج کے ایام آنے تک احرام کی پابندی کرتا رہے اور نفلی عبادات، طواف وغیرہ کرتا رہے۔

قارن اب 8 ذوالحجہ کو منیٰ جائے گا اور حج کے ارکان پورے کرے گا البتہ سعی نہ کرے کیونکہ وہ طوافِ قدوم کے ساتھ سعی کر چکا ہے اور یہی افضل ہے کہ طوافِ قدوم کے بعد سعی کرے۔ ہاں! اگر قارن نے طوافِ قدوم کے بعد سعی نہیں کی تو طوافِ زیارت کے بعد کرلے۔ باقی حج کا طریقہ وہی ہے جو پہلے گزر چکا ہے۔

حجِ تمتع کا طریقہ:

اس کا طریقہ یہ ہے کہ حجِ تمتع کرنے والا شخص بیت اللہ میں داخل ہو کر پہلے عمرہ ادا کرے گا۔ چنانچہ پہلے طواف کے سات چکر لگائے جس میں پہلے تین چکروں میں رَمل کرے اور پورے طواف میں اضطباع کرے۔ اس کے بعد صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے۔ پھر حلق یا قصر کرے۔ اس سے متمتع کے عمرہ کے افعال مکمل ہو جائیں گے اور یہ احرام سے فارغ ہو جائے گا۔ اب احرام کی پابندیاں ختم ہو گئیں۔ حج کے ایام آنے تک تلاوت، اذکار،

درود شریف، نوافل، طواف، عمرے، صدقہ وخیرات اور دیگر نیک کام بجالاتا رہے۔

متمتع اب 8 ذوالحجہ کو حج کا احرام باندھ کر منیٰ جائے گا اور حج کے ارکان پورے کرے گا۔ واضح ہو کہ اگر متمتع نے حج کا احرام باندھ کر مکہ مکرمہ سے منیٰ کو جانے سے پہلے کوئی نفلی طواف کرکے اس کے بعد حج کی سعی کرلی تو جائز ہو جائے گی لیکن افضل و بہتر یہ ہے کہ حج کی سعی؛ طوافِ زیارت کے بعد کرے۔

نوٹ: حج و عمرہ کے تفصیلی مسائل کے لیے دیکھیے میری کتاب: "حج و عمرہ"

مدینہ منورہ کی حاضری

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ.

(شعب الایمان للبیہقی: ج3 ص490 فضل الحج والعمرۃ)

ترجمہ: جو شخص میری قبر کی زیارت کرے گا تو اس کے لیے میری شفاعت واجب ہو گی۔

جب مدینہ منورہ جانے کا ارادہ ہو تو بہتر ہے کہ انسان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کی زیارت کی نیت کرے تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت حاصل ہو۔

مدینہ منورہ جاتے ہوئے راستے میں ذوق وشوق اور کثرت کے ساتھ درود شریف پڑھتے رہیں۔ مدینہ پہنچ کر اپنی رہائش گاہ پر سامان رکھیں۔ بہتر ہے کہ غسل کریں ورنہ وضو کر لیں۔ عمدہ لباس پہنیں، خوشبو لگا کر خوب تیار ہوں اور ادب واحترام کے ساتھ مسجد نبوی کی طرف چلیں۔ مسجد نبوی میں سنت کے مطابق ادب واحترام سے یہ دعا پڑھتے ہوئے داخل ہوں:

بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ.

ترجمہ: اللہ کے نام کے ساتھ (میں مسجد میں داخل ہوتا ہوں) تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔ درود وسلام ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ اے اللہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیجیے۔

مکروہ وقت نہ ہو تو دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھیں۔ ریاض الجنۃ میں جگہ ملے تو اچھا ہے ورنہ مسجد میں جہاں جگہ ملے دو رکعت ادا کر لیں۔

روضہ مبارک پر سلام عرض کرنا:

روضہ مبارک کی جالی سے چار پانچ ہاتھ کے فاصلے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے سامنے ادب واحترام سے کھڑے ہو کر اس طرح سلام پیش کریں:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ!

اے نبی! آپ پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت اور برکت ہو۔

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ!

اے اللہ کے رسول! آپ پر درود وسلام ہو۔

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللهِ!

اے اللہ کے نبی! آپ پر درود وسلام ہو۔

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللهِ!

اے اللہ کے محبوب! آپ پر درود وسلام ہو۔

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللهِ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَأَدَّيْتَ الْأَمَانَةَ وَنَصَحْتَ الْأُمَّةَ وَجَاهَدْتَّ فِيْ أَمْرِ اللهِ حَتّٰى قَبَضَ رُوْحَكَ حَمِيْدًا مَحْمُوْدًا فَجَزَاكَ اللهُ عَنْ صَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا خَيْرَ الْجَزَاءِ.

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ نے (اللہ کا) پیغام پہنچا دیا اور امت کی خیر خواہی کی اور اللہ کے حکم (کو نافذ کرنے) میں جہاد کیا یہاں تک کہ اللہ نے اس حالت میں آپ کی روح قبض فرمائی کہ آپ اللہ کی حمد وثناء کرنے والے اور لائق ستائش تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمارے چھوٹے بڑے تمام افراد کی طرف سے بہترین بدلہ عطا فرمائے۔

اس کے بعد ایک قدم چل کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قبر کے سامنے کھڑے ہوں اور یوں سلام پیش کریں:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللهِ أَبَا بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقَ! جَزَاكَ اللهُ عَنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ خَيْرًا.

آپ پر سلامتی ہو اے رسول اللہ کے خلیفہ ابو بکر صدیق! اللہ تعالیٰ آپ کو امتِ محمد (علی صاحبھا السلام) کی طرف سے بہترین بدلہ عطا فرمائے۔

اس کے بعد ایک قدم مزید چل کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قبر کے سامنے کھڑے ہوں اور یوں سلام عرض کریں:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عُمَرَ الْفَارُوْقَ! الَّذِیْ أَعَزَّ اللهُ بِهِ الْإِسْلَامَ جَزَاكَ اللهُ عَنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ خَيْرًا.

آپ پر سلامتی ہو اے امیر المؤمنین عمر فاروق! جن کے ذریعے اللہ نے اسلام کو عزت عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو امتِ محمد (علی صاحبھا السلام) کی طرف سے بہترین بدلہ عطا فرمائے۔

کسی کا سلام پیش کرنا:

اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام پیش کرنے کی درخواست کرے تو اس کا سلام اس طرح پیش کریں مثلاً:

"یارسول اللہ! محمد الیاس گھمن بن حافظ شیر بہادر کی طرف سے سلام قبول فرمائیں، وہ آپ کی شفاعت کا طلب گار ہے۔"

دن میں پانچ مرتبہ یا جتنی بار ہو سکے روضہ اقدس پر حاضر ہو کر صلوٰۃ وسلام پیش کرتے رہیں۔ جتنے دن مدینہ منورہ میں قیام ہو تلاوت، ذکر واذکار اور درود وسلام کی کثرت کریں۔ مرد مسجد نبوی میں باجماعت نماز کا خوب اہتمام کریں۔ اس قیام کے دوران مقامات مقدسہ کی زیارات بھی کریں۔ جنت البقیع، مسجد قبا، میدانِ احد، شہداء احد وغیرہ کی زیارت کے لیے جائیں۔

مشق نمبر 5

مختصر جواب دیجیے:

1: حج کا لغوی اور اصطلاحی معنی بیان کرتے ہوئے وہ پانچ شرائط لکھیں جن کی وجہ سے حج فرض ہوتا ہے۔

2: کیا اولاد کی شادی اور مکانات کی تعمیر کی وجہ سے حج کو مؤخر کیا جاسکتا ہے؟

3: درج ذیل اصطلاحات کا مفہوم تحریر کریں:

مُحرِم، میقات، استلام، اِضطِباع، طوافِ قدوم، طوافِ زیارت، طوافِ وداع، مطاف، ملتزم۔

4: حج کے مہینے کون کون سے ہیں؟

5: حج کی کتنی اقسام ہیں؟ ہر ایک کی وضاحت کریں۔

6: احرام کی حالت میں کون کون سی چیزیں منع ہیں؟ صرف پانچ تحریر کریں۔

7: احرام میں چہرہ ڈھانپنا جائز نہیں تو پھر عورت کس طرح احرام باندھے کہ اس کا پردہ بھی قائم رہے؟

8: تلبیہ کے الفاظ تحریر کریں۔

9: حجِ افراد کی نیت کس طرح کریں گے؟

10: میدانِ مزدلفہ میں کون کون سے کام کرنے ہوتے ہیں؟ بیان کریں۔

11: حجِ افراد، حجِ قران اور حج تمتع میں قربانی واجب ہے یا نہیں؟

12: مدینہ منورہ میں حاضری کا طریقہ بیان کریں۔

13: روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پیش کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

14: روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کسی کا سلام پیش کرنا ہو تو اس کا طریقہ کیا ہے؟

15: مدینہ منورہ میں رہ کر کیا کام سرانجام دیتے رہنا چاہیے؟

صحیح جواب کا انتخاب کیجیے:

1: حج کا لغوی معنی ہے:

قصد اور ارادہ کرنا دل میں نیک خیالات لانا معافی مانگنا

2: صاحبِ استطاعت شخص پر حج کرنا:

فرض ہے مستحب ہے سنت ہے

3: حج کے فرائض ہیں:

دو تین چار

4: استرے سے بال مونڈنا کہلاتا ہے:

حلق قصر رمی

5: صرف حج کرنے والے شخص کو کہتے ہیں:

قارن متمتع مفرد

6: حج کی تین اقسام میں سے امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک افضل ہے:

حج اِفراد حج ِقران حج تمتع

7: مفرد اور قارن کے لیے طوافِ قدوم کرنا:

سنت ہے واجب ہے فرض ہے

8: بیت اللہ سے واپسی کے موقع پر جو طواف کیا جاتا ہے اسے کہتے ہیں:

طوافِ زیارت طواف صدر طوافِ قدوم

9: حالتِ احرام میں ہاتھ پاؤں کے ناخن کاٹنا:

ممنوع ہے جائز ہے مستحب ہے

10: لڑکپن میں ماں باپ کے ساتھ کیا ہوا حج ہوتا ہے:

نفلی فرضی استحبابی

11: منیٰ میں نمازیں پڑھتے ہیں:

پانچ چار آٹھ

12: یوم عرفہ کہلاتا ہے:

9ذوالحجہ 10ذوالحجہ 12ذوالحجہ

خالی جگہ پر کیجیے:

1: حج اسلام کا............رکن ہے۔

2: جو شخص میقات کی حدود سے باہر رہتا ہو اسے............کہتے ہیں۔

3: میقات سے گزرتے وقت صرف حج کا احرام باندھا جائے اور 10 ذوالحجہ کو رَمی کے بعد احرام کھول دیا جائے تو ایسے حج کو............کہتے ہیں۔

4: میقات سے حج و عمرہ دونوں کا احرام باندھا جائے، پہلے عمرہ کے افعال ادا کیے جائیں، پھر احرام کھولے بغیر اسی احرام سے حج کے ارکان ادا کیے جائیں تو ایسے حج کو............کہتے ہیں۔

5: میقات سے عمرہ کا احرام باندھ کر عمرہ کے افعال ادا کر کے احرام کھول دیا جائے پھر ایام حج میں حج کا احرام باندھ کر حج ادا کیا جائے تو ایسے حج کو............کہتے ہیں۔

6: بیت اللہ کے ارد گرد مخصوص طریقے سے چکر لگانے کو............کہتے ہیں۔

7: رش کی وجہ سے حجرِ اسود کو بوسہ دینا ممکن نہ ہو تو ہاتھ لگا کر ہاتھوں کو بوسہ دینا یا محض ہاتھوں کا اشارہ کر کے ہاتھوں کو بوسہ دینا............کہلاتا ہے۔

8: عورت پر حج فرض ہونے کی ایک شرط............کا ہونا بھی ہے۔

9: حج کے تین فرض ہیں:............،............،اور............۔

10: مزدلفہ میں 10 ذوالحجہ صبح صادق اور طلوع آفتاب کے درمیان کچھ وقت ٹھہرنے کو حج کی اصطلاح میں ....کہا جاتا ہے۔

11: دس، گیارہ اور بارہ ذوالحجہ تینوں دن شیطان کو کنکریاں ماری جاتی ہیں، اس عمل کو............کہا جاتا ہے۔

12: صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنے والے عمل کو .... کہتے ہیں۔

غلط اور درست کی نشاندہی کیجیے:

1: جس جگہ سے احرام باندھا جاتا ہے اسے "میقات" کہا جاتا ہے۔

2: بلیڈ یا استرے کے ساتھ بال مونڈنے کو قصر اور قینچی یا مشین سے بال کم کرنے کو حلق کہا جاتا ہے۔

3: وقوف عرفہ کا وقت زوال کے بعد سے شروع ہو جاتا ہے۔

4: مِنٰی میں دس، گیارہ اور بارہ ذوالحجہ تک قیام کرنا فرض ہے۔

5: طواف مکمل کرنے کے بعد مقام ابراہیم کے قریب یا حرم میں جہاں آسانی ہو دو رکعت واجب الطواف پڑھی جاتی ہیں۔

6: امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک حجِ تمتع افضل ہے۔

7: طواف کے دوران رَمل (یعنی طواف کے پہلے تین چکروں پہلوانہ چال چلنا) کا حکم مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے ہے۔

8: طواف کے ہر چکر میں رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان پہنچ کر ﴿رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ دعا پڑھی جاتی ہے۔

9: احرام کے دوران مرد کے لیے سلا ہوا کپڑا پہننا جائز نہیں۔

10: وطن واپس جانے سے قبل "طواف زیارت" کیا جاتا ہے۔

11: مدینہ منورہ جانے کا ارادہ ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا مستحب ہے۔

12: احرام کی حالت میں عینک لگانا اور چھتری استعمال کرنا جائز نہیں چاہے چھتری کو سر سے دور بھی رکھا جائے۔

ای مرکز کے زیر انتظام آن لائن کورسز

طویل دورانیے کے کورسز:

- ایک سالہ تخصص فی العقائد الاسلامیہ [حضرات وخواتین]
- ایک سالہ تخصص فی الافتاء [حضرات]
- چار سالہ مکمل عالم کورس [حضرات وخواتین]
- دو سالہ علم دین کورس [حضرات وخواتین]
- ایک سالہ تفسیر کورس [حضرات وخواتین]
- دو سالہ تعلیم القرآن کورس [بچوں کے لیے]

شارٹ کورسز: [کل کورسز: 30-چند اہم کورسز کے نام:]

- رمضان کورس اردو انگلش [حضرات وخواتین]
- رمضان کورس اردو انگلش [بچوں کے لیے]
- صراط مستقیم کورس اردو انگلش [حضرات وخواتین]
- زکوۃ کورس [حضرات وخواتین]
- نماز کورس [حضرات وخواتین]
- عقائد کورس [حضرات وخواتین]
- حج وعمرہ کورس [حضرات وخواتین]
- ختمِ نبوت کورس [حضرات وخواتین]
- مسائلِ نکاح وطلاق کورس [حضرات وخواتین]

برائے رابطہ:

www.emarkaz.org +923235913337

تعارف مؤلف

نام: محمد الیاس گھمن

ولادت: 12-04-1969

مقام ولادت: 87 جنوبی، سرگودھا

تعلیم: حفظ القرآن الکریم: جامع مسجد بوھڑ والی، گکھڑ منڈی، گوجرانوالہ

ترجمہ وتفسیر القرآن: امام اہل السنۃ والجماعۃ حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ

مدرسہ نصرۃ العلوم، گوجرانوالہ

درس نظامی: (آغاز) جامعہ بنوریہ کراچی، (اختتام) جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد

تدریس: (سابقاً) معہد الشیخ زکریا، چپاٹا، زمبیا، افریقہ (حالاً) مرکز اہل السنۃ والجماعۃ، سرگودھا

مناصب: سرپرست: مرکز اہل السنۃ والجماعۃ وخانقاہ حنفیہ 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا پاکستان

بانی وامیر: عالمی اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ

چیف ایگزیکٹو: احناف میڈیا سروسز

بیعت وخلافت: الشیخ حکیم محمد اختر رحمۃ اللہ علیہ (کراچی) الشیخ عبدالحفیظ مکی رحمۃ اللہ علیہ (مکہ مکرمہ) الشیخ عزیز الرحمٰن ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ (اسلام آباد)

الشیخ سید محمد امین شاہ رحمۃ اللہ علیہ (خانیوال) الشیخ قاضی محمد مہربان رحمۃ اللہ علیہ (ڈیرہ اسماعیل خان)

الشیخ ذوالفقار احمد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ (جھنگ) الشیخ محمد یونس پالنپوری حفظہ اللہ (گجرات ہندوستان)

چند تصانیف: دروس القرآن، خلاصۃ القرآن، کتاب الحدیث، دروس الحدیث، کتاب السیرۃ

کتاب العقائد، کتاب الفقہ، کتاب الآداب، شرح الفقہ الاکبر، کتاب المنطق

تبلیغی اسفار: خلیجی ممالک، ملائیشیا، جنوبی افریقہ، سنگاپور، ہانگ کانگ، ترکیہ وغیرہ (23 ممالک)

مکتبہ دارالایمان